ISSN 0974-1372

سہ ماہی

جہانِ طب

نئی دہلی

جلد-۲۳ جنوری-دسمبر ۲۰۲۱ء شمارہ: ۱-۴

कें यू चि अ प

CCRUM

سینٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن

سہ ماہی

جہان طب

جلد: ۲۳ | شمارہ: ۱-۴

جنوری — دسمبر ۲۰۲۱ء

مدیر اعلیٰ

پروفیسر عاصم علی خان
ڈائرکٹر جنرل، سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی

مجلس مشاورت

پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن | حکیم سید خلیفۃ اللہ
پروفیسر اختر الواسع | پروفیسر رئیس الرحمٰن
حکیم محمد خالد صدیقی | پروفیسر وی ایچ طالب
حکیم وسیم احمد اعظمی | حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی

مدیر منتظم

ناہید پروین

مدیران

امان اللہ | محمد فضیل

نائب مدیران

احمد سعید | بلال احمد
معراج الحق | محمد نیاز احمد

صدر دفتر

سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن
۶۱-۶۵، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جنک پوری
نئی دہلی-۱۱۰۰۵۸

فون: +91-11- 28521981
+91-11- 28525982
ای میل: unanimedicine@gmail.com
ویب سائٹ: https://ccrum.res.in

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن
۶۱-۶۵، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جنک پوری
نئی دہلی-۱۱۰۰۵۸

قیمت فی شمارہ : ۵۰ روپے
سالانہ زر تعاون: ۲۰۰ روپے

ناشر و طابع

اسسٹنٹ ڈائرکٹر (ایڈمنسٹریشن)
سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن
۶۱-۶۵، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جنک پوری
نئی دہلی-۱۱۰۰۵۸

مطبع

ہائی-ٹیک گرافکس
الیف-۲۸/۳، اوکھلا فیز-۲، انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۰

ترتیب

اداریہ	مدیر اعلیٰ	۵
ابن ہندو: ایک فلسفی طبیب	احمد سعید، امان اللہ، معراج الحق، محمد فضیل	۷
حکیم ابوالفتح گیلانی: عہد اکبری کا ایک حاذق طبیب	عبدالناصر فاروقی	۱۵
انتخاب بدل جالینوس: ترجمہ وتحشیہ	شمیم ارشاد، اختر علی، عزیز احمد مقبول	۲۱
الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ: ایک اہم ترین طبی انسائکلو پیڈیا کی بازیافت	عبدالعزیز فارس، محمد ارشد جمال، احمد حسین	۲۹
طبی ادبیات عالیہ میں حفظان صحت کے مشمولات	ملک عترت، محمد ارشد جمال، فائزہ ناصر، طارق ندیم خان	۴۰
کتاب التصریف میں صیدلہ کے مباحث: اٹھائیسویں مقالہ کے خصوصی حوالہ سے	محمد اختر علی، شمیم ارشاد اعظمی	۵۱
نفسانی امراض میں خلط صفراء کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ	ثنا کوثر، محمد ذوالکفل، وسیم احمد، طارق ندیم خاں	۵۸

نظریۂ غذا اور مختلف مزاجوں میں غذائی تدابیر ——— مسرت بیگم، محمد کمال الدین فاروقی، طارق ندیم خاں، ملک عترت، محمد شکیل انصاری ۶۳

رازی کی تحریروں میں زینت شعر کا بیان ——— ارشد جمال، صبا خانم، ارم ناز، علیم الدین قمری ۷۱

عصر حاضر میں ورم جگر بلغمی کی تطبیق ——— حمیرا بانو، مسرور علی قریشی، نگہت انجم ۸۲

دق ریوی: چند اہم معالجاتی نکتے ——— توفیق احمد، محمد ارشد جمال، رفعت خانم، نسیم احمد ۸۷

بواسیر مقعد: قدیم وجدید تحقیقات کی روشنی میں ——— محمد شکیل انصاری، طارق ندیم خان، عبدالمبین، فرحین خان ۹۶

تعارف وتبصرہ: میڈیسنل پلانٹس فار لونگے وٹی: ایویڈنس بیسڈ اپروچ فار جیرائٹرک کیئر ان یونانی میڈیسن ——— امان اللہ ۱۰۲

اداریہ

طب یونانی کا ایک اہم وصف جو اسے دیگر روایتی طبوں سے ممتاز کرتا ہے، اس کی عالم گیریت ہے۔ اس کے آغاز اور ارتقا میں جن اعلیٰ اذہان نے حصہ لیا، ان کا تعلق مختلف تہذیبوں اور خطوں سے تھا۔ قدیم عراق، مصر، یونان، روم اور فارس کے حکما اور طبیبوں نے مروجہ سائنس کی بنیادوں پر طب کو ایک واضح شکل عطا کی۔ بعد کے زمانوں میں عرب، ایران، اندلس، افریقہ، بلاد شام و مصر، وسط ایشیا، افغانستان اور برصغیر ہند کے اطبا نے طب یونانی کی ترقی اور فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس طرح یہ طب کسی مخصوص خطے یا تہذیب سے وابستہ نہ رہ کر درحقیقت ایک عالمی طب کی حیثیت سے زندہ و باقی رہی۔ گذشتہ چند صدیوں سے گو ہندوستان اس نظام طب کا سب سے اہم مستقر ہے لیکن نئے الفیے کے آغاز کے ساتھ طب یونانی نے نہ صرف نئی منزلوں کی جانب قدم بڑھائے ہیں بلکہ ان مقامات کا رخ بھی کیا ہے جہاں کبھی یہ پروان چڑھی تھی۔ یہ امتیاز بھی طب یونانی کا ہی حصہ ہے کہ فی زمانہ دنیا کے مختلف ممالک میں اسے مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور جنوبی افریقہ میں یونانی طب، پاکستان میں مشرقی طب، ایران میں ایرانی طب، عرب ممالک میں عربی طب یا اسلامی طب نیز چین کے بعض علاقوں میں ایغوری طب جیسے نام دراصل ایک ہی نظام طب کو شناخت کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

نئے الفیے میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر روایتی طبوں میں ایک نئی دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ علمی حلقہ بھی انہیں بحیثیت سائنس سمجھنا چاہتا ہے۔ حکومت ہند نے جو ہمیشہ سے ہی ملک میں دیسی طبوں کی سرپرستی کرتی آئی ہے، اس موافق فضا کا بروقت احساس کرتے ہوئے اپنی بین الاقوامی سرگرمیوں میں اضافہ کیا۔ اس مقصد کے لیے وزارت آیوش میں 'انٹرنیشنل کوآپریشن' کے نام سے باقاعدہ ایک سیکشن قائم ہے جس کے ذریعے ہندی طبوں کی ترویج و اشاعت کے لیے متعدد امور انجام دیے جاتے ہیں۔ عالمی ادارۂ صحت نے بھی روایتی طبوں کو سمجھنے اور ان کی ترقی کے لیے سنجیدہ کوششیں شروع کی ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ اسمبلی کی متعدد قراردادیں روایتی طبوں کے سائنٹفک فروغ اور ادویاتی نباتات کے بہتر استعمال پر مبنی ہیں۔ مختلف روایتی طبوں میں ٹریننگ کے لیے عالمی ادارۂ صحت نے 'بنچ مارک ڈاکیومنٹس' کے ایک پورے سلسلے کو شایع کیا ہے جس کے ایک حصہ کے طور پر 2010 میں 'بنچ مارکس فار ٹریننگ اِن یونانی میڈیسن' کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔ یہ دستاویز ٹریننگ کے ان طریقوں پر مشتمل ہے جن کی مدد سے مختلف ممالک میں رہنے والے طب یونانی کے معالجین کی یکساں تربیت کی جا سکے۔ فی الوقت اس دستاویز پر نظر ثانی کا کام چل رہا ہے تاکہ تمام حصہ داروں کی شمولیت سے اس میں مفید اضافات کیے جاسکیں۔ اسی طرح عالمی ادارۂ صحت اور حکومت ہند کے اشتراک سے 'ڈبلیو ایچ او بنچ مارکس فار پریکٹس اِن یونانی میڈیسن' کی ترتیب کا کام بھی جاری ہے۔

عالمی ادارۂ صحت نے یونانی طبی اصطلاحات کے تعلق سے بھی اہم پیش رفت کی ہے۔ ادارے کی رہنمائی اور مالی تعاون سے کونسل نے طبی اصطلاحات کی معیار بندی کا ایک پروجیکٹ 2012 میں مکمل کیا تھا جس کی دستاویزی شکل میں اسی سال اشاعت بھی عمل میں آئی۔ ہندی طبوں میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا کام تھا۔ بعد ازاں عالمی ادارۂ صحت نے روایتی طبوں سے متعلق اصطلاحات کی معیار بندی کے کام کو وسعت دیتے ہوئے 2016 میں حکومت ہند سے اشتراک قائم کیا اور وزارت آیوش کی نگرانی میں ماہرین کا انتخاب کیا۔ مختلف نشستوں میں پروجیکٹ کے خدوخال اور جزئیات طے کرنے کے بعد وزارت آیوش کی ریسرچ کونسلوں میں اصل پروجیکٹ پر کام شروع ہوا۔ سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن کا حکیم اجمل خان انسٹی ٹیوٹ فار لٹریری اینڈ ہسٹوریکل ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی اس پروجیکٹ کا مرکز بنا اور کئی برسوں کی محنت شاقہ کے بعد ایک طے شدہ فارمیٹ کے مطابق کم وبیش پانچ ہزار یونانی طبی اصطلاحات کی معیار بندی عمل میں آئی۔ مجوزہ ڈرافٹ میں شمولیت سے قبل ہر اصطلاح پر اہم مصادر کی روشنی میں سیر حاصل بحث ہوئی۔ قابل ذکر ہے کہ یہ ساری سرگرمیاں عالمی ادارۂ صحت کے جنیوا میں واقع 'ٹریڈیشنل، کامپلی منٹری اینڈ انٹگریٹو میڈیسن' کے دفتر کی براہ راست رہنمائی اور نگرانی میں انجام پائیں۔

دسمبر 2019 میں عالمی ادارۂ صحت نے آیوروید، یونانی اور سدھ کی اصطلاحات کے ڈرافٹ پر بحث کے لیے بین الاقوامی ماہرین کی ایک میٹنگ کا انعقاد کیا۔ وزارت آیوش، حکومت ہند نے گجرات آیوروید یونیورسٹی، جام نگر، گجرات میں میٹنگ کی میزبانی کی جس میں دو درجن سے زائد ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ماہرین نے مجوزہ ڈرافٹ میں مفید حذف واضافات اور اصطلاحات کی سفارش کی جن کی روشنی میں ڈرافٹ کو مزید بہتر بنانے کی کوششیں انجام پائیں اور بالآخر ایک اصلاح شدہ ڈرافٹ بین الاقوامی ریویو کے لیے تیار ہوا۔ سر دست بین الاقوامی ریویو کا مرحلہ انجام پا چکا ہے جس کا مقصد یونانی طبی اصطلاحات کے حوالے سے دنیا بھر میں موجود حاملین طب یونانی میں ایک اتفاق رائے قائم کرنا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے ضابطوں کے مطابق متفق علیہ یہ ڈرافٹ تنقیح وتہذیب کے مرحلے سے گزرنے کے بعد زیور طبع سے آراستہ ہوگا اور مستقبل قریب میں طبی دنیا یونانی طبی اصطلاحات کو ایک جدید اور عصری اسلوب میں دیکھے گی۔

عالمی ادارۂ صحت کی یہ خدمت روایتی طبوں کے فروغ کے لیے اس کی بہترین کاوشوں کا مظہر ہے جس کے لیے وہ بجا طور پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

(پروفیسر عاصم علی خان)

مدیر اعلیٰ

ابن ہندو: ایک فلسفی طبیب

☆احمد سعید

☆☆امان اللہ

☆☆☆معراج الحق

☆☆☆☆محمد فضیل

اسلامی تاریخ کی ابتدائی صدیاں بڑی تابناک تھیں۔ ایک وسیع تر اسلامی مملکت کے قیام کے بعد علم وفضل کا ایک جہان آباد ہوگیا تھا۔ بڑے بڑے علماء، دانشوران، فلاسفہ، حکماء اور اطباء پیدا ہوئے۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری و دنیوی علوم کی آبیاری ہوتی رہی۔ ادب و بلاغت، فلسفہ وحکمت اور منطق وطب میں اعلیٰ خدمات انجام دی گئیں۔ علوم وفنون کی نئی راہیں ہموار ہوئیں۔ عباسی دور کا دارالخلافہ بغداد علم وفن کا مرکز بن چکا تھا۔ اساطین علم نے اسے اپنا وطن بنایا، علم وادب کی پرورش کی، مختلف علوم وفنون کی کتابوں کے تراجم ہوئے، نئی ایجادات کا ظہور ہوا۔ یوں ایک زمانے تک یہ شہر علم وعرفان کا گہوارہ بنا رہا۔ اس دور نے ابن سینا، ابو ریحان البیرونی، ابن خمار اور ابوالحسن عامری جیسے ماہرین علم وفن عطا کیے، بلاشبہ اس دور کے علماء وفضلاء نے عظیم علمی خدمات انجام دیں۔ ان علمی کاوشوں کی بازیافت، تحقیق وتدوین واشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ابن ہندو بھی اسی دور کا ایک اہم نام ہے، جو ایک فلسفی، شاعر اور ماہر طبیب کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، آپ کا شمار اساطین علم وفن کے معاصرین میں ہوتا ہے۔ ادب وفلسفہ اور طب آپ کے خاص موضوعات تھے اور ان میں مہارت ودلچسپی علمی دنیا میں آپ کو امتیاز عطا کرتی ہے۔ ابن ہندو کی شاعری، ادبی کاوشیں اور طبی خدمات سے واقفیت آپ کی زندگی کے نئے زاویوں سے

☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ–III، حکیم اجمل خان انسٹی ٹیوٹ فار لٹریری اینڈ ہسٹو ریکل ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی

☆☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ–III، سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی

☆☆☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ–II، حکیم اجمل خان انسٹی ٹیوٹ فار لٹریری اینڈ ہسٹو ریکل ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی

☆☆☆☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ–IV وانچارج، حکیم اجمل خان انسٹی ٹیوٹ فار لٹریری اینڈ ہسٹو ریکل ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی

روشناس کراتی ہے۔اس عہد کے تاریخی پس منظر پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کی سوانحی معلومات اور علمی خدمات کا احاطہ نہ صرف نئی بازیافت کی راہ ہموار کرے گا بلکہ آپ کی ادبی، شعری اور علمی خدمات کے نئے پہلو بھی سامنے آئیں گے۔

سوانحی حالات

ابن ہندو کا پورا نام ابوالفرج علی بن حسین بن ہندو ہے۔ آپ کے معاصر اور مشہور مورخ ابومنصور ثعالبی نے اپنی کتاب 'یتیمۃ الدھر' میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ آپ کا پورا نام ابوالفرج حسین بن محمد بن ہندو لکھا ہے۔لیکن انہوں نے اپنی دوسری کتاب 'تتمۃ الیتیمۃ' میں ابوالفرج علی بن حسین بن ہندو ہی ذکر کیا ہے اور اکثر مؤرخین اسی کو درست مانتے ہیں۔ابن النجار البغدادی نے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد کے حاشیہ میں ابن ہندو کا نسب کچھ یوں بیان کیا ہے 'ہو علی بن الحسین بن الحسن بن أحمد بن الحسن بن الحسن ابن ہندو ابو الفرج'۔ بہرکیف علی بن حسین بن ہندو کے نام، کنیت ابوالفرج اور ابن ہندو کی نسبت سے آپ مشہور ومعروف ہوئے (سحبان)۔

لفظ ابن ہندو کی نسبت

ابن ہندو سید خاندان کے ایک عربی النسل فرد تھے، ہندوان کے آباء واجداد میں سے کسی کا نام تھا، لفظ ''ہندو'' ہند سے ماخوذ ہے۔عرب کی قدیم تاریخ میں یہ نام پایا جاتا ہے، عہد جاہلیت میں بکر بن وائل کا خاندان بنوھند کے نام سے معروف تھا۔عموماً یہ نام عائلی ہوتا ہے جو عرب میں مؤنث کے لیے استعمال ہوتا تھا۔لفظ ہندو یا تو ہند سے تلمیح وتعظیم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے یا ہند کی جانب نسبت کا معنی پیدا کرنے کے لیے واؤ لگا دیا جاتا ہے۔

پیدائش و پرداخت

ابن ہندو کی پیدائش 335ھ میں ایران کے شہر قم میں ہوئی، اسی مناسبت سے بعض قدیم مصادر میں انہیں قمی بھی لکھا گیا ہے۔ابن ہندو نے اپنی زندگی مختلف جگہوں پر قیام کرتے ہوئے گزاری، علم کی پیاس کو بجھانے کے لیے مختلف شہروں کو اپنا مسکن بنایا، اس دور کے اہل علم کی یہ روایت رہی ہے کہ جہاں علم کا حصول ممکن ہوتا وہاں اپنا ایک آشیانہ بنا لیتے تھے۔ابن ہندو نے آنکھیں تو قم شہر میں کھولیں لیکن پرورش رے شہر میں پائی، یہیں تعلیمی مراحل طے کیے۔غالب امکان یہ ہے کہ آپ کے اہل خانہ آپ کے صغر سنی ہی میں رے شہر کی جانب ہجرت کر گئے تھے۔حصولِ علم کی غرض سے نیشا پور و بغداد میں بھی قیام رہا۔زندگی کے آخری ایام استرآباد میں گذارے، وہیں وفات پائی اور مدفون ہوئے۔

خاندانی پس منظر

ابن ہندو کے خاندان کا سماجی مقام ومرتبہ کافی بلند تھا، ابن ہندو کی سیرت کے قدیم سوانح نگاروں کے مطابق ابن ہندو کا خاندان بڑی شرافت ونجابت والا تھا، ان کا سلسلہ نسب سید خاندان سے ملتا ہے، آل بیت سے تعلق کی بنیاد پر ان کا شمار اہل فضل میں ہوتا ہے۔ان کے آباء واجداد بویہی سلطنت میں حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ابوجعفر ہروی جو ابن ہندو کے قدیم سوانح نگاروں میں سے ہیں لکھتے ہیں'' ابوالفرج ابن ہندو اپنے شہر میں خاندانی نجابت کے مالک تھے، ان کے اسلاف کو نیابت اور سلطان کی خدمت کا شرف حاصل تھا''۔ابن ہندو کا شیعی مسلک سے تعلق تھا، وہ اثنا عشریہ کے سچے پیروکار امامی شیعہ تھے، عقیدہ ومنہج سے خاص لگاؤ تھا، ایران وخراسان کی شیعی بویہی اور علوی حکومت میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

سیرت واخلاق

سیرت واخلاق کا تعلق تعامل اور باہمی میل جول سے ہوتا ہے، اسی سے انسان کے مثبت اور منفی رویوں کا علم ہوتا ہے، اچھے برے اخلاق کی تمیز ہوتی ہے۔سیرت واخلاق سے آگاہی ہم عصر افراد کے تبصروں اور بیانیہ سے بخوبی ہوتی ہے۔ابن ہندو کی سیرت واخلاق پر جامع معلومات کا ایک ذریعہ ان کا کلام اور ان کے تعلق سے معاصرین کی مرویات ہیں۔حکومتی اہلکار کے طور پر

مختلف بادشاہوں کے پاس انشاء پردازی اور خط وکتابت کے کام پر مامور ہوئے، قادرالکلام اور بلیغ شخصیت کے حامل تھے، حکمت و دانائی، ادبی صلاحیت، لسانی ثقافت، طبی حذاقت اور امامی علوم میں مہارت جیسی معنوی خوبیوں نے انہیں اپنے ہم عصروں میں ایک امتیاز عطا کیا تھا۔ ابن ہندو عالی ہمت اور مضبوط ارادہ رکھنے والے فرد تھے، اپنی امیدوں کو پانے کے لیے کوششوں سے راہ فرار اختیار نہیں کرتے تھے، ملکوں ملکوں خاک چھاننا، مالی تنگی کے باوجود امیدوں کے چراغ جلائے رکھنا، یہ عالی مرتبت شخصیات کا ہی خاصہ ہے، اور یہی خوبی ان کی شخصیت کا پرتو تھی۔

مدح وذم کی شعری روایات اور اس سے حاصل ہونے والی درباری مراعات انہیں پسند نہ تھی اور ان کے بقول اس سے انسان اپنے صادق جذبات کی ترجمانی نہیں کر پاتا۔ بندہ سیم وزر کا غلام بن جاتا ہے اور یہ اخلاقی پستی کی دلیل ہے، اسی بنا پر ابن ہندو نے ایک زمانے تک شعر گوئی سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔

ابن ہندو میدان جنگ کے ایک جواں مرد بہادر سپاہی بھی تھے، قابوس بن وشمگیر کی حکومت میں نیشاپور میں قیام کے دوران کئی محاذ پر جنگوں میں شرکت کی، سپہ گری کا لوہا منوایا، حکومت و مسلک کا دفاع کیا اور لوح وقلم کے ساتھ ساتھ سیف وسنان کے جوہر بھی دکھائے۔

ذریعہ معاش اور ملازمتوں کا نشیب وفراز

ابن ہندو نے جدوجہد بھری زندگی گزاری، اپنے عمل اور کوششوں پر بھروسہ کیا، فقر وغنی اور تنگی وخوش حالی کے مختلف ادوار سے گذر ہوا۔ شروع میں عضدالدولہ بویہی کے یہاں کاتب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، کچھ سالوں بعد رے میں سکونت اختیار کر لی، تو ان کے حالات مزید بہتر ہوگئے۔ صاحب بن عباد کی صحبت نصیب ہوئی تو آسودہ حالی آ گئی، لیکن کچھ سالوں بعد حالات معمول پر نہیں رہے، مالی پریشانیوں اور معاشی تنگیوں کا سامنا کرنا پڑا، پھر بھی بغداد اور نیشاپور میں حصول تعلیم کے دوران انہیں مالی معاونت حاصل رہی۔ بغداد سے لوٹنے کے بعد قابوس بن وشمگیر کے قلمرو میں اور اس کے بعد جرجان میں آپ کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا، عطیات وعنایات حاصل ہوئے۔ ابن ہندو کا اہواز اور شیراز کی جانب سفر قابل اطمینان نہیں رہا جہاں بہاء الدولہ اور اس کے وزیر فخرالملک نے خاطر خواہ مدارات نہیں کی۔

ابوالفرج علی بن حسین ہندو نے 342ھ میں تقریباً سات سال کی عمر میں والدین کے ہمراہ اپنے وطن مالوف قم سے رے کی جانب ہجرت کی۔ 342ھ سے 354ھ تک کی مدت تحصیل علوم کی غرض سے رے میں گذاری، رے شہر میں اپنے وقت کے ماہرین سے ادب ولغت، تاریخ وثقافت جیسے علوم حاصل کیے، امامی عقیدہ اور شیعی فقہ میں پختگی ومہارت پیدا کی۔ تحصیل علوم کے بعد 355ھ میں ارجان میں مشہور علوی حکمراں عضدالدولہ بویہی کے دربار سے منسلک ہوگئے، خاندان بویہ کے بانی عمادالدولہ علی بن بویہ دیلمی نے 338ھ میں اپنے بھتیجے عضدالدولہ بن رکن الدولہ کو اپنے عہد حکومت میں فارس کا والی مقرر کیا تھا۔ اسی سال عمادالدولہ کا انتقال ہوگیا اور وہ فارس کا حاکم کل بن گیا۔ ابن ہندو ارجان میں عضدالدولہ کے دربار میں خط وکتابت کے عہدے پر مامور تھے۔ عضدالدولہ کے دربار میں 369ھ تک دیوان انشا کے کاتب اور منشی کی حیثیت سے کام کیا۔

یہ دور ابن ہندو کا زرخیز دور رہا ہے، ہر طرح کی آسائش نصیب ہوئی، فکر معاش سے آزاد ہوئے، یہ آزادی فکر وفن کو جلا بخشنے میں کام آئی، ادب وشعر میں زور آزمائی کرنے کا موقع ملا، سلاطین وقت کے درمیان رہ کر ان کے مزاج کو سمجھنے کی سعی کی، اہل علم کی محفل سے فیض اٹھایا اور منطق وفلسفہ کی گتھیاں سلجھائیں، ادب و بلاغت اور شعر وحکمت میں نام کمایا۔ کاتب ومنشی کی حیثیت سے ابن ہندو نے خوب ترقی کی، شہرت وناموری حاصل کی، ملکی سیاست کو سمجھا اور برتا۔ ابن ہندو نے ارجان کو 369ھ میں خیر باد کہہ دیا، دوبارہ رے کو اپنا مسکن بنایا اور صاحب بن عباد کے رفیق بنے۔

صاحب بن عباد علم وفضل میں یکتا تھے، پورے ملک میں ان کی علم دانی کے چرچے تھے، مختلف علوم وفنون پر انہیں عبور حاصل

تھا، وہ ایک مجتہد وفقیہ ہونے کے ساتھ شاعر، حکیم، فلسفی اور طبیب بھی تھے، بویہی سلطنت میں حکومت کے اہم ترین عہدیداروں میں سے تھے، اہل علم کے قدردان تھے، لہٰذا یہاں ابن ہندو کی قدر دانی ہوئی۔ ابن ہندو نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ان کی خوابیدہ صلاحیتیں ظاہر ہوئیں، ابو منصور ثعالبی نے ان کے اس تعلق کا تذکرہ اپنی کتاب 'یتیمۃ الدھر' میں کیا ہے، لکھتے ہیں:

"كان من أصحاب الصاحب، وممن تخرجوا بمجاورته و صحبته، فظهر عليهم حسن أثر الدخول فى خدمته"

''ابن ہندو صاحب بن عباد کے قریبی لوگوں میں سے تھے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں صاحب بن عباد کی قربت ومجاورت نصیب ہوئی اور جن کو ان کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا، ان لوگوں نے ان کی خدمت میں رہ کر ان کا بہترین اثر لیا، اور ان کے علوم وافکار کو فروغ دینے کا سبب بنے''۔

رے میں حاصل ہونے والی مرتبت کے باوجود ابن ہندو کو حاسدین کی ریشہ دوانیوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اسی طرح 373ھ میں رے میں فخر الدولہ کی حکومت کے آنے کے بعد صاحب بن عباد نے بہت سارے عمال اور کاتبین کو خارج کر دیا تھا، اس کا شکار ابن ہندو بھی ہوگئے، جس سے انہیں کافی نقصان اٹھانا پڑا، معاملات زندگی درہم برہم ہوگئے اور انہیں بہت ساری پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اور وہ نیشاپور کی جانب چلے گئے۔ تقریباً دو سال تک عالم اسلام کے اپنے وقت کے بڑے بڑے فلسفیوں سے منطق، فلسفہ اور حکمت میں عبور حاصل کیا، ان میں سب سے اہم نام ابوالحسن عامری کا آتا ہے، پھر 375ھ میں بغداد کا سفر کیا، یہاں طب کی خصوصی تعلیم حاصل کی، نامور اطباء کی شاگردی نصیب ہوئی، 380ھ تک یہاں قیام رہا، پھر نیشاپور لوٹ آئے۔

نیشاپور اس وقت زیاری حکمراں قابوس بن وشمگیر کے زیر نگیں تھا، قابوس خود عربی زبان کا صاحب طرز ادیب وشاعر تھا، بلاغت میں کمال حاصل تھا، عباسی خلافت سے شمس المعالی کے خطاب سے سرفراز تھا۔ قابوس کی معارف پروری کا شہرہ تھا۔ اس کے دربار میں یکتائے روزگار ودانشوران یکجا تھے۔ مشہور فلسفی اور سائنسداں ابوریحان البیرونی بھی اسی دربار سے وابستہ تھا، ابن ہندو کی البیرونی سے ملاقات اسی دربار میں ہوئی اور یہیں تلمذ کا شرف بھی حاصل ہوا۔ قابوس بن وشمگیر کے ساتھ ابن ہندو کی دس سال کی رفاقت رہی۔ انھیں اعلیٰ مناصب ملے، دربار سلطنت کی اہم ذمہ داریاں تفویض ہوئیں۔ اہل علم کی محفلوں سے بھی وابستہ رہے، اپنی دلچسپی کے موضوعات پر بحث ومباحثہ کی مجلسیں برپا کیں، افادہ واستفادہ کی راہیں ہموار رکھیں اور یہیں پر قیام کے دوران کئی رسائل بھی تصنیف کیے۔

ابن ہندو 391ھ میں قابوس بن وشمگیر وجرجان کو خیرباد کہہ کر شیراز چلے گئے اور زیاری سلطنت کے حریف بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بویہی کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ وہاں کچھ سالوں تک قیام رہا، پھر بغداد وارد ہوئے، ان کے بغداد آنے کا زمانہ تقریباً 403ھ کا ہے، یہاں وہ ابو غالب بن حلف ملقب بہ فخر الملک سے وابستہ ہوگئے اور کاتب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ فخر الملک کے یہاں بھی ابن ہندو نے علم وفضل سے اپنی وابستگی جاری رکھی اور اس وقت کے مشہور فلسفی ابن الخمار کے شاگرد ہوئے۔ بغداد میں ابوسعید ارموی، ابوعلی بن سمح، ابوالفرج عبداللہ بن طیب وغیرہ بہت سارے ادباء، علماء اور فلسفیوں سے ملاقات کی اور اکتساب علم کیا۔

ابن ہندو کو بغداد راس نہیں آیا تو جرجان چلے آئے اور شمس المعالی قابوس کے بیٹے منوچھر کے دربار سے جڑ گئے۔ جرجان کافی بدل چکا تھا، اب قابوس بن وشمگیر کے بیٹے منوچھر کی حکومت تھی۔ جب زمام حکومت اس کے ہاتھ میں آئی تو علماء وفضلاء نے اس کا قصد کیا۔ ابن ہندو نے اپنے ایک قصیدے میں اس کی مدح کی، لیکن وہ اس کو سمجھ نہیں پایا اور اس نے اس کو اپنی توہین پر محمول کیا۔ ابن ہندو کو طلب کیا گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ دربار میں حاضر ہوتے عافیت اسی میں سمجھی کہ یہاں سے فرار اختیار کر لیا جائے، یہاں سے نکل کر نیشاپور میں پناہ لی۔ یہ سیاسی اتھل پتھل کا دور تھا،

کوئی خاص پیشہ یا ملازمت ہاتھ نہیں لگ رہی تھی۔ ابن ہندو ملازمت کی تلاش میں 404ھ میں قزوین آ گئے اور مجد الدولہ کی والدہ کے پاس کاتب کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی، پھر وہاں سے جرجان میں منوچھر کے دربار میں دوبارہ حاضری دی۔ جرجان سے متصل دیلم کے علاقے علویوں کے ماتحت تھے، ابو حسین مؤید باللہ یہاں کا حکمران تھا، یہ قابل و فاضل شخص تھا، مختلف علوم وفنون کا ماہر اور کئی کتابوں کا مصنف تھا، شعر گوئی پر ملکہ حاصل تھا، صاحب دیوان شاعر تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بھائی ناطق بالحق حاکم ہوا، یہ بھی علم وفضل والا تھا، ابن ہندو نے ان سے خوب استفادہ کیا، نشیب وفراز سے بھرپور ابن ہندو کی زندگی کا یہ زمانہ بیس سال پر محیط ہے۔ 423ھ میں استرآباد میں ان کا انتقال ہوا اور یہیں مدفون ہوئے۔ ابن ہندو کی مؤلفات و تصنیفات فلسفہ، طب اور ادب جیسے علوم وفنون پر محیط ہیں۔

ابن ہندو بحیثیت فلسفی

ابن ہندو کی اصل شہرت ایک فلسفی اور ادیب کی حیثیت سے تھی، آپ کا شمار عربی عہد کے اہم فلاسفہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے عالم اسلام کے مشہور فلسفی ابوالحسن محمد بن یوسف عامری اور قاضی عبدالجبار معتزلی سے فلسفہ کا علم حاصل کیا، ابن الخمار کی شاگردی کے علاوہ آپ نے ابوریحان البیرونی اور ابونصر العتیبی سے بھی کسب فیض کیا تھا۔ ابن ہندو کی علمی خدمات پردۂ خفا میں تھیں، ان کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا سہرا موجودہ عہد کے اسلامی فلسفہ کے شناور، اردن یونیورسٹی عمان کے پروفیسر ڈاکٹر سحبان خلیفات (متوفیٰ 2012) کے سر ہے۔ آپ نے اسلامی فلسفہ کے تراث کو متعارف کرانے کا اہم سلسلہ شروع کیا تھا اور مقالات یحییٰ بن عدی الفلسفیه، رسائل ابوالحسن عامری و شذراته الفلسفیه: دراسة و نصوص، ابن ہندو سیرته و آرائه الفلسفیه و مولفاته: دراسة و نصوص دو جلدیں اور عالمی شہرت یافتہ، شاہکار تصنیف ''المنهج التحليل اللغوي المنطقی فی الفکر العربی الاسلامی: النظرية والتطبيق'' تین جلدیں جیسی اہم کتب تالیف کیں۔

علمی آثار

مقالة فی وصف المعاد الفلسفی:

ابن ہندو کے فلسفہ کی پہچان افلاطون کے فکر و فلسفہ سے ہوتی ہے، ابن ہندو کا یہ امتیاز ہے کہ انہوں نے فلسفہ الٰہیات کے باب میں افلاطونی نظریات کا اسلامی تعلیمات سے انطباق پیش کیا ہے، ساتھ ہی اس باب میں آپ نے نئی راہ نکالی۔ آپ نے اپنے پیش رو فلاسفہ کی محض تقلید نہ کی بلکہ نئے نظریات پیش کئے۔ طبیعیات کے باب میں آپ نے ایک غایت نظام کا نظریہ پیش کرتے ہوئے اپنے استاد ابوالحسن عامری کا جابجا رد کیا ہے۔ طبیعت، اس کے مصدر اور فعل کی کیفیت کے بارے میں اس کتاب میں آپ نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ صناعی افعال کی بابت ابن ہندو کا نظریہ عامری و فارابی سے قدرے مختلف ہے۔ خلقی فلسفہ کا آپ کا نظریہ بہت ہی واضح ہے۔

انسانی نفس، اس کا وجود، طبیعت اور اس کی ہمیشگی کو بڑے اہتمام سے بیان کیا ہے، آپ کا کہنا ہے کہ نفس کا ادراک براہ راست فراست و ذہانت سے ہوتا ہے۔ نفس کی ماہیت کے بارے میں آپ نے قدماء کے بیانات واختلافات کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے نفس کی بابت اپنا نظریہ پیش کیا ہے جو فلسفہ موجود ومعدوم کی بنیاد ہے۔ جسم، حرکت وموجودات کی بابت آپ کے نظریات موجودہ علم فلسفہ میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

'مقالة فی وصف المعاد' چودہ ابواب پر مشتمل ہے، اس کو ابن ہندو نے طبرستان اور خراسان کے بادشاہوں کے لیے لکھا تھا، اس کتاب کے متعدد نسخے تہران کے مکتبة المجلس النیابی، اور کلیة الالهیات اور مکتبه المرکزیة جامعة تهران میں پائے جاتے ہیں۔ ابن ہندو کے ''مقالة فی وصف المعاد الفلسفی'' کا دوسرا نام ''کتاب النفس'' ہے، کچھ جگہوں پر اس کا نام 'رسالة فی

معرفة النفس' بھی مذکور ہے۔ڈاکٹر سحبان خلیفات نے اس کے متن کو تہران میں موجود مختلف مخطوطات کی روشنی میں ایڈٹ کیا ہے جو آپ کی کتاب 'ابن ہندو- سیرته و ارائه الفلسفية و مولفاته: دراسة و نصوص' جلداول میں صفحہ 227 تا 251 شامل ہے۔

المقالة المشوقة في المدخل إلى علم الفلسفة:

ابن ہندو نے اس کتاب کا تذکرہ اپنی کتاب ' مفتاح الطب' میں کیا ہے، اور یہ اشارہ کیا ہے کہ یہ کتاب ' مفتاح الطب' سے پہلے لکھی گئی ہے، اس کتاب نے کافی شہرت حاصل کی، ابن ہندو لکھتے ہیں کہ:

> ''تصفح اخواننا من المتعلمين مقالتي الموسومة بالمشوقة في المدخل الى علم الفلسفة، فشوقتهم سهولة المآخذ فيها الى مقالة في الطب على نهجها، فآسعفتهم بتصنيفها''
>
> ''ہمارے ساتھیوں نے میری کتاب 'المشوقة في المدخل الى علم الفلسفة' کی کافی پذیرائی کی، اس کتاب کے عام فہم و متداول ہونے کے سبب میں نے سوچا کہ اسی طریقے پر میں طب میں بھی ایک کتاب لکھوں تو میں نے اس کتاب 'مفتاح الطب' کے لکھنے کا ارادہ کیا''۔

یہ کتاب حجم میں مفتاح الطب سے کم ہے، اس کتاب میں فلسفے کے فن پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں فلسفہ کی تعریف، اس کی اہمیت، اس کی قسمیں، وہ طریقے جن سے اس فن کا استنباط کیا گیا ہے اور اس سلسلے کتابوں کی ترتیب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں منطق کے فن کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ منطق کی تعریف، اس کا مقصد، اس کی اہمیت اور اس کی غرض و غایت اور اس فن کی کتابوں کی تفصیل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب سات فصلوں پر مشتمل ہے۔

اصل رسالہ کی دریافت نہ ہوسکی، البتہ اس کی تلخیص کو جو 'ملتقطات من الرسالة المشوقة' کے عنوان سے رام پور رضا لائبریری اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود تھی، محمد تقی دانش بزوہ نے جاویدان خرد میں اپنے مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر سحبان خلیفات نے ان کے متون کو ایڈیٹ کر کے از سر نو شائع کیا ہے۔ مذکورہ رسالہ 'ابن ہندو- سیرته و آرائه الفلسفية و مولفاتة: دراسة و نصوص' جلداول میں صفحہ 192 تا 201 پر مطبوع ہے۔

الكلم الروحانية من الحكم اليونانية

ابن ہندو نے اس کتاب کو ابو منصور ابراہیم بن علی دیورا کے لیے لکھی تھی، یہ کتاب بہت مشہور اور متداول رہی ہے، اس میں قدیم اور بیشتر یونانی فلسفیوں کے اقوال کو جمع کیا گیا ہے، یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہے اور مصر کے مطبع الترقی سے 1900 میں شائع ہوئی ہے، اس کی اسکین کاپی انٹرنیٹ پر بآسانی دستیاب ہے۔ ڈاکٹر سحبان کے مطابق اس کی طباعت ناقص ہے، جگہ جگہ نقص، تحریف اور اضافہ موجود ہے۔ ڈاکٹر سحبان خلیفات نے اسے ایڈیٹ کر کے از سر نو شائع کیا ہے، جو 'ابن ہندو- سیرته و آرائه الفلسفية و مولفاتة: دراسة و نصوص' جلد اول میں صفحہ 252 تا 480 شامل ہے۔

ابن ہندو بحیثیت طبیب

ابن ہندو فلسفہ وادب کے ساتھ ساتھ طب میں بھی مہارت رکھتے تھے، سوانح نگاروں نے آپ کا تذکرہ ایک ماہر طبیب کی حیثیت سے کیا ہے، آپ کی طبی حذاقت اور مہارت کا اندازہ آپ کی کتاب 'مفتاح الطب' سے لگایا جا سکتا ہے۔ علم فلسفہ کی مانند طب میں بھی آپ کی تالیفات ہیں۔

مفتاح الطب و منهاج الطلاب:

یہ کتاب مہدی محقق اور محمد تقی دانش بزوہ کی تحقیق مع فارسی ترجمہ میک گل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، صیغہ تہران بہ اشتراک تہران یونیورسٹی، تہران سے 1989 میں شائع ہوئی۔

سرورق پر کتاب کا نام 'مفتاح الطب ومنہاج الطلاب کلید دانش پزشکی وبرنامہ دانش جویان آں' درج ہے۔ عربی متن اور فارسی ترجمہ کے ساتھ مکمل کتاب 412 صفحات پر محیط ہے۔

اس کتاب میں فن طب، اس کے سیکھنے اور تعلیم کی ضرورت سے متعلق مباحث کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، طب کو باقاعدہ ایک پیشہ کی حیثیت سے متعارف کیا گیا ہے اور اسی مناسبت سے اس کے خطوط استوار کیے گئے ہیں۔ طب کے لیے ضروری فلسفہ و منطق کے اہم و بنیادی مباحث کو شستہ انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ عمومی امراض کی بنیادی وجوہات واسباب کے مظاہر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ امراض کی تشخیص کے طریقہ کار اور اس کے لیے تجویز کی جانے والی ادویات کو نہایت اختصار سے زیر بحث لایا گیا ہے۔ کچھ بیماریوں کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔

طبی نصابیات میں اس کتاب کا اہم مقام ہے، ابتدائی ابواب میں فلسفہ اور طب کے اساسی تعلق کو اجاگر کرنے کے لیے قدیم اطباء اور فلسفیوں کے افکار و اقوال سے استنباط کیا گیا ہے۔ طب کی ابتدائی و بنیادی کتابوں میں یہ کتاب بہت اہم ہے۔ اس کی طرز نگارش متقدمین اطبا سے بالکل جدا ہے، طبی تعلیم کے حصول کے لیے کن علوم وفنون سے واقفیت اور کس درجہ ان کی معرفت ضروری ہے، اس کو معروضی انداز اور سلیقہ سے پیش کیا گیا ہے۔ طب میں مستعمل منطق اور فلسفہ کی اصطلاحات اور عام طبی مصطلحات کو مختصر اور جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں تالیف کی گئی عام طبی کتب کے برعکس یہ کتاب ادبی پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کی اس میں اس عہد میں طب کی زبوں حالی، اطبا کا غیر منہجی، غیر سائنسی رویہ اور فکری پسماندگی، نیز غیر منطقی استدلال کو بیان کیا گیا ہے، جس سے اس عہد کے طب کے علمی منظر نامہ کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔

مقالة على الفرق:

قدیم و جدید دونوں سوانح نگاروں نے ابن ہندو کی اس تالیف کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے، لیکن ابن ہندو نے بذات خود اس کتاب کا تذکرہ اپنی کتاب 'مفتاح الطب' میں کیا ہے، چنانچہ اطباء کے مکتبہ ہائے فکر کو بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ''اس کو میں نے طبی گروہوں سے متعلق اپنے مقالہ میں بیان کیا ہے، میں نے اس کتاب میں طبی موقف کے تین مدرسوں کا تذکرہ کیا ہے، پہلے اصحاب التجربہ، دوسرے اصحاب القیاس اور تیسرے اصحاب الحیل''۔ اس موضوع کو مفتاح الطب میں بھی اختصار سے بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر سحبان کے مطابق داؤد انطا کی نے ابن ہندو کے تذکرے میں الشافی نامی کتاب کا ذکر کیا ہے، جو طب کی ایک مفصل کتاب تھی۔ داؤد انطا کی کے علاوہ کسی نے بھی اس کتاب کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

ابن ہندو بحیثیت شاعر وادیب

دیوان ابن ہندو:

ابن ہندو نے عربی زبان کے ادیب اور قادرالکلام شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ ان کی حیات میں ہی ان کے اشعار خواص اور ماہرین ادب سے داد تحسین حاصل کر رہے تھے، آپ کے اشعار کو مشہور فلسفی اور آپ کے استاد ابوریحان بیرونی نے جا بجا نقل کیا ہے۔ ابن ہندو نے اپنے اشعار کو ایک دیوان میں مدون کر دیا تھا، بڑے بڑے قدیم نقادوں نے اس سے خوب استفادہ کیا، جیسے ثعالبی اور باخرزی وغیرہ۔ آپ کے اشعار کی مجموعی تعداد پندرہ ہزار سے زیادہ ہے۔ افسوس کہ مکمل دیوان حوادث زمانہ کی نذر ہوگیا۔

ابن ہندو کی دیگر تالیفات میں 'أنموذج الحكمة' ہے جو بیہقی کے مطابق ابوالفرج ابن ہندو کی ایک ایسی مکمل کتاب ہے جس کا نام 'أنموذج الحكمة' ہے (یعنی جو حکمت کی مثالوں سے بھری پڑی ہے، لکھتے ہیں: لأبي الفرج كتاب كامل معنون بكتاب أنموذج الحكمة'' ۔ اس کے علاوہ مورخین نے 'البلغة من مجمل الحكمة'، 'نزهة العقول'، 'رسائل ابن هندو'، 'الفرق بين المذكر والمؤنث'، 'المساحة'، 'كتاب الامثال المولدة' کو

ان کی تالیفات کے طور پر ذکر کیا ہے۔ ابن ہندو کی اکثر مؤلفات لوگوں کے درمیان کافی مشہور اور متداول تھیں، اور یہ کتابیں زیادہ تر فلسفہ، طب اور لغت کے فنون میں تھیں۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں ان کے مقالات انہیں کے خط میں پانچ جلدوں میں تالیف کیے گئے تھے۔ افسوس کہ ابن ہندو کی بیشتر مؤلفات فی زمانہ مفقود ہیں۔

مراجع

۱- ابن ہندو،الکلم الروحانیة من الحکم الیونانیة، مصر: مطبع الترقی؛1900۔

۲- ابن ہندو،مفتاح الطب و منہاج الطلاب،تحقیق،مہدی محقق ومحمد تقی دانش بزوہ،تہران: میک گل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، صیغہ تہران بہ اشتراک تہران یونیورسٹی؛1989 ص42، 205-213۔

۳- ثعالبی، ابو منصور، عبد الملک، یتیمة الدہر فی محاسن اہل العصر، تحقیق،مفید محمد قمیحہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ،1983۔ ج3 ص62-459۔

۴- حموی، یاقوت، معجم الادباء ارشاد الاریب الی معرفة الادیب، تحقیق دکتور احسان عباس، بیروت: دار الغرب الاسلامی،1993۔ ج4 ص1727-1723۔

۵- سحبان خلیفات، ابن ہندو سیرته و آرائه الفلسفیة و مولفاته: دراسة و نصوص جلد اول۔ اردن: الجامعہ الاردنیہ؛1995۔

۶- علی،کرد محمد، کنوز الاجداد (10)، ابن ہندو، دمشق:مجلة المجمع العلمی العربی ،1949؛24 (1):41-34۔

●●●

حکیم ابوالفتح گیلانی: عہد اکبری کا ایک حاذق طبیب

☆عبدالناصر فاروقی

مغلیہ دور حکومت کو اگر طب یونانی کا دور زریں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس دور کے جلیل القدر شہنشاہوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ تاریخ کا روشن باب ہیں۔ زبان وادب کی سرپرستی وقدردانی، علم وہنر اور تہذیب وثقافت کا فروغ نیز عبادت گاہوں، شفاخانوں، محلات، عمارات اور باغات کی تعمیر وترقی اور مذہبی رواداری وہم آہنگی وغیرہ کی جو روایات اس دور میں قائم ہوئیں، وہ اس سے پہلے شاذونادر ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ مختلف علوم وفنون کی طرح علم طب کا فروغ بھی اس دور کی ایک اہم یادگار ہے۔ مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیرالدین محمد بابر (۱۵۲۶ء-۱۵۳۰ء) سے لے کر آخری تاجدار مغل بہادر شاہ ظفر (۱۷۷۵ء-۱۸۶۲ء) تک کے طویل عرصہ میں بے شمار ایسے اطباء گذرے ہیں جنھوں نے اپنی طبی فراست، علمی گیرائی اور تصنیف وتالیف کے میدان میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ اس سلسلہ میں خصوصی طور پر عہد اکبری (۱۵۵۶ء-۱۶۰۶ء) کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ جلال الدین محمد اکبر کی علم پروری کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس کے دور میں سنسکرت، عربی، ترکی ویانی سے فارسی میں کتابیں ترجمہ کرائی گئیں، سنسکرت سے جو کتابیں ترجمہ ہوئیں ان میں رامائن، مہابھارت، بھاگوت گیتا، اتھرویداور ریاضی کی ایک کتاب لیلاوتی مشہور ہیں۔[۱]

اسی طرح تہذیب وثقافت کو بھی اس زمانہ میں بڑا فروغ حاصل ہوا جس سے مذہبی ہم آہنگی کی ایک ایسی فضا قائم ہوئی کہ ہر طبقہ فکر کے لوگوں کو یکساں طور پر پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ اس کے دربار میں جہاں ایک طرف سورداس (وفات مابین ۱۵۶۱ء-۱۵۸۴ء)، تلسی داس (۱۵۴۰ء-۱۶۰۵ء)، ابوالفیض فیضی (۱۵۴۷ء-۱۵۹۵ء)، ابوالفضل (۱۵۵۱-۱۶۰۲ء)، خواجہ نظام الدین احمد بخشی (وفات ۱۵۹۴ء) اورعرفی شیرازی (وفات ۱۵۹۱) جیسے افاضل زمانہ کا شہرہ چہار دانگ عالم میں قائم تھا وہیں دوسری طرف حکیم الملک شمس الدین گیلانی (وفات ۱۵۸۰ء)، حکیم فتح اللہ شیرازی (وفات ۱۵۸۹ء)، حکیم عین الملک شیرازی (وفات ۱۵۹۵ء)، ابوالفتح گیلانی (وفات ۱۵۸۹ء)، حکیم علی گیلانی (وفات ۱۶۰۹ء)، شمس الدین گیلانی (وفات ۱۵۸۰ء)، حکیم نورالدین قراری (وفات ۱۰۹۵ء)، حکیم حسن گیلانی (وفات ۱۵۹۵ء) اور حکیم ہمام (وفات ۱۵۹۷ء)

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ جراحت، آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج، قرول باغ، نئی دہلی

جیسے باکمال اصحاب فن نے اپنے مسیحائی کارناموں سے عوام وخواص کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ اطباء کی اس فہرست میں حکیم ابوالفتح گیلانی کو دربار اکبری میں ایک خاص مقام وتقرب حاصل تھا۔[۲]

حکیم ابوالفتح گیلانی کا پورا نام مسیح الدین اور کنیت ابوالفتح تھی۔ یہ ایران کے ایک رہائشی علاقہ لاہیجان کا رہنے والا تھا۔ اس کے والد عبدالرزاق، گیلان میں صدرالصدور کے عہدہ پر فائز تھے۔ مورخین نے انھیں نہایت فاضل ویگانہ عصر، حکمت نظری اور الٰہیات میں بڑا ماہر بتایا ہے۔ عبدالرزاق کے چار بیٹے تھے جو اپنے وقت کے صاحب کمال لوگوں میں سے تھے۔ ابوالفتح گیلانی، حکیم ہمام، نورالدین قراری اور حکیم لطف اللہ جس کا کم سنی میں ہی انتقال ہوگیا، بقیہ تینوں بھائی ۹۸۲-۸۳ میں دربار اکبری میں حاضر ہوئے۔[۳] ۹۷۴ھ/ ۱۵۷۹ء میں شاہ طہماسپ بادشاہ ایران نے گیلان فتح کیا تو عبدالرزاق کو قید کرلیا گیا اور اسی تکلیف میں ان کا انتقال ہوگیا۔[۴] ان کے بڑے بیٹے حکیم ابوالفتح نے بہت جلد ہی اثر ورسوخ حاصل کرکے دربار شاہی میں ایک معزز مقام حاصل کرلیا۔ حکیم ابوالفتح عادات واخلاق اور شائستگی وتہذیب میں اپنی مثال آپ تھا۔ اہل ضرورت کی مدد کرنے میں کبھی پیچھے نہیں رہتا تھا۔ دانشمندی، ذکاوت وفطانت، رمزشناسی اور لطف واحسان اس کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ ابوالفضل جیسے ماہر فن نے بھی اس کے علمی کمالات کی بہت تعریف کی ہے۔ مؤلف نزہۃ الخواطر نے اسے علوم حکمیہ کا ایک بڑا عالم، نغز گوشاعر، ذکی ونکتہ رس اور نہایت حاذق طبیب بتایا ہے۔[۵] مآثر رحیمی کے مصنف نے لکھا ہے کہ اکبر کے دربار میں اسے جو رتبہ حاصل تھا وہ جعفر برمکی (وفات ۱۸۰۳ء) کو بھی ہارون الرشید (وفات ۸۰۹ء) کے دربار میں میسر نہیں تھا۔[۶] انہی سب خوبیوں کی وجہ سے شہنشاہ اکبر کے دل میں اس کی بہت وقعت تھی اور وہ اس کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ اسے مالوہ، دہلی اور گجرات کا صدر بھی بنایا گیا۔ ۹۸۷ھ/ ۱۵۷۹ء میں بنگال کی صدارت سے سرفراز کیا گیا۔ ۹۹۳ھ/ ۱۵۹۸ء میں اسے ہشت ہزاری کا منصب بھی عطا کیا گیا۔

۹۹۰ھ/ ۱۵۹۵ء کے دن نوروز کے موقع پر اکبر نے حکم دیا کہ آج ہر امیر اپنی اپنی رائے کے مطابق رفاہ عام کی ایک تجویز پیش کرے گا چنانچہ جہاں اور لوگوں نے تجاویز پیش کیں وہیں ابوالفتح گیلانی نے بیماروں کے لیے شفاخانے قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔[۷] حکیم ابوالفتح نے اپنی طلسم کاری کا نمونہ پیش کرتے ہوئے ہر خاص وعام کے استعمال کے لیے ایک خوبصورت اور وسیع حمام بھی تعمیر کرایا تھا جو حکیموں کے نل سے موسوم ہے اور فتح پورسیکری کی آبادی سے دور آگے بڑھ کر آگرہ کی پختہ سڑک کے شمالی جانب واقع ہے۔[۸] ۹۹۷ھ/ ۱۵۸۸ء میں حکیم ابوالفتح سفر کشمیر میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ واپسی کے وقت حسن ابدال کے مقام پر درد شکم اور اسہال میں گرفتار ہوا۔ کوئی تدبیر کام نہ آئی اور بالآخر وہیں سفر آخرت طے کیا۔ حسن ابدال میں خواجہ شمس الدین خوانی نے ایک عمارت اور خوشنما گنبد تعمیر کیا۔ بادشاہ کے حکم سے حکیم کو وہیں سپرد خاک کیا گیا۔[۹]

عرفی شیرازی (وفات ۱۵۹۱ء) نے اس کی شان میں کئی قصیدے کہے ہیں۔ حکیم نے بھی ان کا اتنا خیال رکھا کہ جب تک وہ زندہ رہے، اپنے مرض کے لیے ان کو کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہوئی۔[۱۰] حکیم ابوالفتح کے دو بیٹوں فتح اللہ اور ابوالوفا اور ایک بیٹی عائشہ بانو کا ذکر مورخین نے کیا ہے۔[۱۱] ایک پوتا ضیاء اللہ عہد شاہجہانی میں نہ صدی منصب پر فائز تھا۔[۱۲] حکیم ابوالفتح نہ صرف علاج ومعالجہ میں درک رکھتا تھا بلکہ تصنیف وتالیف سے بھی اس کو کافی شغف تھا۔ درج ذیل تصانیف اس کی یادگار ہیں۔[۱۳]

(۱) فتاحی: یہ قانونچہ علامہ محمود بن محمد بن عمر چیغمنی (وفات ۱۲۲۱ء) کی شرح ہے۔ اس کی ضخامت ۴۰۰ صفحات ہے اور فارسی زبان میں ہے۔

(۲) قیاسیہ: یہ نصیر الدین طوسی (۱۲۰۱ء-۱۲۷۴ء) کی

تالیف ''اخلاق ناصری'' کی شرح ہے۔اس میں تمام مسائل کو جو فلسفیانہ دلائل پر مبنی ہیں، دلائل نقلی سے ثابت کیا ہے اور آیات واحادیث سے اس کی مطابقت کی ہے۔یہ ۱۴۰۰صفحات پر مشتمل ہے۔

چار باغ: یہ خطوط نیز تحریرات پر مشتمل ہے۔خطوط اکثر حکیم ہمام، فیضی، ابوالفضل، خان خاناں، حکیم لطف اللہ، خواجہ حسن ثنائی اور خواجہ عطا بیگ کے نام ہیں۔اس میں مختلف مسائل حکمت پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔

رقعات ابوالفتح گیلانی: یہ بھی خطوط پر مبنی مجموعہ ہے جو ۱۹۶۸ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

طب ابوالفتح: یہ حکیم کے معمولات ومجربات کا مجموعہ ہے اور رسالہ طب المجربات کے نام سے لاہور یونیورسٹی میں موجود ہے۔

افادات حکیم ابوالفتح: یہ مختلف موضوعات پر حکیم کے افکار وخیالات پر مبنی مجموعہ ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے واضح ہے کہ حکیم ابوالفتح کو طب، فلسفہ، نجوم اور شعروشاعری سے کافی دلچسپی تھی۔طبی لیاقت ان سب سے بڑھ کر تھی۔اس نے اپنی حذاقت سے کئی لاعلاج امرض کا تیر بہ ہدف علاج کیا تھا۔فیضی نے اس کی وفات پر جو مرثیہ کہا تھا اس میں اس کی دیگر صفات وکمالات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ طبابت میں مہارت کی بھی تعریف کی ہے۔[۱۴]

حکیم ابوالوحید عبدالمجید نے اس کے مجربات کو مجربات ابوالفتح گیلانی کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔اس میں وہ لکھتے ہیں[۱۵]:

> ''حکیم ابوالفتح گیلانی کی طبیعت میں ایجاد واختراع کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، عجیب وغریب دوائیں ایجاد کرتے رہتے اور اکسیری نسخے مرتب فرمایا کرتے تھے۔ امراء سے لے کر غرباء تک ان کے محتاج وگرویدہ تھے۔ مطب بھی کرتے تھے اور ایک خیراتی شفاخانہ بھی کھول رکھا تھا جہاں غریبوں کو دوا کے علاوہ کھانا بھی مفت ملتا تھا۔غریب مریض انھیں گھر بلاتے تو ان سے کوئی فیس یا معاوضہ نہ وصول کرتے۔ چونکہ دربار سے معقول تنخواہ پاتے تھے لہذا طبابت ذریعہ معاش نہ تھی۔ان کا مطب مرجع خاص وعام تھا۔دربار میں عزت بھی طبابت کے باعث تھی۔وزراء وعمائد سلطنت ان کی تشخیص وعلاج پر اعتماد رکھتے تھے اور بیماری میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ غرباء کو معمولی اور سادہ سے نسخے لکھ دیا کرتے تھے اور امراء کے لیے قیمتی نسخے تجویز کرتے تھے۔''

حکیم ابوالفتح گیلانی مرکب ادویہ پر مفرد ادویہ کو ترجیح دیتے تھے اور اس قول پر عامل تھے کہ ''الدواء المفرد خیر من الدواء المرکب'' چنانچہ آپ معالجات میں مفردات کو کثرت سے استعمال کرتے تھے۔وہ بندز کام کے لئے کالی مرچ کو بطور نسوار، لقوہ کے لیے رائی مسفوف کا سعوط، لقوہ وفالج کے لیے جائفل مسفوف ہمراہ عسل خالص، تکالیف حیض کے لیے ابہل، قلب کے باردامراض کے لیے قرنفل، مدرحیض کے لیے مرکی ہمراہ زہرہ گاؤ کو بطور عول استعمال کراتے تھے، امراض قلب حاد کے لیے صندل سفید، اسہال کے لیے نرکچور ہمراہ نمک، قے، نہوع اور غثیان کے لیے الائچی سبز، تغلیظ وتولید منی کے لیے موصلی سفید، امساک وتقویت باہ کے لیے عاقر قرحا، جریان واحتلام کے لیے تخم بادرنجبویہ اور سمندر سوکھ، جگر وطحال کی عظم وصلابت کے لیے نوشادر کو آب ترب کے ساتھ اور سکنجبین کے ساتھ استعمال کراتے تھے۔ان کے نزدیک عظم طحال کے لیے گوگل کو آب مکو میں پیس کر گرم لیپ کریں اور تپ ربع کے لیے ہلیلہ سیاہ، درد حلق کے لیے مازو کا ٹکڑا، پیچش کے لیے تخم ریحان، دمہ وسعال بلغمی کے لیے تخم کتاں بریاں ہمراہ عسل خالص، نفث الدم کے لیے سنگ جراحت مسفوف ہمراہ شربت عناب، بیاض چشم کے لیے چھوٹی کوڑی کو آب لیموں کے ساتھ اور وجع مفاصل میں سورنجان شیریں نفع بخش دوائیں ہیں۔[۱۶]

درج ذیل سطور میں ہم اس کی حذاقت کے چند واقعات ''مجربات گیلانی'' سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کررہے ہیں[۱۷]:

(۱) ایک بار شہنشاہ اکبر درد شکم میں مبتلا ہو گئے اور ساتھ ہی اسہال جاری ہو گئے۔اطباء دربار نے تشخیص کیا کہ بدہضمی کی وجہ

سے دست ہوئے ہیں مگر حکیم ابوالفتح کی رائے میں اسہال کبدی تھے۔آخرابوالفتح کی تشخیص غالب آئی اور آپ نے ذیل کے نسخے سے کامیابی حاصل کی:

''زرورد، الائچی خورد مع پوست،گل سرخ، نرکچور پوست آملہ ہر ایک ۷ ماشہ، طباشیر۲ ماشہ، برگ پودینہ، عود ہندی، سنبل الطیب ہر ایک پونے دو ماشہ، نبات سفید ۴۸ ماشہ، کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور بقدر پونے ۴ ماشہ(ایک مثقال) دونوں وقت غذا سے ایک گھنٹہ پیشتر تازہ پانی سے کھلائیں۔''

(۲) ایک بار شہنشاہ کو پیچش ہوگئی۔اکثر حکما کی تشخیص تھی کہ پیچش سدی ہے مگر ابوالفتح نے اسے زحیر صادق مشخص کیا چنانچہ دوا ذیل ان کو کھلائی گئی جس سے بہت جلد تکلیف جاتی رہی:

''صمغ عربی بریاں، کتیرا گوند، کمرکس ہر ایک ۴ ماشہ، بادیاں بریاں،کوکنار مع خشخاش، زیرہ سفید بریاں ہر ایک ۶ ماشہ، سب کو باریک پیس کرتخم بالنگو، تخم ریحاں، تخم کنوچہ، اسپغول مسلم ہر ایک سوا تولہ اس میں بغیر کوٹے ملالیں اور یہ دوا ۷ ماشہ کے وزن سے ہمراہ لعاب ریشہ خطمی کھلائیں۔''

(۳) دربار اکبری کا ایک وزیر براز الدم میں مبتلا ہوگیا اور براز کے ساتھ اس قدر خون نکلنے لگا کہ غشی کی نوبت پہنچ گئی۔آپ نے تشخیص کی کہ معدہ کی رگ پھٹ جانے سے جریان خون ہورہا ہے۔اس کے لیے یہ نسخہ تجویز کیا جس کے استعمال سے ایک ہی روز میں اخراج خون بند ہوگیا:

''عناب ۵ دانہ، الائچی خورد ۳ عدد، پوست بیخ انجبار ۵ ماشہ، تخم مواد ۵ ماشہ سب کو بقدر ضرورت پانی میں چھان کر شیرہ نکالیں اور شربت صندل سے شیریں کر کے تخم بارتنگ ۵ ماشہ اوپر چھڑک کر پلائیں۔''

(۵) ایک افسر کو یہ شکایت تھی کہ صبح بیدار ہوتے ہی اس کے پیٹ میں درد اور چبھن شروع ہوجاتی۔جب وہ ناشتہ کرلیتا تو دردوسوزش میں افاقہ ہوجاتا۔آپ نے نبض دیکھ کر اسے ہدایت کی کہ صبح اٹھتے ہی ایک گھنٹہ ٹھنڈے پانی میں بیٹھا کرے اور یہ دوا بنا کر استعمال کرے:

''کافور، تخم قاقلہ صغار، کباب چینی، پوست خشخاش ہر ایک ۵ ماشہ، تخم نیلوفر، گل سرخ ہر ایک، ایک تولہ، کشنیز خشک ۹ ماشہ، زرشک شیریں پونے ۴ تولہ سب کا سفوف مثل غبار بنا کر آب بہی، آب انار شیریں ہر ایک ۵ تولہ میں ملائیں، معجون سی بن جائے گی۔اس کو خالی پیٹ ۷ ماشہ کی مقدار میں ٹھنڈے پانی سے کھائیں۔''

چونکہ مریض مذکور کے معدہ میں صفرا کثرت سے گرتا تھا اور اسی کی تیزی وخراش سے دردوسوزش پیدا ہوتی تھی لہذا یہ باردومسکن نسخہ تجویز کیا گیا جس کے کھانے سے دو چار روز میں شکایت رفع ہوگئی۔

(۵) ایک حاملہ عورت دردقولنج سے تڑپنے لگی۔آپ نے اس کے لیے مندرجہ ذیل نسخہ تجویز کیا:

''مغز املتاس ۳ تولہ، شیرخشت ۱ تولہ، ترنجبین ۲ تولہ، گلقند ۴ تولہ کو نیم گرم عرق گلاب میں گھول کر پلائیں۔اس دواء سے شفا ہوگئی اور حمل بھی محفوظ رہا۔''

(۶) ایک امیر کو صلابت جگر کی شکایت تھی۔مریض بہت نازک مزاج تھا۔دوا سے بڑی نفرت کرتا تھا۔حکیم ابوالفتح گیلانی نے اس کے لیے مندرجہ ذیل جوارش تجویز کی جس سے وہ چند ہی روز میں صحت یاب ہوگیا:

''بالچھڑ، غنچہ گل سرخ، زرنباد، انار دانہ شریں ہر ایک ۷ ماشہ، زعفران ۳ ماشہ، کافور ایک ماشہ، مشک خالص نصف ماشہ، سقمونیا مشوی ۱۷ ماشہ، مربائے آملہ خستہ دور نمود، مربائے ہلیلہ خستہ برآوردہ گلقند آفتابی، خمیرہ بنفشہ ہر ایک ۶ تولہ، بطریق معروف جوارش تیار کریں اور ۷ ماشہ ہمراہ عرق گلاب، عرق سونف وشربت بزوری۔''

(۷) دربار میں ایک شخص کو یکایک تشنج ہوگیا اور مرگی کی سی علامات ظاہر ہونے لگیں۔آپ نے فوراً یہ دوا پلادی اور تشنج رفع ہوگیا:

''برگ بھنگ ۹ ماشہ، مغز کدو، مغز خیارین، مغز بادام ہر ایک، ایک تولہ، سب کو بکری کے دودھ میں گھوٹ کر چھان کر استعمال کریں۔''

(۸) آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے پانچ سال سے اسقاط کی شکایت ہے۔ جب حمل کو چار ماہ گذر جاتے ہیں تو بچہ ساقط ہوجاتا ہے اور دو تین روز جریان خون بھی ہوتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گولیاں تیار کرلے اور صبح وشام ٹھنڈے پانی سے کھایا کرے:

''رسوت مصفیٰ، صندل سفید وصندل سرخ، کشنیز خشک، طباشیر، نرکچور، برگ کیکر، برگ نیم ایک ایک تولہ لے کر انار کے پانی میں خوب گھوٹیں پھر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنا کر استعمال میں لائیں۔''

لکھا ہے کہ اس عورت نے جب یہ گولیاں استعمال کیں تو اس کے حمل کو دوسرا مہینہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت دی اور پھر کبھی اسقاط نہیں ہوا۔

(۹) ایک رئیس زادہ کی ناک میں کیڑے پڑ گئے۔ دماغ بھی متاثر ہونے لگا جس سے سخت پریشانی وتکلیف میں رہتا تھا، آخر اس نے آپ سے رجوع کیا۔ اس کے لیے یہ نسخہ تجویز ہوا:

''آب برگ شفتالو، آب برگ نیم سبز ہر ایک، ایک تولہ میں صبر سقوطری ۴ ماشہ، کافور ایک ماشہ حل کر کے رکھیں اور بقدر ایک ماشہ ناک میں سڑک لیا کریں۔''

چنانچہ اس دوا سے کیڑے ہلاک ہوکر گر پڑتے تھے اور چند ہی روز میں مریض کو ان سے نجات مل گئی۔

(۱۰) ایک لڑکی کے دانت کم سنی ہی میں ہلنے لگے۔ آپ نے کہا:

''پوست ببول، پوست انار اور پھٹکری کے جوشاندہ سے مضمضہ (کلی) کیا کرے۔''

(۱۱) ایک غریب آدمی آپ کے مطب میں آیا اور بیان کیا کہ اسے پتھری کی شکایت ہے اور سات سال سے پیشاب میں کنکر نکلتے ہیں لیکن علاج کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حکیم ابوالفتح نے اس کے لیے یہ نسخہ تجویز کیا:

''مولی کا پانی پتوں سمیت نکال کر اس میں قلمی شورہ ایک ماشہ، جواکھار اصلی ایک ماشہ حل کر کے پی لیں۔ یہ عمل دن میں تین بار دہرائیں اور مثانہ کے مقام پر سرکہ میں تخم مولی گھونٹ کر لگائے۔''

اس علاج سے پندرہ بیس روز میں شفا پا گیا۔

حکیم ابوالفتح کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص ترشی وغیرہ اور مخرجات سے پرہیز رکھ کر مندرجہ ذیل دوا چالیس روز استعمال کرے تو اس کو بچپن کی بھولی ہوئی باتیں یاد آجائیں گی:

''پوست ہلیلہ کابلی ۷ تولہ کا سفوف کر کے روغن بادام ۷ تولہ میں چرب کریں پھر ۲۰ تولہ شہد کف گرفتہ میں گوندھ کر رکھ لیں اور دو ہفتہ بعد استعمال کریں اور ڈیڑھ تولہ صبح اور ڈیڑھ تولہ رات کو سوتے وقت ہمراہ شیر گاؤ نیم گرم استعمال کریں اور ساتھ میں روغن بادام یا روغن کدو کی سر مالش کریں۔''

مذکورہ بالا مجربات کے علاوہ مختلف قسم کے آبزن، اطریفل، احراق، بنادق، جوارش، جوہر، حبوب، حمول، حریرے، ذرور، ربوب، ارواح، روغنیات، سحیقہ، سفوف، سعوط، سنون، شربت، شیاف، اطلیہ، قطور، اقراص، قیروطی، کحل، لبوب، کماد، لخلخہ، لعوق، مراہم، مطبوخ، معاجین، نفوخ، نقوع، وجر اور یاقوتی وغیرہ کے نسخے بھی حکیم ابوالفتح گیلانی کے معمولات میں شامل رہے ہیں جن کی تفصیل مجربات ابوالفتح گیلانی میں درج ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکیم کو علاج معالجے پر مکمل طور پر عبور حاصل تھا اور اس نے چھوٹی چھوٹی معمولی دواؤں سے ہزاروں بندگان خدا کو فائدہ پہونچایا تھا۔ ابوالفتح کے یہ مجربات ان اطبا کے لیے ایک بہترین تحفہ ہیں جو اپنے مطب میں خالص یونانی ادویہ اور علاج بالمفردات کو ترجیح دیتے ہیں۔

حواشی

۱- رودکوثر،ص:۱۶۴

۲- مسلم ثقافت ہندوستان میں،ص:۳۲۰

۳- منتخب التواریخ، جلد دوم،ص:۱۶۱

۴- دربار اکبری،ص:۶۵۲

۵- تاریخ طب واطبادور مغلیہ،ص:۹۹ بحوالہ نزہۃ الخواطر، جلد۴،ص:۱۱

۶- آئینہ تاریخ طب،ص:۲۶۶ بحوالہ مآثر رحیمی، مولانا عبدالباقی نہادنی، ص:۸۴۷

۷- آثار خیر،ص:۹۰-۹۱

۸- آثار اکبری،ص:۱۵۵

۹- اطباء عہد مغلیہ،ص:۳۸

۱۰- آثار اکبری،ص:۱۵۵

۱۱- تاریخ طب واطبادور مغلیہ،ص:۹۱ بحوالہ تزک جہانگیری،ص:۱۵۸/۶/۷

۱۲- اطباء عہد مغلیہ،ص:۳۹

۱۳- اطباء عہد مغلیہ،ص:۳۷، تاریخ طب واطبادور مغلیہ ص:۱۰۷

۱۴- بزم تیموریہ،ص:۳۸۵ بحوالہ اکبرنامہ، جلد سوم،ص:۵۶۱-۵۶۳

۱۵- مجربات ابوالفتح گیلانی،ص:۳-۴

۱۶- تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''مجربات ابوالفتح گیلانی''

۱۷- مجربات ابوالفتح گیلانی،ص:۴ تا ۸

کتابیات

۱- آثار اکبری یعنی تاریخ فتح پور سیکری، محمد سعید احمد مارہروی، مطبع اکبری، آگرہ، ۱۳۲۴ھ

۲- آثار خیر، محمد سعید احمد مارہروی، مطبع عزیزی، آگرہ

۳- اطباء عہد مغلیہ، حکیم کوثر چاندپوری، ہمدرد اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۰ء

۴- بزم تیموریہ، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۷۳ء

۵- تاریخ طب واطباء دور مغلیہ، حکیم الطاف احمد اعظمی، ناشر نور الدین قاسمی، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی، مارچ ۱۹۹۲ء

۶- دربار اکبری (پہلا ایڈیشن)، محمد حسین آزاد، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، ۲۰۰۰ء

۷- رودکوثر، شیخ محمد اکرام، تاج کمپنی، ترکمان گیٹ، دہلی، ۲۰۰۴ء

۸- مجربات گیلانی، حکیم ابوالوحید عبدالمجید خادم سوہدروی، طبی کارخانہ سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان

۹- مسلم ثقافت ہندوستان میں، عبدالمجید سالک، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، اگست ۱۹۵۷ء

۱۰- منتخب التواریخ (جلد دوم) مؤلفہ ملا عبدالقادر بدایونی، مترجم ڈاکٹر علیم اشرف خاں، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، ۲۰۰۸ء

●●●

انتخاب بدل جالینوس: ترجمہ وتحشیہ

☆شمیم ارشاد

☆☆اختر علی

☆☆☆عزیز احمد مقبول

بدل ادویہ طب یونانی کا ایک اہم موضوع ہے۔طبی سرمایہ میں اس موضوع پر اطبا کرام کی گراں قدر تصنیفات ملتی ہیں۔بدل ادویہ سے متعلق سب سے قدیم ماخذ بدیغورس رفیثا غورث کی کتاب 'کتاب الادویۃ المفردۃ والاشجار والصموغ والطین' ہے۔اس کتاب کے دو نسخے ایا صوفیا لائبریری، استنبول میں موجود ہیں۔راقم السطور نے اس کی تصحیح وترجمہ کے فرائض انجام دیے ہیں۔ یہ کتاب رضا لائبریری سے ۲۰۱۸ میں شائع ہوچکی ہے۔بدیغورس کے بعد بدل ادویہ پر جالینوس کی کتاب کا ذکر ملتا ہے۔حکیم محمد حسان نگرامی نے اپنی کتاب' تاریخ طب ماقبل بقراط تا جالینوس' میں ابدال ادویہ کے رسالہ کی نشاندہی کتب خانہ سلیم آغا، ترکی میں کی ہے۔اس کا مخطوطہ نمبر ۳۸۸ اور سن کتابت سن ۹۰۰ ہجری لکھا ہے۔یہ رسالہ خط نسخ میں تحریر ہے۔تلاش بسیار کے بعد بھی مذکورہ نسخہ دستیاب نہ ہوسکا، البتہ نسخہ قرابادین ابن تلمیذ جو نیشنل لائبریری قطر کی زینت ہے، اس کے آخر میں جالینوس کے رسالہ بدل ادویہ کا انتخاب شامل ہے۔جالینوس کے مذکورہ انتخاب کے علاوہ قرابادین ابن تلمیذ کے آخر میں رازی کا رسالہ بدل ادویہ بھی شامل ہے۔سردست بدل جالینوس کے انتخاب کا ترجمہ، تصحیح اور تحشیہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔اس کے علاوہ بدل ادویہ سے متعلق مفردات اور ابدال ادویہ کی دیگر کتابوں میں مذکور جالینوس کے اقوال کو بطور 'ضمیمہ' افادہ عام کی غرض سے شامل کردیا گیا ہے۔

جالینوس نے طب یونانی کے علمی سرمایہ میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔طبی مؤرخین کے یہاں جالینوس کی کتابوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ابن ندیم نے الفہرست میں ۶۰، جمال الدین قطفی نے ۶۸ اور ابن ابی اصیبعہ نے ۱۴۰ سے زائد کتابوں کی

☆ صدر، شعبۂ علم الادویہ، اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج، پریاگ راج

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علم الصیدلہ، اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج، پریاگ راج

☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علم الادویہ، اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج، پریاگ راج

نشاندہی کی ہے۔ جالینوس کی زیادہ تر کتابیں ابھی بھی لائبریری کی زینت ہیں۔ لاطینی ،فرانسیسی ،انگریزی زبانوں میں جالینوس کی کتابوں اور رسائل کے تراجم شائع ہوچکے ہیں لیکن اردو زبان میں صرف چند رسائل و کتب کے تراجم ہی شائع ہوئے ہیں۔ پدم شری پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن نے جالینوس کے چار رسائل کی تدوین و ترجمہ کے فرائض انجام دیے ہیں۔ مثلاً رسالہ النبض الصغیر ۲۰۰۷ء میں اور رسالہ فی فرق الطب، رسالہ فی العناصر اور کتاب فی المزاج ۲۰۰۸ء میں ابن سینا اکیڈمی علی گڑھ سے شائع ہوچکے ہیں۔ جالینوس کی ایک اہم کتاب 'کتاب القوی الطبیعیہ' کی تدوین وترجمہ کا کام برادرم ڈاکٹر وسیم احمد (نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور) نے انجام دیا ہے۔ ۶۷ اصفحات پر مشتمل یہ کتاب ۲۰۲۰ء میں عذرا بک ٹریڈرس، نئی دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

منتخب رسالہ ابدال ادویہ میں کل اٹھارہ ادویہ کے ابدال کا ذکر ملتا ہے۔اس رسالہ میں بدل ادویہ کے تعین میں مزاج کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔اس کے علاوہ بدل ادویہ کے افعال و مواقع استعمال کو خاص طور سے بیان کیا گیا ہے۔اسلوب بیان یہ رکھا گیا ہے کہ پہلے عربی عبارت لکھی گئی ہے، ٹھیک اسی کے نیچے اس کا ترجمہ ہے۔ اگر کسی کتاب میں جالینوس کی تحریر کے علاوہ کوئی مواد ملا ہے، اسے نوٹ میں لکھ دیا گیا ہے۔

القیصوم

بدل القیصوم فی الاسخان و التجفیف الفوتنج، هما حاران یابسان فی الثالثة والفوتنج الطف۔

قیصوم کا بدل حرارت پہونچانے اور خشکی پیدا کرنے میں پودینہ ہے۔ دونوں تیسرے درجہ میں حار یابس ہیں اور پودینہ قیصوم سے زیادہ لطیف ہے۔

الغاریقون

بدل الغاریقون وحزه نحو ثلثه افربیون وحزه نحو اربعة قصر (صبر) هذا الابدال فی الاسخان و التجفیف والتلطیف و الاستفراغ

غاریقون کا بدل تہائی وزن فرفیون ہے اور چوتھائی وزن صبر ہے۔ یہ بدل حرارت پہونچانے، خشکی پیدا کرنے، لطافت پیدا کرنے اور استفراغ میں ہے۔

نوٹ: حکیم اعظم خاں نے جالینوس کے حوالہ سے غاریقون کا بدل نصف حصہ فرفیون لکھا ہے، جبکہ اصل عبارت میں تہائی حصہ لکھا ہوا ہے۔ (محیط اعظم سوم [اردو ترجمہ] :۶۳۷)

حکیم امان اللہ خان نے جالینوس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غاریقون کا بدل نصف وزن فرفیون، ہم وزن تربد اور نصف وزن صبر ہے۔ (گنج بادآورد: ۷۷)

زبد البحر

بدل زبد البحر نورة غیر مُطفاه هذا بدله فی الاحراق و هما حاران محرقان

اس کا بدل غیر بجھا چونا ہے، یہ بدل فعل احراق میں ہے اور دونوں دوائیں (اصل و بدل) گرم وجلانے والی ہیں۔

حی العالم

بدل حی العالم فی التبرید عصاره الخس البستانی

ٹھنڈک پہونچانے میں حی العالم کا بدل خس بستانی ہے۔

عصارۃ الجوز

بدل عصارة الجوز فی الاسخان وهی حارة فی الثالثة یابسة فی الاولیٰ مرزنجوش و هو حار یابس فی الثالثة

عصارۃ الجوز درجہ سوم میں گرم اور درجہ اول میں خشک ہے، حرارت پہونچانے میں اس کا بدل مرزنجوش ہے اور یہ درجہ سوم میں گرم خشک ہے۔

کاکنج

بدل کاکنج عنب الثعلب، قوتاهما مرکبتان، فیهما قبض یسع جوهرا باردا و تحلیل و تبرید

سوی ان المسخنة فی الکاکنج اقوی و القبض فی عنب الثعلب اقویٰ

کاکنج کا بدل عنب الثعلب ہے،دونوں مرکب القوی ہیں۔ان میں قوت قبض جوہر بارد کی وجہ سے ہے۔اوراس میں قوت تحلیل اورتبرید ہے،کاکنج میں قوت تسخین زیادہ ہے اورعنب الثعلب میں قوت قبض زیادہ ہے۔

سورج

بدل سورج الملح ویسمی زھرتہ عُصفُر اکثر من مقدارہ کثیرا یشترکان فی التحلیل و ان کان السورج اقوی کثیرا

سورج کا بدل نمک ہے۔اسے زہرہ عصفر کہتے ہیں جوعموماً مقدار میں نمک سے زیادہ ہوتی ہے۔دونوں فعل تحلیل میں مشترک ہیں،لیکن سورج زیادہ قوی ہے۔

نوٹ: دیسقوریدوس کی کتاب میں یہ دوا 'عورج' کے نام سے درج ہے۔تفسیر کتاب دیسقوریدوس میں یہ دوا 'اُلوس اخنیٰ' کے نام سے رقم ہے،اس کی تفسیر میں ابن بیطار لکھتے ہیں کہ یہ 'سوج' ہے۔تفسیر کتاب دیسقوریدوس کے محقق لکھتے ہیں کہ اصل نسخہ میں 'عورج' تحریر ہے۔الجامع لمفردات لابن بیطار سے اس کی اصلاح کر کے اس کا صحیح نام 'سورج' لکھا گیا ہے۔(تفسیر کتاب دیسقوریدوس:۳۲۱)

ابن بیطار نے جلد سوم میں دیسقوریدوس کے حوالہ سے سورج نامی دوا کے ذیل میں لکھا ہے کہ سمندر میں پیدا ہونے والی زبد کی طرح ایک چیز ہے۔سمندر کے قریب کے چٹیل مقامات پر پائی جاتی ہے۔اس کا مزاج نمک کے مزاج کے مانند ہوتا ہے۔

زہرہ یا زبد سے مشابہ ایک چیز ہے ۔نمک کے اوپر رہتی ہے۔اور نمک سے زیادہ لطیف ہونے کی وجہ سے اس سے زیادہ ملطف ومحلل ہے۔جس شے پر یہ جمع ہوتا ہے اس سے بلحاظ کیفیت اکثر بڑھ جاتا ہے(جامع ابن بیطار،جلد سوم[اردو ترجمہ]:۱۰۰)۔

سورج کف دریا کی ایک قسم ہے :(گنج باد آورد[نسخہ رضا لائبریری]۱۲۶)۔ابن جلجل اور حاوی میں سورج الملح کا ذکر ہے۔

حکیم اعظم خاں لکھتے ہیں کہ 'سورج' فارسی لفظ شورہ کا معرب ہے، یہ البقر ہے۔دیسقوریدوس کے مطابق یہ ایک مادہ ہے جو دریائے شور میں پیدا ہوتا ہے۔یہ مادہ کف دریا کی جنس سے تعلق رکھتا ہے اور سمندر کے قریب سنان مقام پر پایا جاتا ہے۔سورج زہرہ اسیوس اور اس جھاگ کے مانند ہوتا ہے جو نمک کے اوپر نکلتا ہے۔یہ نمک کی طرح قوی بلکہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔اور اکثر یہ تمام نمکوں کی طرح محلل ہوتا ہے(محیط اعظم جلد سوم[اردو ترجمہ]:۱۹۴)۔

اشق

بدل الاشق فی التحلیل (وفی حاشیة: لابجل التلئین) وسخ کوایر النحل، قوتھما مسخنة فی الثانیة و تجفیفھما فی الاولیٰ۔

قوت تحلیل (حاشیہ میں تلئین ہے) میں اشق کا بدل شہد کے چھتے کا میل ہے،دونوں کی قوتیں[مزاج] درجہ دوم میں گرم اور درجہ اول میں خشک ہے۔

اللوز المر

بدل اللوز المر الافسنتین فی تفتیح السدد و التفجیر و التقطیع، و التلطیف ھما حاران یابسان فی الثانیة سوی ان حرارةاللوز المر اقوی لان مرارتہ صرفة ویبس الافسنتین اقوی لانہ قابض۔

سدوں کو توڑنے، ورم کو پھاڑنے، تقطیع اور تلطیف میں بادام تلخ کا بدل افسنتین ہے،دونوں درجہ دوم میں گرم ہیں،مگر بادام زیادہ گرم ہے، کیونکہ اس کی کڑواہٹ زیادہ ہے اور افسنتین میں یبوست زیادہ ہے کیونکہ یہ قابض ہے۔

النشا

بدل النشا فی التلمیس والتغریة غبار الرحی۔ فی غبار الرحی سخونة لیست فی النشا فلینقص مایخلط منہ بالماء عن مقدار النشا فی الابدال۔

تلمیس اور تغریہ میں نشاستہ کا بدل غبار الرحی(چکی کا میل)

ہے۔غبار الرحی میں سخونت پائی جاتی ہے جو کہ نشاستہ میں نہیں پائی جاتی۔جب اس کے ساتھ پانی ملایا جاتا ہے تو اس کی سخونت کو کم کر دیتا ہے۔

زراوند

عوض الزراوند فی التجفیف بلا لذع شفش الكرم اليابس اكثر من الزراوند

تجفیف میں زراوند کا بدل بغیر کسی تکلیف کے شفش الکرم ہے،اس میں یبوست زراوند سے زیادہ ہے۔

نوٹ: یعقوب کشکری نے اپنی کناش میں شفش الکرم کا ذکر کیا ہے جس کی تحقیق میں محقق علی شیری نے' حطب الکرم' لکھا ہے۔(کناش فی الطب:۱۰۸)

حرمل

بدل الحرمل وهو يقطع و يدر البول قردمانا وهو يقتل حب القرع و يجلو الجرب هما حاران فی الثالثة و القردمانا طيب الريح لطيف و الحرمل كريه الريح

حرمل مقطع ہے اور پیشاب لاتا ہے،اس کا بدل قردمانا ہے اور یہ حب القرع کو مارتا ہے اور جرب کو صاف کرتا ہے،دونوں درجہ سوم میں گرم ہیں اور قردمانا خوشبودار اور لطیف ہے اور حرمل بو کے لحاظ سے ناخوشگوار اور غلیظ ہے۔

فقاح الاذخر

بدل فقاح الاذخر قصب الزريرة

شگوفہ اذخر کا بدل قصب الزریرہ ہے۔

اسارون

بدل اسارون و هو عطر لطيف زنجبيل و هو غليظ وفيه رطوبة فضلية هما حاران يابسان فی الثالثة

اسارون اس میں لطیف خوشبو ہوتی ہے،اس کا بدل زنجبیل ہے اور یہ غلیظ ہے،اور اس میں رطوبت فضلیہ ہوتی ہے۔دونوں درجہ سوم میں گرم خشک ہیں۔

الحمر

بدل الحمرو هو قفر اليهود زفت رطب يتقاربان فی التجفيف و الزاق الجراحات و الاسخان

الحمر قفر الیہود ہے،اس کا بدل زفت رطب ہے۔دونوں خشکی پیدا کرنے،زخموں کو چپکانے اور گرمی پیدا کرنے میں قریب قریب ہیں۔

افسنتین

بدل الافسنتين القيصوم او شيح ارمنی وبدل شيح ارمنی فوتنج جبلی

افسنتین کا بدل قیصوم یا شیح ارمنی ہے اور شیح ارمنی کا بدل پہاڑی پودینہ ہے۔

دھن البلساں

بدل دهن البلسان ميعة اعنی دهن المر

روغن بلساں کا بدل میعہ یعنی دھن مر ہے

ھیوفاریقون

بدل الهيوفاريقون بزر الشبت و الانيسون

ھیوفاریقون کا بدل تخم سویا اور انیسون ہے۔

تم ما اختيرمن كتاب الابدال لجالينوس

ضمیمہ

اس حصہ میں ان ادویہ کے بدل کو بیان کیا گیا ہے جن کا ذکر مفردات اور ابدال ادویہ کی کتابوں میں جالینوس کے نام سے ملتا ہے۔ ذیل کی سطور میں نفع عام کی غرض سے بطور ضمیمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

تخم تودری

جالینوس لکھتے ہیں کہ تخم تودری اور ہالون دونوں مزہ اور قوت میں یکساں ہیں۔(ابدال ادویہ:۶۸)

ثافسیا

ابن بیطار نے جالینوس (کی کتاب کتاب المیامر) کے حوالہ

سے لکھا ہے کہ بالخورہ میں ثافسیا کی جگہ حرف یعنی ہالون استعمال کیا جاتا ہے۔(الجامع لمفردات جلداول:۲۷۔۳۷۱)

جنطیانا

ابن ادریس التمیمی جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جنطیانا کا بدل ہم وزن بیخ کرفس بری اور نصف وزن اسارون ہے۔ ابن ادریس التمیمی مزید جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جنطیانا کا بدل ہم وزن آس، نصف وزن گلاب اور نصف وزن پوست انار ہے۔ (کتاب الجامع:۶۹)

جفت بلوط

ابن ادریس التمیمی جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جفت بلوط کا بدل آس، نصف وزن گلاب اور نصف وزن پوست انار ہے۔ (کتاب الجامع:۶۸)

سقنقور

زین الدین عطار لکھتے ہیں کہ جالینوس کے مطابق سقنقور کا بدل خصیۃ الثعلب ہے مگر اس کی تاثیر کو نہیں پہنچتی ہے۔(اختیارات بدیعی:۷۷)

کبابہ

جالینوس نے ادویہ مفردہ میں لکھا ہے کہ کبابہ کی قوت فو جیسی ہے البتہ کبابہ فو سے زیادہ قوی ہے۔(ابدال ادویہ:۲۱۷)

کاشم

زین الدین عطار نے جالینوس کا قول نقل کیا ہے کہ کاشم کا بدل ادرار میں تخم انجرہ و تخم گاجر ہے۔(اختیارات بدیعی:۱۲۹)

کندر

ابن تلمیذ جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کندر کے قشر (پوست) کا بدل اس کا چورہ ہے۔(کتاب الجامع:۱۰۳)

لاغیہ

جالینوس نے لکھا ہے کہ لاغیہ کی قوت فراسیون کی قوت جیسی ہے لہٰذا فراسیون کو اس کے بدل کے طور استعمال کرنا چاہئے۔ (ابدال ادویہ:۲۵۹)

مغز تخم کدو

زین الدین عطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حدت دوا میں مغز تخم کدو (لب حب القرع) کا بدل کتیرا ہے۔(اختیارات بدیعی:۳۷)

مر

محمد حسین علوی لکھتے ہیں کہ جالینوس کے نزدیک مر کا بدل ہم وزن قصب الزریرہ اور قسط تلخ ہے۔(مخزن الادویۃ:۲۱۴)

ابن ادریس تمیمی نے جالینوس کے حوالہ سے مر کا بدل ۵ گرام جند بیدستر لکھا ہے۔(کتاب الجامع:۱۵۵)

مشکطر امشیع

جالینوس لکھتے ہیں کہ جوہر مشکطر امشیع جوہر فودنج بری سے زیادہ ملطف ہوتا ہے۔ اپنی دوسری خصوصیات میں یہ فودنج سے مشابہ ہے۔(الجامع لمفردات جلدسوم:۸۹۔۳۸۸)

ابن بیطار جالینوس کے حوالہ سے مزید لکھتے ہیں کہ پودینہ کوہی پودینہ کی دوسری قسموں سے زیادہ مفید پایا گیا ہے۔(الجامع لمفرادات جلدسوم:۸۹۔۳۸۸)

زین الدین عطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ادرار میں مشکطر امشیع کا بدل دوگنا عدس مر ہے۔(اختیارات بدیعی:۱۵۳)

جنگلی انجیر

ابن بیطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جنگلی انجیر کے پتوں کا عصارہ اور دودھ اپنے تمام افعال و خواص میں بستانی انجیر کے پتوں کے عصارہ اور دودھ سے قوی ہوتا ہے۔(الجامع لمفردات جلد اول:۳۶۵)

اشقیل

ابن تلمیذ سے نقل کیا گیا ہے کہ اشقیل (جنگلی پیاز) کا بدل بلبوس (چھوٹی پیاز) ہے۔(ابدال ادویہ:۶۳)

دارچینی

جالینوس نے تدبیر الاصحاء میں لکھا ہے کہ میں ایارج فیقراء میں دارچینی کے عوض عمدہ سلیخہ استعمال کرتا ہوں، اور عمدہ سلیخہ کی قوت دارچینی کے قریب ہے، لیکن عمدہ دارچینی عمدہ سلیخہ سے بہت زیادہ قوی ہے۔ پھر بھی سلیخہ دارچینی کے بدل کے طور استعمال کرتا ہوں جب دارچینی مجھے دستیاب نہیں ہوتی۔ جالینوس نے کتاب المیامر میں مزید لکھا ہے کہ قونیطس دارچینی کے بدلے دوگنا کبابہ استعمال کرتا تھا۔ (کتاب الابدال:۵۳)

جالینوس نے کہا ہے کہ دارچینی کا بدل پوست سلیخہ ہے۔ (ابدال ادویہ:۷۵)

ابن رشد جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب تجربہ طبیہ میں عودالطیب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی قوت دارچینی کی طرح ہے، بلکہ یہ دارچینی سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ معدہ کی رطوبت کو خشک کرتا ہے۔ (کتاب الکلیات:۳۲۵)

روغن غار

ابوریحان البیرونی جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں داء الثعلب میں روغن غار کا بدل زفت تر ہے۔ (کتاب الصیدنہ:۵۲۹)

جالینوس کتاب المیامر میں لکھتے ہیں کہ داء الثعلب میں روغن غار کے بدلہ میں زفت رطب استعمال کرتا ہوں اور یہ جان لو کہ اس مرض میں روغن غار زفت رطب سے بہت زیادہ فضیلت نہیں رکھتا ہے۔ (کتاب الابدال:۵۴)

راتینج

جالینوس سے نقل ہے کہ راتینج کا بدل سکبینج ہے۔ (ابدال ادویہ:۱۷۷)

سکبینج

رازی نے جالینوس (کی کتاب الادویۃ المقابلۃ لادواء) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بہروزہ سفید میں سکبینج کا بدل بننے کی صلاحیت ہے، لیکن اس کی قوت سکبینج سے کچھ کم ہے۔ یہ بدل سموم قتالہ کا مقابلہ کرنے میں ہے۔ (کتاب الابدال:۶۶)

عفص

جالینوس نے الادویۃ المفردۃ میں کہا ہے کہ طرفا کا پھل عفص کے بدل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو ایسے مقام پر استعمال کرنا چاہیے جہاں طرفا کی گرمی مضر نہ ہو۔ اس کے اندر گرم قابضات جیسے جوز السرو اور ابہل کے بدل بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ (کتاب الابدال:۶۵)

عسل

ابن تلمیذ جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ عسل کا بدل المیفختج ہے۔ (کتاب الجامع:۱۶۳)

فرفیون

جالینوس نے قاطاجانس میں مرہم خرء حمام (جوز جندم) کے ذیل میں لکھا ہے کہ خرء حمام مرہموں میں فرفیون کا بدل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن یہ خرء حمام سے زیادہ غلیظ ہے اور اس سلسلے میں اس کا بدل حلتیت بھی بتایا گیا ہے، کیونکہ فرفیون تازہ حلتیت سے زیادہ تسخین پیدا کرتا ہے۔ (ابدال ادویہ:۲۱۵)

ابہل

ابن بیطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ بعض لوگ ابہل کو دارچینی کی جگہ پر دوگنی مقدار میں استعمال کرتے ہیں، کیونکہ یہ بھی محلل وملطف ہے۔ (الجامع لمفردات جلد اول:۹)

افتیمون

زین الدین عطار نے جالینوس کا قول نقل کیا ہے کہ افتیمون قوت میں حاشا سے مشابہ ہے مگر اس سے قوی تر ہے۔ (ابدال ادویہ:۳۹)

سقنقور

زین الدین عطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ سقنقور کا بدل خصیۃ الثعلب ہے۔ معاجین و دیگر تراکیب میں اس کا بدل ہم

وزن نصیۃ الثعلب، ہم وزن قضیب گاؤ و نیم وزن تخم گذر ہے۔ (اختیارات بدیعی:77)

اثل

ابن ادریس التیمی نے جالینوس کے حوالہ سے اثل کا بدل قردمانا لکھا ہے۔(کتاب الجامع:22)

تخم ہالون

جالینوس لکھتے ہیں کہ تخم تودری اور ہالون دونوں مزہ اور قوت میں یکساں ہیں۔(ابدال ادویہ:68)

بارزد

زین الدین عطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ بارزد کا بدل سکبینج ہے۔(اختیارات بدیعی:19)

بطراسالیون

زین الدین عطار لکھتے ہیں کہ جالینوس نے بطراسالیون کا بدل دوگنا افسنتین کہا ہے۔(اختیارات بدیعی:113)

شبرم

ابوریحان البیرونی جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ شبرم یتوع کی قسم میں سے ہے کیونکہ اس کا دودھ بھی یتوع جیسا ہے اور یتوع کی طرح یہ بھی مسہل ہے۔ باقی تمام خواص میں یہ یتوع جیسا ہے۔(کتاب الصیدنہ کراچی:394)

ثفایہ(حُرف)

ابن بیطار جالینوس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ان تمام امراض میں ثفایہ(حُرف) سے خردل کی طرح گرمی پہنچائی جاتی ہے جس میں گرمی پہنچانے کی ضرورت ہو، یہ تخم خردل کی طرح گاڑھے اخلاط کو ختم کرتا ہے کیونکہ اس میں تخم خردل سے پوری مشابہت پائی جاتی ہے۔(الجامع لمفردات جلد دوم:35)

دھن الخروع

جالینوس کا قول ہے کہ دھن الفجل (روغن ترب) کی قوت دھن الخروع (روغن ارنڈ) جیسی ہے۔ لیکن روغن ترب روغن ارنڈ سے زیادہ گرم ہے۔ جالینوس مزید کہتے ہیں کہ روغن ترب روغن زیتون کہنہ کے بھی مشابہ ہے اس لئے اس کے بدل کے طور بھی استعمال کیا جاتا ہے۔(الابدال الادویۃ المستعملہ فی الطب والعلاج للرازی:17)

زیتون

جالینوس کا قول ہے کہ ادویہ قتالہ کے علاج میں زبد زیتون کے قائم مقام ہے۔ (الابدال الادویۃ المستعملہ فی الطب والعلاج للرازی:18)

نعنع

جالینوس کا قول ہے کہ پودینہ کا بدل ہم وزن پودینہ نہری ہے۔(الابدال الادویۃ المستعملہ فی الطب والعلاج للرازی:22)

ساذج ھندی

جالینوس کا قول ہے کہ ساذج ھندی کی قوت سنبل الطیب کی قوت جیسی ہے۔ (الابدال الادویۃ المستعملہ فی الطب والعلاج للرازی:22)

مراجع ومصادر

۱- ابن بیطار، الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ(اردو ترجمہ)، جلد اول، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، دہلی۔ ص۹، ۳۶۵، ۳۷۱-۳۷۲۔

۲- ابن بیطار، الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ(اردو ترجمہ)، جلد دوم، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، دہلی، سن اشاعت ۲۰۰۰ء، ص۳۵۔

۳- ابن بیطار، الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ(اردو ترجمہ)، جلد سوم، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، دہلی، ۱۹۹۹، ص۱۰۰، ۸۹-۳۸۸۔

۴- ابن رشد، کتاب الکلیات (اردو ترجمہ)، سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی ۱۹۸۷، ص۳۲۵۔

۵- ابی بیطار المالقی رابراہیم بن مراد، تفسیر کتاب دیسقوریدوس، درالغرب

الاسلامی، بیروت، 1989
۶- البیرونی، ابوریحان، کتاب الصیدنہ، ہمدرد فانڈیشن، کراچی، ۱۹۷۳ء، ص ۳۹۴، ۵۲۹
۷- التمیمی، عبداللہ بن ادریس، کتاب الجامع للادویۃ الشریفۃ، مخطوطہ مخزونہ مجلس شوری ملی، ایران، ص ۲۲، ۶۸، ۶۹، ۱۰۳، ۱۵۵، ۱۶۳
۸- اعظمی، حکیم شمیم ارشاد، ابدال ادویہ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور ۲۰۲۱ء، ص ۳۹، ۶۳، ۶۸، ۷۵، ۱۷۷، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۵۹
۹- خان، حکیم امان اللہ، گنج بادآورد، مخطوطہ مخزونہ رضا لائبریری، رامپور، ص ۷۷، ۱۲۶
۱۰- خان، حکیم محمد اعظم، محیط اعظم (اردو ترجمہ)، جلد سوم، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی ۲۰۱۴ ص ۱۹۴، ۶۳۷
۱۱- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا، اعظمی، حکیم شمیم ارشاد، کتاب الابدال (اردو ترجمہ)، اصلاحی ہیلتھ کیر فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۱۹، ص ۵۳، ۵۴، ۶۵، ۶۶
۱۲- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا، الابدال الادویہ المستعملۃ فی الطب والعلاج، مرکز القائمیۃ باصفھان للتحریات الکمبیوتریہ، ص ۱۷، ۱۸، ۲۲
۱۳- شیرازی، حکیم محمد حسین علوی، مخزن الادویہ (فارسی)، مطبع نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۸۷ء، ص ۲۱۴
۱۴- العطار، زین الدین، اختیارات بدیعی، مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند، ص ۱۹، ۳۷، ۷۷، ۱۱۳، ۱۲۹، ۱۵۳
۱۵- نگرامی، سید محمد حسان، تاریخ طب ماقبل بقراط تا جالینوس، لکھنؤ، ۲۰۲۰، ۹۰
۱۶- یعقوب کشکری، کناش فی الطب، مرکز القائمیۃ باصفھان للتحریات الکمبیوتریۃ، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۸

●●●

الشامل فی الصناعة الطبیة

ایک اہم ترین طبی انسائکلو پیڈیا کی بازیافت

☆عبدالعزیز فارس

☆☆محمد ارشد جمال

☆☆☆احمد حسین

علمی خزائن کی جمع وتدوین کے سلسلے کا سب سے سنہری عہد یقینی طور پر تاریخ کا وہ عظیم عہد ہے جس میں عربی تہذیب کا ستارہ اپنے عروج پر تھا۔ یہی وہ عہد تھا جس میں دنیا نے مسجدوں اور مناروں سے علم کی روشنی کو پھوٹتے دیکھا۔ اسی عہد میں منبر ومحراب کے سائے میں بساطِ قرطاس پر خامہ فرسائیوں کی تاریخ ساز داستانیں رقم کی گئیں۔ کاغذوں کی مہک سے نشہ کشید کرنے اور نوک قلم سے فکر وفن کو سیراب کیے جانے کی حقیقی تعبیریں اسی عہد سے منسوب ہیں۔ غالبًا یہ اسلامی تعلیمات کا کرشمہ تھا جس نے اس عہد میں حکماء ومشائخ کو علم کی حفاظت اور اس کی ترویج واشاعت پر نہ صرف مامور کیا تھا بلکہ ان میں حرف ولفظ سے عشق کا ایسا دریا موجزن کر دیا تھا جس کی بے تابیاں آب زر سے لکھی جانے کی مستحق ہیں۔

ایسا قطعاً نہیں ہے کہ عربی عہد سے ماقبل دنیا قلم وقرطاس کی سحر انگیزیوں سے ناآشنا تھی۔ یقینی طور پر دستاویزات کی ترقیم اور ان کے تحفظ کی روایت کے تار دنیا کی تمام قدیم تہذیبوں منسلک ہیں۔ افراد کے اجتماع اور ریاست کے وجود کے ساتھ ہی نظم ونسق کی بحالی کے لیے رسم الخط کی ایجاد اور اس کی ترقیم کے وسائل کا تصور بھی ابھر آتا ہے۔ ابتدائی طور پر میسوپوٹامیہ میں مٹی کی تختیوں پر پر قوانین، تاریخی واقعات اور جنگی احوال کے اندارج کے شواہد ملتے ہیں۔ چینی تہذیب میں جانوروں کی ہڈیوں، بانس کی تیلیوں سے بنے صفحات اور جانوروں کی کھالوں کو تحریر کا وسیلہ بنایا گیا، پھر مصر میں ایک درخت کے گودے سے پپائرس تیار کر لیا گیا تو لکھائی کے لیے اس کا استعمال کیا جانے لگا(۱)۔ غرض یہ کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ کارواں آگے بڑھتا چلا گیا۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علاج بالتدبیر، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ امراض جلد وتزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆ ڈائرکٹر، النور ہاسپٹل، مدھوکر پور، سنئی، سدھارتھ نگر

یہ حقیقت ہے کہ محسوسات و ادراکات اور معلومات کی ذخیرہ اندوزی کا سلسلہ انسانی تہذیب کی ابتدا سے ہی جڑا ہوا ہے، جو عہد بہ عہد میسر وسائل کی انگلی پکڑ کر مسافتیں طے کرتا رہا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس متبرک سلسلے کی چادر میں جو ستارے عربوں نے ٹانکے ہیں ان کی ضوفشانیاں اپنی مثال آپ ہیں۔ ماقبل عرب خواہ وہ مصر کے قدیم بردی نوشتے ہوں، ہندوستانی، چینی اور ایرانی حکماء وفضلاء کی تالیفات ہوں، یا یونان کے علماء اور اطباء کے رسائل ہوں، اپنی تمام تر اہمیتوں کے باجود مختصر یا ملخص نوعیت کے تھے، جن میں سے چند کو بعد کے ادوار میں کتابوں کی شکل میں بھی جمع کیا گیا۔ لیکن یہ عرب ہی تھے جنھوں نے دنیا کو انسانی تاریخ کے اولین موسوعات و انسائکلو پیڈیا بہم کیے۔

یوں تو عربی عہد میں مختلف زبانوں میں موجود تخلیقات کی جمع وتدوین اور ان کے ترجمے وتشریح کا سلسلہ بہت جلد ہی شروع ہو گیا تھا، لیکن موسوعات کی شکل میں کئی کئی جلدوں پر مشتمل طویل اور مفصل تحریروں کی فراہمی کا دور اس وقت شروع ہوا جب ہلاکو خان نے عربی میراث کو نیست و نابود کرنے کے لیے بغداد کے علمی مراکز میں موجود مخطوطات کو دجلہ برد کر دیا۔ سقوط بغداد کے بعد جب مصر علوم وفنون کا مرکز ٹھہرا تو وہاں کے علماء وفضلاء نے اس بات پر خاص توجہ دی کہ وہ موسوعات کی شکل میں ضخیم کتابیں ترتیب دیں، تاکہ علمی و ثقافتی وراثت کو یکجا کیا جا سکے اور ان کی یک مشت دستیابی کو آسان بنایا جا سکے۔ چنانچہ اس حوالے سے تاریخ، ادب، طب، لغات، ادیان، فقہ واحادیث پر متعدد انسائکلو پیڈیا تیار کیے گئے، جن میں ابن فضل اللہ العمری (متوفی 749ھ) کی مسالک الابصار، شہاب الدین نویری (متوفی 732ھ) کی نہایۃ الارب فی فنون الادب، جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ) کی المزہر، جمع الجوامع اور حسن المحاضرہ وغیرہ انتہائی اہمیت کے حامل موسوعات ہیں۔ اس زمانے میں تالیف کیے گئے طبی موسوعات میں محمد بن زکریا رازی (متوفی 313ھ) کی کتاب الحاوی، ابن سینا (متوفی 428ھ) کی القانون اور قرشی (متوفی 687ھ) کی الشامل سرفہرست ہیں۔

مذکورہ تینوں طبی موسوعات میں الحاوی اور القانون نے اپنی شہرت ونیک نامی کی اعلیٰ منزلیں طے کیں اور آج بھی تشنگان علم وفن کے لیے مرجع ٹھہرتی ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں نسبتاً پہلے تخلیق کی گئی ہیں اور اشاعت سے گذرنے کے بعد شرح و بسط کے مراحل سے بھی گزری ہیں۔ خود علامہ قرشی سے القانون کی تقریباً دس شرحیں منسوب کی جاتی ہیں، اور القانون کو زندہ کرنے کا سہرا ان ہی کے سر باندھا جاتا ہے، بقول ابن فضل اللہ العمری ''یہ علامہ قرشی ہی تھے جنھوں نے لوگوں کو دوبارہ ابن سینا کی القانون کا گرویدہ بنا دیا'' (۲)۔

اس فہرست میں شامل تیسرا موسوعہ ''الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ'' دراصل طب کا وہ عظیم انسائکلو پیڈیا ہے جسے قرشی نے ایک بہت بڑے پروجیکٹ کے طور پر مکمل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن ابھی وہ اس کی 80 جلدیں ہی ترتیب دے پائے تھے کہ زندگی نے ان سے منھ موڑ لیا اور وہ اس کار عالی کو ادھورا چھوڑ کر جہان ابدی کے سفر پر گامزن ہو گئے۔ یقیناً اسے شومی قسمت سے تعبیر کیا جائے گا کہ الشامل کی وہ مرتب کردہ جلدیں جنھیں قرشی نے بذات خود قاہرہ کے بیمارستان منصوری کو ہدیہ کیا تھا، سنگینی حالات کے سبب مکمل طور پر محفوظ نہ رہ سکیں، اور اصلی ونقلی شکل میں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں ادھر ادھر منتشر ہو گئیں۔ بھلا ہو مصر کے یوسف زیدان کا جنھوں نے اپنی جانفشانیوں کے طفیل اس موسوعے کے متعدد مخطوطات کی بازیافت کی اور تلاش وتحقیق کے دشوار گزار مرحلوں سے نبرد آزما ہو کر ان کی اشاعت کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔ یہ مقالہ بنیادی طور پر یوسف زیدان کی تحقیقات کی روشنی میں ہی مرتب کیا گیا ہے۔

علامہ ابن نفیس علاء الدین ابو العلاء علی بن حزم القرشی کی ولادت شام کے ایک قصبے میں 607 ہجری میں ہوئی۔ وہ اپنے عہد کی عبقری شخصیت تھے۔ انھیں مذہب، طب اور فلسفہ میں درجہ کمال حاصل تھا۔ انھوں نے طب میں نمایاں علمی وعملی کارنامے انجام دیے

ہیں۔انھیں نہ صرف اپنے ہم عصروں میں بلند مقام حاصل تھا بلکہ بعض معاملات میں وہ اطبا متقدمین پر بھی فوقیت رکھتے تھے۔ روایات کے مطابق علاج ومعالجے میں انھیں ابن سینا پر بھی برتری حاصل تھی۔وہ اختراعی اوراجتہادی ذہن کے مالک تھےاورتقلید محض کے قائل نہ تھے۔ باوجودیکہ انھیں ابن سینا کے شارح کی حیثیت حاصل تھی لیکن انھوں نے جالینوس اور شیخ کی بہت ساری آرا سے اختلاف بھی کیا ہے۔یہ ان کی اجتہادی روش ہی تھی جس کے سبب انھوں نے دوران خون ریوی کا نظریہ پیش کیا جو آج بھی ان کی لازوال شہرت کا سبب ہے۔الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ کے علاوہ ان کی تصانیف میں کتاب المولید الثلاثۃ، شرح الاشارات، شرح ہدایۃ الحکمۃ،الرسالۃ الکاملہ فی السیر ۃ النبویہ،مختصر علم اصول الحدیث، فاضل بن ناطق،شرح طبیعۃ الانسان اورشرح تشریح القانون وغیرہ اہم ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ سقوط بغداد کے بعد عرب اور اسلامی دنیا کے احوال یکسر مختلف ہوگئے تھے۔اس وقت علماء وفضلاء کو اسلامی تہذیب وثقافت اور علمی میراث کے ضائع ہونے کا شدید اندیشہ لاحق تھا، اس لیے ایک رجحان ساز طریقے پر مصر کو مسکن بنایا جانے لگا، چنانچہ قرشی بھی شام سے مصر منتقل ہوگئے اور انھوں نے اپنی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ جیسے بیش بہا پروجیکٹ سے وابستہ ہوکر عمر انسانی کی تنگی اوراس کی محدود قدرت کو چیلنج پیش کردیا۔ بقول یوسف زیدان (۳):

''جـاء الشـامل اذن كحلقةٍ كبرى من حلقات مشروع حضاريٍّ كبير تبنَّته مصر منذ أوسط القرن السـابـع الـهـجـرى وامتدَّ حتى القرن الثانى عشر، سـعـياً لحفظ ذاكرة الأمة وتدوين علومها ..ومن هنا، كـان عـلـى العلاء -رئيس الأطباء- أن يصوغ المعرفة الـطبية فى عصره، صياغتها الأخيرة، المكتملة، بعد خـمسة قـرون مـن تطور الطب العربى / الإسلامى، وعـلـى نـحـوٍ لم يتم تجاوزه، ولو بعد قرونٍ من حياة العلاء.''

ترجمہ:''ایسے میں کتاب الشامل،عظیم تہذیبی وثقافتی پروجکٹ کے ایک بڑے سلسلے کی شکل میں سامنے آتی ہے، جس کو مصر نے ساتویں صدی ہجری میں اپنے دامن میں پروان چڑھایا تھااور جس کا سلسلہ بارہویں صدی تک درازرہا، تاکہ امت کے حافظے کو پائیدار کردیا جائے اوراس کے علوم کی تدوین ہوجائے۔اس وجہ سے رئیس الأطبا علامہ قرشی کے کاندھوں پر یہ ذمہ داری آن پڑی کہ پانچ صدیوں کے عروج وارتقاء نے عربی اسلامی طب کے علوم ومعارف کا جوسرمایہ اکٹھا کردیا تھا ان تمام معلومات کو اس کی آخری اور مکمل شکل میں مدون کردیں کہ پھر ان کے بعد صدیوں تک اس کی روشنی ماند نہ پڑے''۔

الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ فی الواقع کسی فرد واحد کے ذریعہ انجام پانے والا ایک نادر روزگار کارنامہ ہے۔حالانکہ یہ اپنی تکمیل کو نہیں پہونچ سکا تھا لیکن یہ اپنی ادھوری حالت میں بھی وقعت کے اعتبار بے شمار موسوعات پر بھاری ہے۔قرشی نے اس کے لیے اتنا طویل خاکہ بنایا تھا کہ اس کا مسودہ تین سو (۳۰۰) جلدوں میں سماتا۔ اس موسوعے کے محض حاصل شدہ مخطوطات کی کاپی صفحات کے اعتبار سے دس ہزار سے متجاوز ہے (۴)۔حکیم وسیم احمد اعظمی اس موسوعہ کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں (۵):

> ''یہ ابن نفیس کی نو دریافت اور نامکمل کتاب ہے جس کو انھوں نے اپنی عمر کے چوتھے دہے میں لکھا تھا۔ایک روایت کے مطابق یہ تین سو جلدوں پر مشتمل تھی ،لیکن صرف 80 جلدیں ہی ترتیب دی جاسکی تھیں۔ ہمارا خیال ہے کہ انھوں نے لوازمہ اکٹھا کرلیا ہوگا اورصرف ترتیب وتبییض کا مرحلہ باقی رہا ہوگا۔ 1952 تک یہ تصور کیا جاتا تھا کہ یہ ضخیم کتاب مکمل طور پر ضائع ہوچکی ہے۔لیکن بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں متعدد کتب خانوں میں اس کے نامکمل نسخے دریافت ہوئے ہیں،ان میں سے بیشتر کتاب خانے مغرب میں ہیں۔''

قرشی کی اس مایہ ناز تخلیق کے نصوص کی بازیافت کی داستان بھی انتہائی جاں سوز ہے۔کھوئے ہوئے وقار کی بحالی جس تگ و دو اور محنت کی متقاضی ہوتی ہے ویسی ہی مشقتیں اس لامثال علمی ورثے کی دریافت کرنے والے کے حصے میں بھی آئی ہیں۔ چنانچہ یوسف زیدان کو امریکہ، برطانیہ، عراق اور مصر سے ان مخطوطات کی کاپی و مائکروفلمز کی دستیابی کے لیے نہ صرف خطیر رقم کی ادائیگی کا بار اٹھانا پڑا، بلکہ بار بار لایعنی قسم کی تحقیقات کا سامنا بھی کرنا پڑا اور سرکاری آفسوں کے چکر بھی لگانے پڑے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ان تمام مراحل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال رہی، ورنہ محض یہ معلومات حاصل کرنا کہ دنیا کی کن کن لائبریریوں میں اور کہاں کہاں اس موسوعے کے مخطوطات یا ان کی کاپیاں موجود ہیں، جن صبر آزما اور جاں گسل ساعتوں کا متقاضی تھا ہم جیسے لوگ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ یوسف زیدان سٹانفورڈ یونیورسٹی امریکہ کی لین طبی لائبریری (Lane Medical Library) سے مخطوطوں کی دستیابی کی داستان کچھ یوں بیان کرتے ہیں(٦):

''اسی طرح امریکہ کی سٹانفورڈ یونیورسٹی کی طبی لائبریری لین میں اس کتاب کی تین جلدیں تھیں، جن کا زمانۂ تحریر ۶۴۱ھ ہے، میں نے اس کو حاصل کرنے کی عرضداشت بھیج دی اور اس سلسلے میں ہونے والے مصارف سے باخبر کرنے کو کہا۔ وہاں سے بہت حوصلہ افزا جواب آیا جس میں انہوں نے شکریہ بھی ادا کیا کہ اس قیمتی میراث کے لیے آپ نے اہتمام کیا، اور اس موضوع پر کی گئی مختلف تحقیقات کی طرف رہنمائی بھی کی، ساتھ ہی اس جواب کے ہمراہ ایک مضمون کی کاپی بھی تھی جس کو امریکی صحافتی ادارے نے تیس کی دہائی میں انہی تین مخطوطات کے تعلق سے شائع کیا تھا، اس کا عنوان تھا ''طبی مخطوطات کے خزانے یہاں ہیں''۔

ارباب لائبریری نے ڈالرس کی شکل میں ایک بڑی رقم کا مطالبہ بھی کیا۔ مشکل یہ تھی کہ اُس وقت تک مصر میں کرنسی کے تبادلے کا کوئی ادارہ نہیں کھلا تھا، اور جن بینکوں میں یہ سہولت تھی، انہوں نے بھی ملکی اقتصادیات کی حفاظت کی خاطر مصری کرنسی کو ڈالر میں تبدیل کرنے سے انکار کردیا۔ اسی فکر میں حیراں وسرگرداں ایک شام میں اسکندریہ کے المنشیہ میدان میں یوں ہی بے مقصد ٹہل رہا تھا کہ مجھے ایک شخص مل گیا جو غیر ملکی کرنسی فروخت کرتا تھا، میں نے اس سے مطلوبہ رقم تبدیل کرائی اور فوراً رجسٹرڈ ڈاک سے امریکہ بھیج دی۔ کامیابی کی امید بھی تھی اور ناکامی کے اندیشے بھی گھیرے ہوئے تھے، لیکن اُدھر رقم انہیں موصول ہوئی اور اِدھر مجھے ٹرانسپورٹ سے ایک پیکٹ موصول ہوگیا، جس میں ان مخطوطات کی مائکروفلمز تھیں، ٹھیک اسی وقت جب کہ بوڈلین لائبریری (Bodleian Library, University of Oxford) کی مائکروفلمز پہونچی تھیں۔ لیکن یہاں بھی ایک رکاوٹ پیش آئی، ہوا یہ کہ ڈاک کے ذمہ داران کے یہاں میری فوراً طلبی ہوگئی، انتظامیہ کی طرف سے مجھے لایعنی قسم کی تحقیقات کا سامنا کرنا پڑا کہ یہ کس قسم کی مائکروفلم ہیں؟ تمھارا انگلینڈ اور امریکہ سے کیا تعلق ہے؟ کیا تم نے محکمہ سراغرسانی سے مخصوص اجازت نامہ حاصل کیا ہے؟ اور کس مقصد سے تم نے یہ فلمیں منگائی ہیں؟ وغیرہ وغیرہ، پھر کیا تھا میرے دفتروں کے چکر لگنے شروع ہوگئے، میں مختلف انداز اور متعدد الفاظ میں صفائی دیتا رہا حتی کہ مجھے لگا کہ یہ لوگ مطمئن ہوگئے ہیں۔ لیکن پھر انہوں نے نگراں ایجنسیوں کی طرف سے فنی کتب کے بارے میں جاری کیا جانے والا وضاحت نامہ طلب کرلیا، اس اعلان کے ساتھ کہ اجازت نامہ دیکھنے کے بعد ہی یہ پیکٹ وہ میرے حوالے کرسکیں گے۔ میری خوش بختی کہیے کہ اس دوران میرا معاملہ ایک سمجھدار ملازم کے پاس چلا گیا، جس کی سمجھ میں یہ بات آسانی سے آگئی کہ ان مائکروفلمز میں بس ایک کتاب کی تصویریں ہیں، جن کا کسی رقابت اور دشمنی سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن پھر اس نے یہ پریشانی بیان کی کہ اس درآمد کیے ہوئے سامان پر کتنی رقم کسٹم ڈیوٹی کے تحت

لگے گی اس کی تعیین میں مشکل ہو رہی ہے، ایک بار پھر مجھے لگا کہ ناکامی کے مہیب سائے مجھے گھیر رہے ہیں کہ دفعتاً اس زیرک کارکن نے اس کا بھی حل ڈھونڈ نکالا اور مائیکروفلمز یہ کہتے ہوئے میرے حوالے کر دیں کہ یہ تو محض نمونے ہیں اور جب اس کی حیثیت صرف نمونے کی ہے تو پھر اس پہ کسی کسٹم ڈیوٹی کا سوال ہی نہیں'۔

الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ کے مخطوطات:

الشامل کے قلمی نسخوں کی بازیافت کی داستان یقینی طور پر انتہائی پرعزیمت ہے جس کا بیان ایک طویل تحریر کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ان مخطوطوں کی طرف آتے ہیں جو اس پرمشقت سفر کا حاصل ٹھہرے ہیں۔

دارالکتب المصریہ:

چونکہ الشامل کو علامہ قرشی نے خود قاہرہ کے بیمارستان منصوری کو ہدیہ کیا تھا، اور جیسا کہ ابن فضل اللہ العمری کا بیان ہے کہ انہوں نے قاہرہ کے بیمارستان منصوری میں اس کتاب کی تمام اسّی (۸۰) جلدوں کو بنفس نفیس دیکھا تھا (۷)، اس لیے الشامل کے محقق کو یہ امید تھی کہ مصر میں ہی اس کے مکمل یا بیشتر نسخے دستیاب ہو جائیں گے، لیکن ان کی یہ امید محض حسرت ہی رہی۔ ایک ایسا شخص جس نے مصر کے 9 مکتبات میں پھیلے تقریبا اٹھارہ ہزار مخطوطات کی فہرست سازی کی ہو، وہ بجا طور پر شکوہ کا حق رکھتا ہے، جب اسے وہاں محض 5، وہ بھی نامکمل مخطوطے ہی حاصل ہو سکے ہوں۔ دارالکتب المصریہ میں محفوظ نسخوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ مخطوطہ نمبر 6057/ل، ابتداء اور انتہاء سے ناقص/صفحات غائب ہیں، یہ الشامل کے مقدمہ اور فن اول کی پہلی تین کتابوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ مخطوطہ نمبر 681/طب، بغیر تاریخ کا ہے، یہ تیسرے فن کے دوسرے جزء کی تیسویں کتاب پر مشتمل ہے، جو دراصل الشامل کی کتاب الاغذیہ والادویہ کی 'لام' کی تختی کا باب ہے، اس کے اوراق کی تعداد ۱۳۸ ہے۔

۳۔ مخطوطہ نمبر 3/4 طب۔

۴۔ مخطوطہ نمبر 423/طب تیمور۔

۵۔ مخطوطہ نمبر 620/طب طلعت۔

اس فہرست میں موجود آخر کے تینوں نسخے حقیقت میں مخطوطہ نمبر 681/طب، کی عکسی کاپیاں ہیں۔

متحف الآثار العامۃ (بغداد میوزیم):

کتاب الشامل کے وہ نسخے جو مصر سے باہر پائے گئے ہیں ان میں 'متحف الآثار العامۃ، بغداد' کا نسخہ بھی ہے۔ بغداد میوزیم میں موجود اس قلمی نسخے کا نمبر 1271 ہے جس کے اوراق کی تعداد ۱۰۴۵ ہے۔ یہ سارے صفحات دراصل الشامل کے تیسرے فن کے جزء دوم کی کتابوں کے ہیں، جو اغذیہ اور ادویہ کے بیان پر محیط ہیں، اس کے مشمولات کی تفصیل اس طرح ہے:

☆ ساتویں کتاب، ان اغذیہ اور ادویہ مفردہ کے بیان میں ہے جو کہ حرف 'خ' سے شروع ہوتی ہیں، یہ دس مقالوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

☆ آٹھویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'د' سے شروع ہوتی ہیں، یہ چھ مقالات اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

☆ نویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ذ' سے شروع ہوتی ہیں، یہ تین مقالوں پر مشتمل ہے۔

☆ دسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ر' سے شروع ہوتی ہیں، یہ دس مقالات اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

☆ گیارہویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ز' سے شروع ہوتی ہیں، یہ انیس مقالات اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

☆ بارہویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'س' سے شروع ہوتی ہیں، یہ تیرہ مقالات اور خاتمہ پر مشتمل ہے، مگر ابتداء سے ناقص ہے۔

☆ اکیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ق' سے شروع ہوتی ہیں، یہ پچیس مقالات پر مشتمل ہے۔

☆ بائیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ک' سے شروع ہوتی ہیں، یہ تیس مقالات پر مشتمل ہے۔ اس کے آخر میں کاتبِ مخطوطہ عمر بن ابی بکر البدراوی الشافعی کی یہ عبارت ملتی ہے "اس کی تحریر سے بروز دوشنبہ، ۷ رجب ۹۶۸ھ کو فارغ ہوا۔

☆ تیئسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے میں جو حرف 'ل' سے شروع ہوتی ہیں، اس میں گیارہ مقالات ہیں۔

☆ چوبیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'م' سے شروع ہوتی ہیں، اس میں بائیس مقالات ہیں۔

☆ پچیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ن' سے شروع ہوتی ہیں، اس میں گیارہ مقالات ہیں۔

☆ چھبیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ھ' سے شروع ہوتی ہیں، اس میں تین مقالے ہیں۔

☆ ستائیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'و' سے شروع ہوتی ہیں، اس میں پانچ مقالات ہیں۔

☆ اٹھائیسویں کتاب ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ی' سے شروع ہوتی ہیں، یہ دو مقالے اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ کتاب الیاء کے اختتام پر الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ کے تیسرے فن کا جزءِ دوم مکمل ہو جاتا ہے۔

لیڈن یونیورسٹی لائبریری، ہالینڈ:

ہالینڈ کی لیڈن لائبریری میں بھی الشامل کا قلمی نسخہ موجود ہے، جس کا نمبر MccсxvIIIGod81Co ہے۔ یہ نسخہ بھی ادویہ مفردہ کی کتابوں 'ضاد' سے 'عین' تک پر مشتمل ہے، بالکل اسی طرز پر جیسا کہ مخطوطہ بغداد کا تذکرہ کیا گیا۔ گویا کہ اس میں تیسرے فن کے جزءِ دوم کی محض پانچ کتابیں شامل ہیں۔

مکتبہ ظاہریہ، دمشق:

مکتبہ ظاہریہ دمشق (جو کہ اب مکتبہ اسد کہلاتا ہے) کا مخطوطہ نمبر 8547 بڑی تقطیع کے 319 اوراق پر مشتمل ہے، اور مکمل طور پر اعراب سے آراستہ ہے۔ 'کتاب الھمزۃ' سے 'کتاب الزای' تک بالکل مذکورہ بالا مخطوطات کے انداز پر ہے، یعنی یہ بھی کتاب الشامل کے فن ثالث کا دوسرا جز ہے۔ باریک خط نسخ میں لکھا ہوا یہ نسخہ تخمیناً نویں صدی ہجری کا تحریر کیا ہوا ہے۔ یہ کتب الاغذیہ والادویہ کی پہلی گیارہ کتابوں پر مشتمل ہے، اس کے ہر صفحہ میں ۳۳ سطریں ہیں اور ہر سطر میں تقریباً پندرہ کلمات ہیں۔ حالانکہ یہ نسخہ اس اعتبار سے ناقص ہے کہ اس کے ابتدائی چند اوراق غائب ہیں، مگر پھر بھی اس کی اہمیت بہت زیادہ اس لیے ہے کہ اس کی عبارتوں پہ نہایت باریکی کے ساتھ حرکات لگائی گئی ہیں۔

بوڈلین لائبریری، آکسفورڈ:

آکسفورڈ کی بوڈلین لائبریری میں بھی الشامل کے متعدد مخطوطات کا مجموعہ Pococke290,291,292 نمبروں کے تحت محفوظ ہے۔ یہ الشامل کے تیسرے فن کے دوسرے جزء کی مکمل کتب یعنی پہلی تا اٹھائیسویں کتابوں پر مشتمل ہے۔ یہ ۹۲۳ھ کا تحریر شدہ ہے، غالباً یہ ظاہریہ والے مخطوطہ سے نقل کیا گیا ہے، یا ٹھیک اسی نسخہ سے جس سے کہ ظاہریہ کا مخطوطہ نقل ہوا ہے۔ یہ نسخہ مکمل بھی ہے اور سائز اور اوراق کے اعتبار سے بہت ضخیم بھی، 1659 اوراق، ایک ورق کا سائز 18x30 سم، ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں اور ہر سطر میں تقریباً چودہ کلمات ہیں۔ عمدہ خط نسخ اور عام سائز میں لکھا ہوا ہے۔ البتہ اس کے ناسخ کا نام نہ تو درمیان میں ہی کہیں مذکور ہے اور نہ ہی مخطوطہ کے آخر میں۔ اس نسخہ میں عیب یہ ہے کہ اس کا کاتب الفاظ کو سمجھے بغیر انہیں یوں ہی بنا دیتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ اسے ایک معینہ وقت کے اندر لکھ کر تمام کرنے کی مجبوری تھی۔ شاید اسی وجہ سے وہ جلدی جلدی نص کے معانی کو سمجھے بغیر تحریر کرتا گیا۔ یہی نہیں بلکہ وہ تمام بھول چوک جو ظاہریہ والے نسخے میں ہیں، وہ اس میں بھی دہرائی گئیں ہیں حتیٰ کہ دونوں میں ایک لائن مکرر تحریر ہو گئی ہے۔ البتہ ظاہریہ کے مخطوطے سے جو اوراق ساقط ہو گئے تھے وہ اس میں مکمل طور سے موجود ہیں۔

آکسفورڈ لائبریری کے ہی دیگر مخطوطات جو کہ Pococke 248, 356, 539, نمبروں کے تحت محفوظ ہیں، یہ الشامل کے فن اول کے چوتھے جز کی تین کتابوں پر مشتمل ہیں: کتاب اسباب الوجع، کتاب النبض اور کتاب البول۔ یہ مجموعہ ۶۸۷ھ کا لکھا ہوا ہے، یہ وہی سال ہے جس میں قرشی نے وفات پائی۔

لین طبی لائبریری، سٹان فورڈ یونیورسٹی:

الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ کے مخطوطات کا ایک اور مجموعہ ہے جو کہ سٹان فورڈ یونیورسٹی کی لین طبی لائبریری (Lane Medical Library) میں 276,Z نمبر کے تحت محفوظ ہے۔ یہ ۶۴۱ھ کا تحریر شدہ ہے، اس میں یہ وضاحت بھی ہے کہ یہ مؤلف کے سامنے لکھا گیا ہے۔ اس مجموعے کا تفصیلی جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آئی کہ یہ تین مجلدات پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

☆ پہلی جلد جس کا عنوان ہے ''مقالۃ فی النبات - کتاب الشامل کی بیالیسویں جلد''۔ اس مخطوطے کی ابتداء بائیسویں مقالہ سے ہوتی ہے جو بقلۃ الحمقاء کے احکام پر مشتمل ہے، اس کے بعد کا مقالہ بلسان پر ہے، گویا یہ الشامل کا وہ حصہ ہے جو ان ادویہ اور اغذیہ کے بیان میں ہے جو حرف 'ب' سے شروع ہوتی ہیں، یعنی یہ جلد الشامل کے تیسرے فن کے دوسرے جز کی دوسری کتاب پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ جو کہ مصنف کی حیات میں لکھا گیا ہے، اس کی سرخی سے ظاہر ہے کہ یہ مصنف کی ترتیب کے اعتبار سے الشامل کی بیالیسویں جلد ہے۔

☆ دوسری جلد تیسرے فن کے دوسرے جز کی تیسری کتاب پر مشتمل ہے، جو اغذیہ اور ادویہ کی تختی 'ت'، 'ث' اور اس کے بعد 'ح' کی تختی پر مشتمل ہے۔

☆ تیسری جلد کتاب الشامل کے دوسرے فن کے دوسرے جز کے پہلے نمط سے شروع ہوتی ہے، یہ حصہ فن طب کے کلی اصول وضوابط کے مباحث پر مشتمل ہے۔

اس مجموعہ کی خستہ حالی کے سبب اس میں متعدد اصلاح اور ترامیم کی گئی ہیں اور یہ بھی صاف طور سے محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے اس کی ان عبارتوں اور الفاظ پر دوبارہ قلم چلایا ہے جو زمانے کی دست وبرد سے ہلکے پڑنے یا مٹنے لگے تھے۔

کیمبرج یونیورسٹی، برطانیہ:

برطانیہ کی کیمبرج یونیورسٹی کا مخطوطہ جس کا نمبر 1546?10? ہے، یہ مخطوطہ الشامل (کے فن اول کے چوتھے جز کی تیسری کتاب) کے نویں باب یعنی علامات البول سے شروع ہوتا ہے۔ اس پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے، مکتبہ کے فہرست ساز کے اندازے کے مطابق یہ آٹھویں صدی ہجری کا ہے۔ محقق کا اندازہ ہے کہ یہ خود مؤلف کا تحریر کردہ ہے۔

الشامل کے مشمولات کا قیاسی شجرہ:

الشامل فی الصناعۃ الطبیہ کے حاصل شدہ مخطوطات اور موجود اجزا کے درمیان جا بجا علامہ قرشی کے اشارات کی تحقیق کے بعد محقق یوسف زیدان نے اس کے مشمولات کی جو فہرست ترتیب دی ہے اس کے مطابق یہ عظیم طبی موسوعہ تین بڑے فنون پر محیط ہے، ہر فن متعدد اجزا اور پھر ہر جز متعدد کتابوں، تعلیمات اور ابواب پر مشتمل ہے، اس کا اجمالی شجرہ اس طرح سامنے آتا ہے:

☆**الفن الاول من الشامل (فن اول)**: یہ طب کے نظری حصے کے اصول وقواعد پر مشتمل ہے، جس کے پھر چار حصے ہیں:

۱۔ پہلا جز: علم امور طبیعیہ کے بیان میں۔ یہ ایک مقدمہ اور سات کتابوں پر مشتمل ہے جو اس طرح ہیں:

(۱) کتاب الارکان (۲) کتاب الامزجہ (۳) کتاب الرطوبات (۴) کتاب الاعضاء (۵) کتاب الارواح (۶) کتاب القویٰ (۷) کتاب الافعال۔

۲۔ دوسرا جز: علم الامراض میں۔

۳۔ تیسرا جز: علم الاسباب میں۔

۴۔ چوتھا جز: علم الدلائل (علامات) میں، یہ تین کتابوں پر مشتمل ہے:

(۱) کتاب اول وجع کے بیان میں

(۲) کتاب دوم نبض کے بیان میں۔ اس کے اندر پھر تین تعلیمات ہیں:

پہلی تعلیم نبض کی ماہیت میں

دوسری تعلیم اجناس نبض میں

تیسری تعلیم اسباب نبض میں

(۳) کتاب سوم بول کے بیان میں۔

☆**الفن الثانی من الشامل (فن دوم)**: یہ چار اجزا پر مشتمل ہے، اس کے دوسرے جز میں دو نمط ہیں پہلا نمط تین کتابوں پر محیط ہے، جس کی تیسری کتاب کا موضوع جراحت یا عمل بالید ہے اور اسے پھر تین تعلیمات میں منقسم کیا گیا ہے:

۱۔ تعلیم اول: کلی اصول میں۔

۲۔ تعلیم دوم: آلات (آلات جراحت) میں۔

۳۔ تعلیم ثالث: عمل الید کی اجناس میں۔

اس فن یعنی فن دوم کے زیادہ تر حصے غائب ہیں، گرچہ مصنف کی تحریروں میں گاہے گاہے ایسے اشارات ملتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حصہ کو بالفعل تحریر کر دیا تھا۔

☆**الفن الثالث من الشامل (فن سوم)**: یہ دو اجزا پر مشتمل ہے، جس میں سے پہلا مکمل طور سے غائب ہے اور دوسرا بتمامہ موجود ہے۔ یہی دوسرا جز اٹھائیس کتابوں پر محیط ہے جو اغذیہ وادویہ مفردہ کے بیان میں ہیں۔ اس شجرے کو دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ طبی فنون کے لحاظ سے یہ ابھی نامکمل ہے، معالجات جزئیہ ہوں یا کلیہ اس کا بیان بھی مفقود ہے، فن دوم کے متعدد اجزا اور ان کی کتب کی تفصیلات ندارد ہیں کہ وہ کن عناوین وفصول پر مشتمل تھیں، غالب گمان یہ ہے کہ معالجات کے زیادہ تر حصے اسی میں بیان ہوئے ہوں گے۔ فن سوم کے پہلے جز کی معلومات بھی نہیں ہیں، شاید کلیات ادویہ ومرکبات وصیدلہ کا بیان اسی حصے میں پیش ہوا ہو۔ قرشی نے کتاب کو جو نام عطا کیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ طب کے متعلق ادنی سے ادنی مباحث سے بھی تساہل نہیں برتا گیا ہوگا۔ مزید یہ کہ تاریخی شواہد جو کم از کم 80 جلدوں کے بالفعل تحریر کیے جانے کے ملتے ہیں، وہ بھی اس شجرے میں مکمل نہیں ہوتے، اس لیے پوری امید ہے کہ شاید مستقبل میں تلاش وجستجو الشامل کے کچھ مزید حصوں سے گمنامی کے دبیز پردے ہٹا دے۔

الشامل کے دریافت شدہ حصے:

الشامل کے مذکورہ بالا قیاسی شجرہ اور دریافت شدہ مخطوطات کی تفصیلات کی روشنی میں اگر اختصار کے ساتھ اس موسوعہ کے دستیاب حصوں کا جائزہ لیا جائے یعنی کہ کون کون سے ابواب اور کتابوں کے مخطوطات زمانے کی دست برد سے محفوظ رہ کر محققین کے سامنے آ گئے ہیں تو یہ صورت حال سامنے آتی ہے:

☆ کتاب کا مقدمہ اور فن اول (کے پہلے جز) کی پہلی تین کتابیں (یعنی کتاب الارکان، کتاب الامزجہ اور کتاب الرطوبات)۔

☆فن اول کے چوتھے جز (علم الدلائل) کی تینوں کتابیں: کتاب اسباب الوجع، کتاب النبض اور کتاب البول، اور پھر اس کا نواں باب یعنی علامات البول۔

☆فن دوم کے دوسرے جز کے پہلے نمط (کی تیسری کتاب کی پہلی تعلیم) جو فن طب (عمل بالید) کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے۔

☆فن سوم کے دوسرے جز کی ساری (اٹھائیس) کتابیں۔

حیرت انگیز طور پر فن سوم کے جز اول کے مخطوطات کا کوئی سراغ نہیں ملتا جب کہ اسی فن کے جز دوم کے مکمل یا نامکمل مخطوطات دنیا کے متعدد مکتبات میں محفوظ ہیں۔

الشامل فی الصناعۃ الطبیہ کے اشاعت شدہ حصوں کے خواص:

اس عظیم انسائیکلو پیڈیا میں قرشی نے اغذیہ اور ادویہ مفردہ کے لیے ہر حرف کی ایک جلد خاص کر دی ہے، جس کے نتیجے میں حروف ہجا کی تعداد پر اٹھائیس جلدوں (کتابوں) کی صورت میں ادویہ کا ضخیم ترین کارنامہ سامنے آیا ہے۔ محقق نے فی الوقت انہیں اٹھائیس کتابوں کو تحقیق کے بعد اشاعت کے مراحل سے گزارا ہے اور دیگر

اجزا کی تلاش وتحقیق میں سرگرداں ہیں۔غذااوردواپر تفصیلی گفتگو کے اعتبار سے یہ نہ صرف اپنے سے پیش روتمام کتابوں پر فائق ہے،خواہ اس فن کی مشہور ترین کتب ہی کیوں نہ ہوں، جیسے دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش، ابن بیطار کی کتاب الجامع بلکہ اپنے بعد آنے والی کتب پر بھی مثلاً ملک المظفر کی المعتمد اور داؤدانطا کی کی تذکرہ اولی الالباب، رازی کی الحاوی اور شیخ الرئیس کی القانون میں اغذیہ اور ادویہ کے لیے جوفصلیں مختص کی گئی ہیں ان کے مقابلے میں تو یہ کمّی اور کیفی دونوں حیثیتوں سے بہت ہی بلند مقام رکھتی ہے اور اس باب میں الشامل ان سے کہیں زیادہ وقیع ہے۔

اس کتاب میں قرشی نے اغذیہ اور ادویہ کا تفصیلی بیان کرتے وقت جابجا مختلف طبی نظریات پر بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ان کی دیگر طبی کتب کا انداز رہا ہے، مثلاً طبائع اور استقسات کا نظریہ، علاج بالضد اور قوت مدبرہ بدن (القوۃ الشافیہ الکامنہ)، شرائین اور اوردہ کے اندر خون کا طاقت یا روح کے ذریعہ حرکت میں رہنا وغیرہ۔ اسی طرح انہوں نے ایک اصولی قاعدہ کو نہایت اہتمام سے ملحوظ رکھا ہے وہ یہ کہ طبیب نباتات کا مطالعہ اس پہلو سے کرتا ہے کہ ان کا بدن انسان میں کیا فعل ہے، نہ کہ ایک پودے کی حیثیت سے اس میں کیا خاصیتیں ہیں، کیونکہ یہ علم تو نباتیات سے متعلق ہے۔ آس کے مزاج کے تعلق سے ان کا یہ قول ملاحظہ کریں(۸):

''إن كلامنا ها هنا فى أمزجة الأدوية، إنما هو فى أمزجتها المعتبرة، بحسب فعلها فى بدن الإنسان، لا التى هى فى أنفسها والهوائية التى فى الآس، وإن كانت تفيد الآس نفسه رطوبةً فإنها ليست بعللٍ تثبته لبدن الإنسان.''

ترجمہ:''ہم یہاں دواؤں کے مزاج پر جو گفتگو کر رہے ہیں وہ محض اس پہلو سے ہے کہ بدن انسانی میں ظاہر ہونے والے اثر کے اعتبار سے اس دوا کا مزاج کیا ہے، نہ کہ اس کے ذاتی مزاج سے ہم بحث کرتے ہیں۔ چنانچہ آس میں جو ہوائیت ہے وہ اگر چہ آس کو ذاتی طور سے رطوبت پہونچاتی ہے،لیکن اس کا بدن انسانی میں کوئی رول نہیں ہے''۔

ایک اور اہم چیز جو اس کتاب کو منفرد اور لازوال بناتی ہے وہ اس کا اسلوب نگارش ہے۔ باوجودیکہ اس کے صفحات سینکڑوں نہیں ہزاروں سے متجاوز ہیں، پھر بھی حیرت انگیز طور پہ اس کا مؤلف طرز نگارش کی زندگی اور روانی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔اس کے ذہن سے قاری کبھی محو نہیں ہوتا، اسی لیے وہ جگہ جگہ قاری کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے اس سے خطاب کرتا رہتا ہے۔علامہ قرشی کے قلم میں پرشور دریا کی سی روانی ہے، پھر بھی وہ وضاحت اور تبیین کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے۔آسان الفاظ اور مناسب عبارتوں کا استعمال ان کی تحریر کا خاصہ ہے۔بے فائدہ بحث اور لاحاصل گفتگو سے یہ کہتے ہوئے نکل جاتے ہے کہ 'میں ان میں سے نہیں ہوں جو ایسی موشگافیوں میں پھنس جاتے ہیں،اس حوالے سے کتاب کے مقدمہ میں علامہ قرشی یوں وضاحت کناں ہیں(۹):

''وقد رأينا أن نقتصر على الأدوية المشهورة فقط، فلا نطوِّل كتابنا هذا بذكر ما لا يوجد، وما لا يعرفه الجمهورُ والأطباءُ من الأدوية، فإن العمر يقصر عن ذلك .وما كان من الأدوية المشهورة، وقد تحقّقنا معرفته، تكلّمنا فيه على الوجه الذى نرى أنه لائقٌ بالكلام العمليّ فنحقِّق الكلام فى ماهيّته وأفعاله على الإطلاق، وفى كُلِّ عضوٍ عضو .كل ذلك ببّيناتٍ مهذّبة وحُجَجٍ محقّقة . وما كان من آراء الذين يُعتدُّ بآرائهم فى هذا الفن، نرى أنه مخالفٌ للحق، بيّنا وجه غلطه، وبرهنّا على بطلانه. متوكِّلين فى ذلك كله، على التوفيق من الله تعالى .وما كان من الأدوية المشهورة ولم تتحقّق عندنا معرفته، رأينا أن لانوليه الإهمال؛ فيكون كتابنا

هـذا ناقصاً عن الكمال، وقاصراً على المشهور. فلذلك رأينا أن نتكلّم فى ذلك، على نمط كلام الأولين، فنذكر ما قيل فى أحكامه شرحاً، فمن شاء تحقيق شيء من ذلك، فعليه بالفحص عنه. ونسأل الله العصمة والتوفيق''.

ترجمہ: ''ہمیں یہ بہتر معلوم ہوا کہ صرف مشہور ادویہ کے ذکر پر اکتفا کیا جائے، اوران ادویہ کے ذکر سے خواہ مخواہ کتاب کو گراں بار نہ کیا جائے جو کہ ناپید ہیں، یا جنھیں عموماً لوگ اور اطباء بھی نہیں جانتے، کیوں کہ اس تفصیل کے لیے تو عمر نوح درکار ہے۔ پھر جو مشہور ادویہ تھیں، اور ہم نے تحقیقی طور سے اسے جان بھی لیا، اس کے متعلق بھی ہم نے اتنی ہی تفصیل بیان کی ہے جتنی علمی اسلوب اجازت دیتا ہے۔ تحقیقی انداز سے اس کی ماہیت اور عمومی افعال بیان کیے، پھر خصوصی طور سے ایک ایک عضو میں اس کے اثرات بیان کیے ہیں، ہر چیز پوری قوت اور صاف ستھرے دلائل سے مدلل کرکے۔ یہی نہیں بلکہ اس فن کے وہ ائمہ جن کی رائیں شمار کی جاتی ہیں، ان کے کلام میں بھی اگر کوئی چیز خلاف حق دکھائی دی تو اس کا ابطال کردیا اور اس کے غلط ہونے کے حق میں واضح دلائل پیش کردیے۔ اپنے اس سارے عمل میں ہم ہمیشہ اللہ تعالی سے ہی توفیق کے طلب گار رہے۔ رہی وہ ادویہ جو مشہور تو ہیں لیکن اسے ہم تحقیق کے ساتھ جان نہیں سکے، تو اسے ہم نے یوں ہی ترک نہیں کردیا، کہ اس طرح ہماری کتاب کامل نہیں ناقص کہلاتی، اس الزام کے ساتھ کہ یہ بہت سی مشہور ادویہ کے تذکرے سے خالی ہے۔ اس لیے ہم نے یہ مناسب خیال کیا کہ اس قسم کی دواؤں کا تذکرہ سلف کے انداز پر کردیں، یعنی اس کے متعلق جو باتیں کہی گئی ہیں انہیں وضاحت سے ذکر کردیں، تا کہ جو اس کے متعلق مزید تحقیقی معلومات کا طالب ہو وہ خود تیشۂ تحقیق ہاتھ میں لے کر کوہ کنی کرلے۔ اللہ تعالی ہمیں غلطیوں سے محفوظ رکھے اور راستی کی توفیق بخشے''۔

حقیقت یہ ہے کہ ابن النفیس قرشی کی اصل پہچان حریت فکر، اجتہاد رائے اور آزادانہ تحقیق ہے۔ ان کے اسی انداز فکر کا ثمرہ تھا کہ انہوں نے شرح تشریح القانون میں جالینوس کے اس نظریہ کو مسترد کردیا کہ شریانی خون دل کے بائیں بطن میں پیدا ہوتا ہے(۱۰)۔ علامہ کا یہ تحقیقی رنگ الشامل میں اپنے عروج پر دکھائی دیتا ہے، ہمارے سامنے صرف ادویہ کی جلد ہے اس میں بھی انہوں نے اس کا التزام کیا کہ بلا تحقیق و تجربہ کوئی چیز شامل کتاب نہ ہوجائے، اگر کتاب کے دیگر حصے بھی دستیاب ہوجائیں تو شاید تحقیق و تمحیص کی نئی جلوہ سامانیاں طلبہ و اطباء کے فکری تغذیہ کا سامان کریں۔

علامہ قرشی کے بعد آنے والے بہت سارے اطبا کے لیے یہ کتاب ایک اہم مرجع رہی ہے، بے شمار لوگوں نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اس سے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں، مثلاً الملک المظفر نے اپنی کتاب المعتمد میں، قوصونی نے قاموس الاطباء میں، داؤد انطاکی نے تذکرۃ اولی الالباب میں اور عبدلی نے اپنے رسالہ میں جو برف، ٹھنڈ اور جمنے کے بارے میں ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود 'الشامل' کو مؤلف کے بعد کے زمانے میں وہ پذیرائی نہیں ملی جس کی وہ بجا طور سے مستحق تھی، نہ کسی طبیب اور دواساز نے اس کے مباحث میں تحقیق کی، اور نہ ہی کسی نے اس کی شرح اور حواشی لکھنے کی زحمت اٹھائی، اور پھر کاتبوں نے اس کی نقول تیار کرنے میں بھی دلچسپی نہیں دکھائی۔ نتیجۃً گزشتہ سات صدیوں میں الشامل منظر سے غائب رہی اور اس کے قلمی نسخے کم ہوتے ہوتے نادر ہوگئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ الشامل کی عظیم ضخامت ہی وہ رکاوٹ تھی جس کی وجہ سے نہ کسی نے شرح لکھنے کی ہمت کی نہ حواشی لکھے گئے اور نہ ہی زیادہ تعداد میں نسخے تیار ہوسکے۔

علامہ قرشی نے فن ثالث کے جزء دوم کے مقدمے میں اپنی اس تالیف کے لیے جو منہج متعین کیا تھا، اس کو انھوں نے تمام تر دقت نظری کے ساتھ ان اٹھائیس کتابوں میں ملحوظ رکھا ہے اور کہیں بھی سر مو انحراف نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ الشامل کے اشاعت

شدہ یہ حصے اس بیش بہا خزانے کا محض ایک نمونہ ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مستقبل قریب میں نہ صرف اس مایہ ناز تصنیف کے باقی ماندہ حصے زیور طبع سے آراستہ ہوجائیں گے، بلکہ وہ مخطوطے جو ہنوز گم شدہ ہیں خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے ان کی بازیافت کی سبیل بھی میسر ہوگی۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ جلد ہی یہ اردو کے قالب میں بھی منظر عام پر آکر استفادہ عام کا سامان ٹھہرے گی۔ ان شاء اللہ العزیز!

گزشتہ بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ نے قرشی ادویہ پر یہ اٹھائیس کتابیں لکھ کر گرچہ ادویہ کا سب سے ضخیم موسوعہ تیار کردیا ہے، مگر حقیقتاً ان کا ہدف صرف ادویہ نہیں تھا، بلکہ وہ تو فن طب کے جتنے بھی موضوعات ہیں سب کو سمیٹنا چاہتے تھے تاکہ ان کی کتاب واقعتاً شامل کہلانے کی حقدار ہوسکے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب تھا

حوالہ جات

۱- مبارک علی، ڈاکٹر۔ تاریخی دستاویز کی بربادی اور کلچر کی تباہی۔ [انٹر نیٹ] ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام 05.09.2021۔
۲- علاء الدین، ابن نفیس علی بن حزم القرشی۔ الشامل فی الصناعۃ الطبیہ۔ الادویہ الاغذیہ۔ کتاب الہمزۃ، جلد اول۔ ابوظبی: المجمع الثقافی؛ 2000،ص9۔
۳- ایضاً۔ص12۔
۴- ایضاً۔ص20۔
۵- اعظمی، حکیم وسیم احمد۔ ابن نفیس: ایک عبقری شخصیت۔ جہان طب؛ جلد 5، شمارہ3۔ نئی دہلی: سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن؛ 2004۔ص49۔
۶- علاء الدین، ابن نفیس علی بن حزم القرشی۔ الشامل فی الصناعۃ الطبیہ۔ الادویہ الاغذیہ۔ کتاب الہمزہ، جلد اول۔ ابوظبی: المجمع الثقافی؛ 2000،ص19-18۔
۷- ایضاً۔ص12۔
۸- ایضاً۔ص36-35۔
۹- ایضاً۔ص57۔
۱۰- ڈاکٹر غلام قادر لون۔ قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کے سائنسی کارنامے۔ نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز؛ 2014،ص286۔

مصادر و مراجع

۱- قفطی، جمال الدین۔ تاریخ الحکماء (اردو ترجمہ: ڈاکٹر غلام جیلانی برق)۔ نئی دہلی: سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛ 2010۔
۲- سید ظل الرحمٰن، حکیم۔ قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین۔ علی گڑھ: شعبہ علم الادویہ، اجمل خان طبیہ کالج، مسلم یونیورسٹی؛ 1986۔
۳- اشہر قدیر۔ تاریخ طب و اخلاقیات۔ نئی دہلی: شعبہ کلیات، فیکلٹی آف یونانی میڈیسین، جامعہ ہمدرد؛ 2005۔
۴- سید ظل الرحمٰن، حکیم۔ آئینہ تاریخ طب۔ علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی پریس؛ 2001۔
۵- ابن ابی اصیبعہ۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء (اردو ترجمہ)۔ جلد اول و دوم۔ نئی دہلی: سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسین؛ 1992۔
۶- فلاحی، عبدالباری۔ نقوش تاریخ طب۔ نئی دہلی: آل انڈیا طبی کانفرنس؛ 2017۔
۷- سید محمد حسان نگرامی، حکیم۔ تاریخ طب۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو؛ 2004۔
۸- ندوی، محمد رضی الاسلام۔ کلیات طب کے مصادر و مراجع۔ 1995۔
۹- سید علی حیدر جعفری، حکیم۔ تاریخ طب و اطباء قدیم۔ نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ 2018۔
۱۰- ورک، محمد زکریا۔ مسلمانوں کے سائنسی کارنامے۔ علی گڑھ: مرکز فروغ سائنس، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی؛ 2005۔
۱۱- مرزا، ایم آر، صدیقی، ایم آر۔ مسلم کنٹری بیوشن ٹو سائنس۔ نئی دہلی: ایڈم پبلشرس اینڈ ڈسٹری بیوٹرس؛ 2005۔
۱۲- کرمانی، ایم زیڈ، سنگھ، ایم کے۔ انسائکلوپیڈیا آف اسلامک سائنس اینڈ سائنٹسٹس۔ حصہ اول و دوم۔ نئی دہلی: گلوبل وژن پبلشنگ ہاؤس؛ 2015۔

طبی ادبیات عالیہ میں حفظان صحت کے مشمولات

☆ ملک عترت

☆☆ محمد ارشد جمال

☆☆☆ فائزہ ناصر

☆☆☆☆ طارق ندیم خان

انسانی دنیا کے اس دور سے ہی جب اس نے طبی شعور کو بساطِ ادراک کا حصہ بنایا، جہاں اس بات پر توجہ دی گئی ہے کہ بدن کے مرضی احوال کی درستگی کی تدابیر کی جائیں وہیں صحت حاصلہ کی حفاظت پر بھی صلاحیتیں صرف کی گئی ہیں۔ یقیناً یہ بات ہمارے لئے اہمیت کی حامل ہے کہ ہم بدن انسان کو لاحق ہونے والے نت نئے امراض کے ازالہ کی راہیں استوار کریں لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ اہم یہ ہے کہ ہم حفظِ صحت کے ان کو اصولوں کو افراد کی زندگی کا قرینہ بنادیں جو بدن کو آفات و مصائب سے محفوظ رکھنے میں معاون و مددگار رہوتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ طبی اداروں میں علاج و معالجے سے متعلق شعبہ جات کے ساتھ ساتھ باقاعدہ طور پر تحفظی و سماجی طب کے شعبے بھی قائم کئے جاتے ہیں جو انتہائی منضبط انداز میں اپنی کارکردگی انجام دیتے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت، اس کے ذیلی و معاون اداروں اور سرکاری سطح پر قائم کئے جانے والے پرائمری صحتی اداروں کا بنیادی مطمح نظر بھی فی الواقع تحفظی و سماجی طب کی تقویم و تشہیر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تحفظی و سماجی طب کی بدولت ہی بے شمار مہلک امراض پر اس کے اسباب و عوامل کو کنٹرول کر کے قابو پایا جاسکا ہے۔ پولیو اور جدری جیسے امراض اس کی اعلیٰ ترین مثالیں ہیں۔

تحفظی و سماجی طب کی بدولت نہ صرف امراض کی تشخیص جلد ممکن ہوتی ہے، صحت سے متعلق خطرات میں تخفیف ہوتی ہے،

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تحفظی و سماجی طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ امراض جلد و تزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆ ایم ڈی اسکالر، شعبۂ تحفظی و سماجی طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کلیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

افراد کی مدت حیات کو طویل کیا جاتا ہے بلکہ اسی کے طفیل متعدد قسم کے صحتی اخراجات کو کم کر کے ملک وقوم کے معاشی بوجھ کو بھی کم کیا جاتا ہے نیز افراد کی انفرادی اور اجتماعی زرخیزی میں اضافے کا سامان فراہم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معاشی تخفیف کا اطلاق حاد نوعیت کے وبائی امراض سے لے کر امراض طرز زندگی سمیت تمام طرح کی بیماریوں پر ہوا کرتا ہے۔

ماضی قریب میں ضغط الدم قوی، فربہی، فرط تدسم اور ذیابیطس شکری جیسے امراض کے سبب طبی اخراجات میں ایک بڑا اضافہ مشاہدے میں آیا ہے۔ انفرادی طور پر خرچ سالانہ ہزاروں روپئے پر مشتمل ہوتا ہے [2]۔ عالمی ادارۂ صحت کے مطابق اگر معاشی طور پر کمزور خاندان کے کسی فرد کو ذیابیطس لاحق ہو جاتی ہے تو اس خاندان کی ایک چوتھائی آمدنی محض مرض مذکور کے علاج و معالجے میں صرف ہو جاتی ہے [3]۔ تاہم اگر تحفظی وسماجی طب کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے صرف مجوزہ غذائی شیڈول کی پابندی کی جائے اور جسمانی ریاضت کا مناسب اہتمام کیا جائے تو ان اخراجات میں خاطر خواہ کمی کی جاسکتی ہے۔ کووڈ 19 کی عالمی وبا کی پہلی اور دوسری لہر میں جس طرح انسانی جانوں کا ضیاع ہوا اور داخل اسپتال ہونے والے مریضوں کو مالی مشکلات سے گزرنا پڑا، نے فی کس دس سے بیس لاکھ روپئے کا ہرجانہ ادا کیا۔ اگر ابتدا سے ہی تمام تر تحفظی تدابیر اختیار کی جاتیں تو شاید ہمارے بے شمار اعزہ واقرباء پر سانسیں تنگ نہ ہو جاتیں اور وہ ہنوز ہماری زندگی کا حصہ ہوتے۔

بالا حقائق کی روشنی میں یقینی طور پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ طب کی غایتوں میں اعلیٰ ترین غایت حفظان صحت ہے۔ اطبا قدیم کے مطابق بھی طب کی ابتدائی غرض حفظ صحت ہی ہے جبکہ حصول صحت اس کا ثانوی ہدف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طب کی بیشتر ادبیات میں حفظان صحت کی بحث کو مقدم رکھا گیا ہے اور ان میں صحت کے فروغ اور امراض سے تحفظ پر کافی زور دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اطباء نے طرز زندگی کو معتبر بنانے کے لئے بلحاظ عمر، مزاج وموسم، غذا، عادات واطوار، حرکات وسکنات اور ماحولیات میں تبدیلی کے لیے تدابیر کی ایک طویل فہرست چھوڑی ہے جن پر عمل کر کے نہ صرف صحت کی حفاظت کی جاسکتی ہے بلکہ مختلف قسم کے امراض سے محفوظ رہا جاسکتا ہے نیز اگر کسی سبب سے جسم میں کوئی مرض راہ پا گیا ہے تو ابتدائی مراحل میں ہی اس کا تدارک بھی کیا جاسکتا ہے۔

قدیم طبی کتابوں میں حفظان صحت کے مشمولات میں بدن کے طبعی احوال، اسباب ستہ ضروریہ، ہوا کی تقسیم، اس میں لاحق ہونے والے تغیرات اور اس کی اصلاح کے طریقے، ہوا کے ذریعے صحت کی تدابیر، پانی کی اقسام، اس میں لاحق ہونے والے تغیرات اور اس کی اصلاح کے طریقے، شفاف اور قابل استعمال پانی کی دستیابی کے ذرائع، ماکولات ومشروبات کی اقسام، عمدہ اور صالح غذاؤں کے خواص، احکام غذا، تدابیر غذا، اصلاح غذا، اچھے اور برے مشروبات، موانعات شرب، آداب اکل وشرب، طبائع فصول و مساکن، نوم و یقظہ کے منافع و نقصانات، نفسانی عوارضات اور ان کا تدارک، حفظ صحت بذریعہ تنقیہ ابدان، حفظ صحت بذریعہ فصد واسہال، حفظ صحت بذریعہ دلک وریاضت، حفظ صحت بذریعہ حمام، حفظ صحت بذریعہ اصلاح مزاج، استفراغ و احتباس کے ذرائع اور ان کی تدابیر، قوانین استفراغ، نیند اور بیداری کی تدابیر، موسم کی تدابیر، تدابیر نومولود، تدابیر اطفال، تدابیر کہول و مشائخ، تدابیر حوامل، لاغری اور موٹاپے کی تدابیر، تدابیر اسفار، ناقہین کی تدابیر، تدابیر ازالہ مرض، وباء اور اس سے تحفظ کی تدابیر، حادثات اور آفات سے تحفظ کی تدابیر، معتدل ابدان کی تدابیر، غیر معتدل ابدان کی تدابیر، تدابیر زینت، خوشبو اور لباس کا انتخاب وغیرہ متعدد عنوانات شامل ہیں جو کہیں اجمالاً اور کہیں اپنی پوری تفصیل کے ساتھ زینت قرطاس ہیں۔

ان ادبیات میں حفظان صحت کا بیان یوں تو تقریباً تمام ہی کتب کا حصہ ہے لیکن وہ بایں طور منظّم نہیں ہے کہ اس کے بیشتر مضامین الگ الگ ابواب میں منتشر ہیں جن کا مطالعہ اکثر اوقات

پوری کتاب یا اس کی کل جلدوں کے بالاستیعاب مطالعے کا متقاضی ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ایک عام قاری کو بڑی جانفشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے اور باوجود محنت شاقہ کے وہ مطلوبہ موادتک رسائی حاصل کر پانے میں ناکام رہتا ہے۔زیرنظر مضمون میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ طب کی ان کتابوں کی فہرست فراہم کی جائے جن میں حفظان صحت کے مشمولات مرقوم ہیں ۔ علاوہ ازیں وہ مراجع و مصادر جو یونانی طلبہ کے لیے بآسانی دستیاب ہیں ان میں حفظان صحت سے متعلق مواد کے عناوین اور مقامات کی نشاندہی بھی کردی جائے تاکہ بغرض مطالعہ ان کی تلاش وتحقیق میں آسانی ہو سکے ۔ہندستان کے طبی اداروں اور کتب خانوں میں موجود وہ تالیفات جو ہمارے لیے حوالے کا درجہ رکھتی ہیں اور جن میں متفرق طور پر حفظان صحت کے مباحث مذکور ہیں، حسب ذیل ہیں:

کتاب فی فِرَق الطب:

یہ جالینوس (200-129ء) کی ایک اہم کتاب ہے جس میں اس نے اصحاب تجربہ، اصحاب قیاس اور اصحاب حیل کے دلائل اورنظریات سے بحث کی ہے اوران کی تردید وتصدیق میں اپنے موقف کا اظہار کیا ہے۔کتاب میں امورطبعیہ کی تفصیل کے ساتھ اصحاب تجربہ و قیاس کے مطابق قوانین علاج پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔تحفظی وسماجی طب کے حوالے سے اس میں حفظان صحت کی اقسام، حفظ مطلق، تقدم بالحفظ، تغذیہ، تدابیر مشائخ، تدابیراطفال اورتدابیر ناقہین پرمشمولات مرقوم ہیں۔

اس کتاب کے تیسرے باب میں اسباب مغیرہ بدن پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے، چنانچہ ان اسباب میں ہوا، ماکول و مشروب ، حرکت وسکون بدنی، عوارض نفسانی ، نوم و یقظہ اور استفراغ واحتباس کوجگہ دی گئی ہے ۔معلوم یہ ہوتا ہے کہ بعد کے اطبا نے اسباب مغیرہ بدن کو ہی اسباب ستہ ضروریہ سے موسوم کرکے اس کی ایک ترتیب متعین کردی ہے جو آج تک رائج چلی آرہی ہے۔کتاب فی فِرَق الطب کا اردوترجمہ حکیم سید ظل الرحمان صاحب نے کیا ہے جو 2008 عیسوی میں ابن سینا اکیڈمی سے شائع ہوا ہے۔

فردوس الحکمت:

ربن طبری (وفات: 890ء) کی مشہور تالیف فردوس الحکمت 7انواع، 30 مقالات اور 803ابواب پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں بھی حفظان صحت کے مباحث جا بجا بکھرے ہوئے ہیں ۔ چنانچہ اس کی نوع دوم جو پانچ مقالوں پر محیط ہے اس کے آخری دو مقالوں میں تدابیر کا بیان ہے ۔ مقالہ چہارم (پانچ ابواب) میں نومولود ونوعمروں کی تربیت، عمروں کے لحاظ سے مزاج کی تدابیر نیز اعضاء کی تدابیر مذکور ہیں جبکہ مقالہ پنجم (سات ابواب) میں مختلف موسموں میں اختیار کی جانے والی تدابیر، تدابیر اسفار اور ریاضت کا بیان ہے۔

اس کتاب میں نوع سوم محض ایک مقالے پر مشتمل ہے جو تین ابواب میں منقسم ہے ۔باب اول میں غذا کی ضرورت، باب دوم میں غذاؤں کی مقدار اوران کی تقدیم وتاخیر اور باب سوم میں غذا کی اقسام، ان کی قوتیں اوران سے پیدا ہونے والی اشیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ نوع ہفتم کے پہلے مقالے میں ہوا پانی اورموسم کے مباحث ہیں جبکہ مقالہ دوم میں صحت کی تدابیر، غذاؤں اورموسموں کا بیان ہے۔اس کتاب کا اردوترجمہ سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن نے شائع کیا ہے۔

کتاب المنصوری:

کتاب المنصوری زکریا رازی (925-865ء) کی تصنیفات میں سے ایک انتہائی اہم تصنیف ہے جو دس مقالات پر محیط ہے ۔اس کتاب کے تین مقالات سوم ، چہارم اور ششم میں حفظان صحت کے حوالے سے وقیع معلومات مرقوم ہیں:

مقالہ سوم: اس مقالے میں غذاؤں اور دواؤں کی تاثیرات سے بحث کرتے ہوئے مختلف ذائقوں کی حامل اشیاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔علاوہ ازیں پانی کے منافع، اقسام وخواص، شراب ودیگر مشروبات کے منافع ومضرات کے ساتھ ساتھ مختلف نوع کے

ماکولات کے امزجہ، افعال اور استعمالات تحریر کیے گیے ہیں، ساتھ ہی ساتھ مختلف ملبوسات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر میں الگ الگ سمتوں سے چلنے والی ہواؤں کے خواص، معتدل اور غیر معتدل ہواؤں کے خواص نیز محل وقوع کے اعتبار سے شہروں کے مزاج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مقالہ چہارم: یہ مقالہ 15 فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں حفظان صحت کے مبادیات بالخصوص اسباب ستہ ضروریہ اور غیر ضروریہ پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس مقالے میں حرکت بدنی کے طریقے، نیند کے اوقات اور اس کے منافع ومضرات، ماکولات ومشروبات کے استعمال کی تدابیر واوقات اور ان کے استعمال سے لاحق ہونے والے نقصانات کو دفع کرنے کی تدابیر کو بیان کیا گیا ہے۔ فضلات بدن کے تنقیہ سے بحث کرتے ہوئے ذرائع استفراغ اور استفراغ کے فوائد اور نقصانات پر روشنی ڈالی گئی ہے، متعدی امراض اور وباء سے محفوظ رہنے کی تدابیر کا بیان ہے نیز موسموں کے اعتبار سے جسم کی حفاظت کے طریقے اور حاملہ، مرضعہ، نومولود اور مختلف عمروں کی تدابیر بھی مذکور ہیں۔

مقالہ ششم: یہ بیس فصلوں پر محیط ہے۔ اس میں سفر سے متعلق ہدایات بیان کی گئی ہیں۔ مقالہ مذکور میں گرمی اور سردی کے دنوں میں سفر میں لاحق ہونے والی دشواریاں، ان سے حفاظت کی تدابیر، بھوک اور پیاس کی تسکین کے قدرتی ذرائع اور دوران سفر قیام کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے۔

کتاب المنصوری بھی اپنی دستیابی کے لیے سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کی رہین منت ہے۔ اس کا اردو ترجمہ 1991 عیسوی میں شائع ہوا ہے۔

کتاب المرشد:

کتاب المنصوری کی طرح یہ کتاب بھی رازی کی معروف ترین کتابوں میں شامل ہے۔ حالانکہ یہ کلیات کے موضوعات سے زیادہ بحث کرتی ہے لیکن اس میں حفظان صحت سے متعلق مباحث پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں اسباب ستہ ضروریہ کے ضمن میں ہوا، پانی، ماکولات ومشروبات، حرکت وسکون بدنی، نوم ویقظہ اوراحتباس واستفراغ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ہوا کے ذیل میں معتدل ہوا کے خواص، مختلف النوع کیفیات کی ہواؤں سے لاحق ہونے والے عوارضات اور ان سے حفاظت کی تدابیر بیان کی گئی ہیں، ساتھ ہی ساتھ شمالی اور جنوبی ہواؤں کی تاثیرات اور انسانی بدن پر ان کے اثرات کا ذکر بھی موجود ہے۔ پانی کے بیان میں اس کے حصول کے مختلف ذرائع، پانی کے طبعی خواص اور پانی کو قابل استعمال بنانے کی تدابیر مذکور ہیں۔ غذا کی بحث میں اس کی ضرورت، اس کے موافق بدن نہ ہونے کے اسباب اور اس کے استعمال کے طریقے اور اوقات بیان کئے گئے ہیں۔ حرکت وسکون بدنی کے ذیل میں ریاضت اور حمام پر بحثیں شامل ہیں۔ نوم ویقظہ کے حوالے سے نیند و بیداری کی زیادتی و کمی سے ہونے والے برے اثرات سے آگاہ کیا گیا ہے اور احتباس واستفراغ کے تحت دفع فضلات کی ضرورت اور بدن سے رطوبات خارج ہونے والے مقامات زیر بحث لائے گیے ہیں۔ یہ کتاب 2000 عیسوی میں ترقی اردو بیورو، نئی دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

کتاب الحاوی:

یہ کتاب 23 جلدوں پر مشتمل ہے جس میں طب یونانی کے عملی پہلوؤں کا مکمل طور پر احاطہ کیا گیا ہے۔ رازی کی مشہور زمانہ اس کتاب میں بھی منتشر انداز میں حفظان صحت سے متعلق مواد شامل ہیں، چناچہ اس کی چھٹی جلد میں استفراغ کے توسط سے امتلاء اور اس کی علامتوں سے بحث کی گئی ہے اور استفراغ کے اصول وقوانین بیان کیے گیے ہیں۔ پندرہویں جلد کے آخر میں ہوا اور مساکن زیر بحث آئے ہیں۔ اس ضمن میں ہواؤں کی اقسام، امراض واعراض میں مساکن اور موسموں کا کردار، موسموں کی تاثیرات وخواص، مخصوص موسم میں لاحق ہونے والے امراض اور ان سے حفاظت کی تدابیر کے ساتھ ساتھ ہوا کی کیفیات اور وباء کا بیان موجود ہے۔

کتاب الحاوی کی 23 ویں جلد کے پہلے حصے میں ماکولات و مشروبات کے استعمال کے قوانین بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں

بہتر غذاؤں کے خواص کے ساتھ ساتھ افراد کے مزاج کے اعتبار سے مناسب ترین غذاؤں کی تفصیلات شامل ہیں، نیز غذاؤں کی کمیت، کیفیت اور ترتیب پر بھی خاطر خواہ بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں نیند و بیداری کے منافع ومضرات اور ان کو لانے اور روکنے کے طریقے بھی مذکور ہیں۔ اس کتاب کی تمام جلدوں کے اردو ترجمے کا سہرا بھی سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن کے سر جاتا ہے۔

کتاب الفاخر:

کتاب الفاخر علاج الامراض کے موضوع پر رازی کی ایک جامع تالیف ہے جس میں عین، اذن، انف، فم، اسنان، ریہ، قلب اور معدہ کے امراض کا بیان ہے۔ حفظان صحت کے حوالے سے اس میں دو عنوان شامل ہیں جو حفظ بصارت و حفظ سمع پر مبنی ہیں۔ ان دونوں عناوین کے ذیل میں مصنف نے چشم واذن کے لئے متعدد ایسی تدابیر اور ادویہ ذکر کی ہیں جو ان کی اعضاء کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے افعال کو بہتر بناتی ہیں۔ اس کتاب کا سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن کی جانب سے 2007 عیسوی میں شائع ہوا ہے۔

کامل الصناعہ:

کامل الصناعۃ علی ابن عباس مجوسی (وفات: 994ء) کی ہمہ جہت تخلیق ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جلد میں دس مقالات ہیں۔ جلد اول طب کے نظری پہلو سے بحث کرتی ہے جبکہ جلد دوم میں عملی مباحث ہیں۔ جلد اول کا مقالہ پنجم اور جلد دوم کا مقالہ اول حفظان صحت سے متعلق ہے۔

کامل الصناعۃ کی جلد اول کا پانچواں مقالہ 38 ابواب پر محیط ہے جن میں اسباب ستہ ضروریہ سے بحث کی گئی ہے۔ چنانچہ پہلے باب میں اسباب ستہ ضروریہ کے اجمالی تذکرے کے بعد اگلے دس ابواب (11-2) میں ہوا، اس کے تغیرات اور اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا تذکرہ ہے۔ بارہویں باب میں حرکت وسکون بدنی کے تحت ریاضت اور دلک کی اقسام، ان کے منافع اور طریقوں پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ تیرہویں باب میں حمام کے فوائد اور طریقے مذکور ہیں۔ بعد ازاں چودہ سے اکتیسویں باب تک ماکولات و مشروبات کا بیان ہے۔ باب 32 تا 34 شموم اور ملبوسات کی تفصیلات پر محیط ہے، باب 35 میں نوم و یقظہ سے بحث کی گئی ہے، باب 37-36 میں استفراغ اور احتباس کی مضرتوں کا بیان ہے جبکہ باب 38 میں اعراض نفسانیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی جلد دوم کا پہلا مقالہ حفظان صحت پر مبنی ہے جس میں کل اکتیس ابواب ہیں۔ باب اول میں حفظان صحت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس کی تقسیم بیان کی گئی ہے، دوسرے تا تیرہویں باب میں اسباب ستہ ضروریہ کے طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، باب 14 تا 19 مختلف ابدان مثلاً معتدلہ، غیر معتدلہ اور ضعیفہ وغیرہ کی تدبیر سے بحث ہے، 20ویں سے 25ویں باب میں مختلف طبقات کے افراد مثلاً اطفال، صبیان، کہول و مشائخ و ناقہین، حاملہ و مرضعہ کی تدبیریں مذکور ہیں، باب 26 تا 30 وبائی امراض سے بچنے کے طریقے اور ان کے اسباب کے ازالہ کی تدابیر بتائی گئی ہیں جبکہ 31ویں باب میں مسافروں کی تدابیر مذکور ہیں۔ کامل الصناعۃ کا اردو ترجمہ حکیم غلام حسنین کنتوری نے کیا جو مطبع نول کشور سے 1889ء میں طبع ہوا ہے۔

کتاب المائۃ:

یہ کتاب ابوسہل مسیحی (1010ء) کی مشہور زمانہ طبی تصنیف ہے۔ یہ مسیحی کی سب سے ضخیم کتاب ہے جس میں مختلف طبی موضوعات پر کل 100 ابواب ہیں اور ہر باب اپنے آپ میں ایک کتاب ہے۔ اس لیے مصنف نے ہر باب کو کتاب کا عنوان دیا ہے اور مکمل کتاب کو کتاب المائۃ فی الطب کہا ہے۔ اس کتاب میں باب 9 سے 29 تک اکیس ابواب میں اسباب ستہ ضروریہ سے تفصیلی بحث کی گئی ہے جس میں باب 9 میں بدن کے طبعی افعال، باب 10 میں ہوا، باب 11 میں مساکن، باب 12 میں پانی، باب 13 میں غذا، باب 14 میں اغذیہ مفردہ، باب 15 میں مشروبات، باب 16 میں ماکولات ومشروبات کی اصلاح،

باب 17 میں اغذیہ کی اقسام، باب 18 میں تدبیر غذا، باب 19 میں مشمومات و ملبوسات، باب 20 میں نوم و یقظہ، باب 21 میں دلک، باب 22 میں حرکت و سکون، باب 23 میں حمام، باب 24 میں استفراغات، باب 25 میں اسہال، باب 26 میں قے، باب 27 میں اخراج دم، باب 28 میں جزئی استفراغات اور باب 29 میں عوارض نفسانیہ کا بیان ہے۔ کتاب کے دیگر ابواب میں باب 56 میں حفظان صحت کا راست بیان ہے، باب 57 میں بلحاظ اعمار تدابیر صحت مذکور ہیں جبکہ باب 58 میں انحرافات صحیحہ کی تدابیر رقم کی گئی ہیں۔

کتاب المآئۃ کے ابتدائی بیس مقالات کا اردو ترجمہ ہندستان میں دستیاب ہے جسے سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن نے شائع کیا ہے۔

القانون فی الطب:

ابن سینا (980-1037) کی مشہور زمانہ کتاب القانون پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد میں حفظان صحت کا بیان ہے جس میں حفظ صحت کے تحت اسباب صحت و مرض کے ذکر سے ابتدا کرتے ہوئے اسباب ستہ ضروریہ کی مکمل تفصیل پیش کی گئی ہے۔ اسباب غیر ضروریہ میں دلک، ریاضت اور حمام وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تدابیر میں تدابیر نومولود، اطفال، مشائخ، ناقہین، موسم، مسافر، حوامل اور دیگر کا بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بیماریوں کے لیے مستعد ابدان کے مدارج، اسباب و علامات اور اس کے سدباب کی تدابیر اور طریقوں پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

القانون کے اردو اور انگریزی تراجم ہند و پاک میں بآسانی دستیاب ہیں۔ یہ شاہکار اپنے عربی متن میں بھی مختلف آن لائن و آف لائن لائبریریوں میں موجود ہے۔ نیز قانون کی تلخیصات اور ان کی شرحیں مثلاً کلیات قانون، کلیات نفیسی، قانونچہ، مفرح القلوب، اکسیر القلوب، موجز القانون وغیرہ طبی اداروں میں بہم ہیں۔

ذخیرہ خوارزم شاہی:

ذخیرہ خوارزم شاہی اسماعیل جرجانی (وفات: 1135ء) کی انتہائی معتبر کتاب ہے۔ حکیم ہادی حسین نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے جس کی جلد سوم حفظان صحت سے متعلق ہے۔ اس کے دو حصے ہیں اور ہر حصہ 7 گفتار پر محیط ہے۔ حصہ اول میں اسباب ستہ ضروریہ سے تفصیلی طور پر بحث کی گئی ہے۔ اس کی پہلی گفتار میں ہوا، تغیرات ہوا، فصول اور مساکن، دوسری گفتار میں پانی، تیسری گفتار میں طعام و شراب کی تدابیر و اصلاح، چوتھی گفتار میں شراب کی منفعت و مضرت، پانچویں گفتار میں خواب و بیداری کی تدبیر و منفعت و مضرت، چھٹی گفتار میں حرکت و سکون بدنی کی تدابیر و انواع ریاضت اور ساتویں گفتار میں تدبیر لباس و عطر و روغنیات کی شناخت اور ان کی منفعت و مضرت کا بیان ہے۔

حصہ دوم میں استفراغ اور تدابیر سے متعلق مواد شامل ہیں۔ گفتار اول میں استفراغ کی اقسام، شرائط اور موانع کے ذکر کے ساتھ ذرائع استفراغ پر روشنی ڈالی گئی ہے، گفتار دوم میں سوء مزاج کی بحث ہے، گفتار سوم میں اعراض نفسانی کی تدبیر پر گفتگو کی گئی ہے، گفتار چہارم میں علامات منذرہ کا بیان ہے، گفتار پنجم میں تدابیر اطفال، گفتار ششم میں تدابیر مشائخ اور گفتار ہفتم میں تدابیر مسافرین کا تذکرہ ہے۔

ذخیرہ خوارزم شاہی کا اردو ترجمہ حکیم ہادی حسین خان نے کیا جبکہ اس کی اشاعت کی ذمہ داری مطبع منشی نول کشور لکھنؤ نے اٹھائی ہے۔

کتاب التیسیر:

ابن زہر (وفات: 1162ء) کی مشہور کتاب ''التیسیر فی المداواۃ والتدبیر'' جو فی الواقع معالجات کے موضوع پر ایک شاہکار تصنیف ہے اور سفر اول اور سفر ثانی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حفظان صحت کے اعتبار سے اس کتاب کے سفر اول کی ابتدا میں حفظ صحت سے متعلق اصولوں کا بیان ہے جبکہ سفر ثانی کے آخر میں امراض وبائی کا بیان اہمیت کا حامل ہے۔ کتاب التیسیر کے اردو ترجمے کی اشاعت بھی سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن کی جانب سے عمل میں آئی ہے۔

کتاب الاغذیہ:

ابن زہر کی کتاب الاغذیہ علاج بالغذا کے موضوع پر ایک اہم کتاب ہے۔اس میں مصنف نے ان غذاؤں کا ذکر کیا ہے جو بآسانی دستیاب ہوا کرتی ہیں۔کتاب کی ابتداموسمی غذاؤں سے کی گئی ہے، اس کے بعد غذاؤں کی متعدد اشکال زیر بحث لائی گئی ہیں۔اس ضمن میں مصنف نے مشروبات وروغنیات کا بھی ذکر کیا ہے۔ چرند و پرند کے اعضاء کے مزاج وخواص سمیت موسم کے مطابق غذاؤں کا استعمال اس کتاب کا اہم حصہ ہے۔علاوہ ازیں اس میں اعضاء جسمانی مثلاً جلد، شعر، اسنان، اظفار وغیرہ کی حفاظت کے طریقے، جنین کا تحفظ اور تدابیر اطفال بھی مذکور ہیں۔ یہ کتاب بھی سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن سے شائع ہوئی ہے۔

کتاب الکلیات:

کتاب الکلیات ابن رشد (1198-1126) کی اہم ترین تالیف ہے جو اپنی جامعیت کے سبب اہم مقام رکھتی ہے۔اس کتاب کا دوسرا باب صحت سے متعلق ہے۔اس میں مصنف نے صحت کے افعال میں نیند سے بحث کی ہے، بعدازاں بدن انسانی کی حفاظت کرنے والی اشیاء میں ہوا، پانی اور غذا کا تذکرہ کرتے ہوئے ہوا کے طبعی تغیرات اور فصول اربعہ کے مزاج پر روشنی ڈالی ہے۔کتاب کے چوتھے باب میں علاماتِ صحت کا ذکر ہوا ہے۔ علاوہ ازیں تغیرات ہوا، فصول اربعہ کی تاثیرات اور ہوائے وبائی کا ذکر ہے۔ابن رشد نے کتاب کے چھٹے باب کو راست حفظان صحت کا موضوع بنایا ہے اور اس کے ذیل میں معتدل الکیموس غذاؤں کے استعمال، فضلات کے استفراغ، ہواؤں کی اصلاح اور سوءمزاج پیدا کرنے والے عوراض نفسانیہ سے گریز کی ہدایت کی ہے۔اس باب میں ذرائع استفراغ کے تحت دلک، ریاضت اور حمام کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے نیز بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی تدابیر کے طریقوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ غیر معتدل مزاجوں کی تدبیر سے بھی بحث کی گئی ہے۔یہ کتاب بھی اردو شکل میں 1987 سے دستیاب ہے اور سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن سے اشاعت پذیر ہے۔

کتاب المختارات فی الطب:

کتاب المختارات ابن ہبل بغدادی (1213-1121ء) کی معروف تالیف ہے جس کے چار حصے ہیں۔پہلا حصہ کلیات اور حفظان صحت، دوسرا حصہ علم الادویہ اور تیسرا و چوتھا حصہ معالجات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کے پہلے حصے میں اسباب ستہ ضروریہ کے موضوع پر جامع بحث کی گئی ہے۔علمی بیان کے بعد جزءعملی میں اسباب ستہ ضروریہ کے اطلاقی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جس کے تحت ماکولات ومشروبات برائے حفظان صحت اور حرکت وسکون برائے حفظان صحت کو خصوصی طور پر جگہ دی گئی ہے۔علاوہ ازیں اس حصے میں دوران سفر بطور حفظ صحت استعمال میں آنے والی دواؤں، آنکھ، کان اور دانتوں کی حفاظت کے لیے کارگر دواؤں، اصلاح مزاج، تدابیر نومولود، قوت مدبرہ بدن، استفراغ اور ذرائع استفراغ پر بھی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ کتاب کے چوتھے حصے میں حمی وبائیہ کا تذکرہ ہے۔ کتاب المختارات فی الطب کے چاروں حصوں کا اردو ترجمہ سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن نے بصد اہتمام شائع کیا ہے۔

عین الحیات:

محمد بن یوسف ہروی (1542ء) کی کتاب عین الحیاۃ بڑھاپے کے موضوع پر اولین کتاب ہے۔یہ کتاب تین مقاصد پر مشتمل ہے؛ مقصد اول میں حرارت غریزیہ کی تحقیق، مقصد دوم میں حرارت غریزیہ کی تقویت اور عمر بڑھانے والی اشیاء اور مقصد سوم میں حرارت غریزیہ کو کمزور کرنے والی اشیاء کا بیان ہے۔پوری کتاب میں ان دواؤں اور تدابیر کا یکجا طور پر بلحاظ حروف تہجی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جو حرارت غریزیہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دواؤں میں 87 مفرد اور 10 مرکب دوائیں شامل ہیں۔

اعمال وتدابیر میں اسباب ستہ ضروریہ، دلک، ریاضت، حصر تنفس، رش الماء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بلند مقامات کی رہائش، سیر وتفریح، شکار، جماع، موسیقی یہاں تک کہ صحبت احباب اور لقاء محبوب کو بھی اس میں جگہ دی گئی ہے۔عمر کم کرنے والے اسباب میں مصنف نے نفسانی حرکت، رنج وغم، غضب مفرط، خوف، تنگ وتاریک مکان، بدبو، سکون کی زیادتی، تھکاوٹ والی ورزش جیسے اعمال اور سوداء اور بلغم پیدا کرنے والی چیزوں کا ذکر کیا ہے۔اس کتاب کا اردو ترجمہ حکیم سید ظل الرحمان صاحب نے کیا ہے جو 2008 عیسوی میں ابن سینا اکیڈمی سے شائع ہوا ہے۔

درج بالا سطور میں مذکور کتابیں دراصل وہ کتابیں ہیں جو بایں وجہ ہمارا مرجع ٹھہرتی ہیں کہ یہ ہمارے لیے سہل الحصول ہیں اور ان تک ہماری رسائی آسان ہے۔ظاہر ہے کہ ان کی تعداد انتہائی قلیل ہے ۔ یہ تعداد طب وحفظان صحت کے اس سرمائے کا عشر عشیر بھی نہیں ہے جو ہمارے قدماء سے منسوب ہے ۔چنانچہ اطباء سے منسوب اس سرمائے میں وہ تالیفات بھی شامل ہیں جو خالصتاً حفظان صحت پر مبنی ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم یہاں قدماء کی ایسی کتابوں، رسالوں، مقالوں یا مخطوطات کی ایک مختصر فہرست پیش کریں جو حفظان صحت کا احاطہ کرتی ہیں:

نمبر شمار	کتاب/رسالہ/مخطوطہ/مقالہ	مصنف	سن اشاعت/مطبع/مقام
1	Georg Eber's Papyris[4]		Lepzig 1550-53 BC University
2	کتاب ابیذ یمیا[5]	بقراط	نامعلوم
3	کتاب الی السطیقن الملک فی حفظ الصحت[6]	بقراط	نامعلوم
4	کتاب الاہویۃ والمیاہ والبلدان[6]	بقراط	نامعلوم
5	کتاب فی طول العمر وقصرہ[7]	ارسطو	نامعلوم
6	کتاب الصحۃ والسقم[7]	ارسطو	نامعلوم
7	کتاب الحیلۃ لحفظ الصحۃ[7]	جالینوس	نامعلوم
8	کتاب الی اسبولوس[7]	جالینوس	نامعلوم
9	تفسیر کتاب تدبیر الاصحاء لبقراط[7]	جالینوس	نامعلوم
10	تفسیر کتاب فولوبس فی تدبیر الاصحاء[7]	جالینوس	نامعلوم
11	مقالہ فی قضایا حفظ الصحۃ[7]	روفس	نامعلوم
12	قصیدہ حفظان صحت[7]	تیاذوق	نامعلوم
13	کتاب تدبیر الاصحاء[7]	یوحنا بن ماسویہ	نامعلوم
14	کتاب الاغذیۃ[5]	یوحنا بن ماسویہ	نامعلوم
15	کتاب فی حفظ الاسنان واللثۃ[7]	حنین بن اسحاق	نامعلوم
16	مقالہ متعلق بحفظ الصحۃ وغیرھا[7]	حنین بن اسحاق	نامعلوم
17	کتاب الاغذیۃ [5]	حنین بن اسحاق	نامعلوم
18	کتاب تدبیر الناقہین[5]	حنین بن اسحاق	نامعلوم

19	کتاب الحمام[5]	حنین بن اسحاق	نامعلوم
20	مقالہ فی الاشیاء التی تفید الصحۃ والحفظ وتمنع من النسیان [7]	اسحاق بن حنین	نامعلوم
21	کتاب فی الوباء واسبابہ [6,7]	قسطا بن لوقا	خدابخش لائبریری، پٹنہ
22	کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ الأمراض[6]	قسطا بن لوقا	خدابخش لائبریری، پٹنہ
23	کتاب فی تدبیر البدن فی سفر الحج[6]	قسطا بن لوقا	رضا لائبریری، رام پور اسٹیٹ لائبریری، حیدرآباد
24	کتاب الحمام[5]	قسطا بن لوقا	نامعلوم
25	رسالہ فی تدبیر الاصحاء[7]	یعقوب بن اسحاق الکندی	نامعلوم
26	کتاب حفظ الصحۃ[7]	ربن طبری	نامعلوم
27	کتاب الجدری والحصبۃ[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
28	منافع الاغذیہ ومضارہا[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
29	مقالہ فی الاغذیۃ المختصرۃ[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
30	کتاب فی الحمام[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
31	کتاب فی الخریف والربیع[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
32	اطعمۃ المرضیٰ[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
33	کتاب فی تقدیم الفواکہ وتاخیرہا علی الطعام[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
34	کتاب فی ترتیب اکل الفواکہ[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
35	کتاب فی الریاضۃ[9]	محمد بن زکریا رازی	نامعلوم
36	الارجوزہ فی الفصول الاربعہ (منظوم)[6]	ابن سینا	نامعلوم
37	رسالہ فی حفظ الصحۃ[6]	ابن سینا	کتب خانہ آصفیہ، حیدرآباد
38	وصیۃ حفظ الصحۃ (منظوم)[6]	ابن سینا	برلن
39	مادۃ البقاء باصلاح فساد الہواء والتحد من ضرر الوباء [5]	التمیمی	نامعلوم
40	مقالہ فی حفظ الصحۃ [7]	ابن رضوان	گیارہویں صدی
41	تقویم الصحۃ [5,7]	ابن بطلان	گیارہویں صدی
42	فصول موسیٰ[7]	موسیٰ بن میمون	بارہویں صدی
43	مقالہ فی تدبیر الصحۃ[7]	موسیٰ بن میمون	بارہویں صدی
44	قصیدہ حفظ صحت[4,8]	یوسف بن محمد یوسف ہروی	1531ء، لائبریری، ٹونک
45	رسالہ ستہ ضروریہ[4,8]	یوسف بن محمد یوسف ہروی	1537ء، لائبریری، ٹونک
46	رسالہ ماکول ومشروب[4,8]	یوسف بن محمد یوسف ہروی	1556ء، لائبریری، ٹونک

47	کتاب البلغة فی حفظ الصحۃ [7]	ابن الجدار	نامعلوم
48	تدبیر الصحۃ [7]	ابوجعفر احمد بن حسان	نامعلوم
49	مقالہ فی حفظ الصحۃ [7]	رشید الدین ابوحلیقہ	نامعلوم
50	المقالۃ الناصریۃ فی حفظ الامور الصحیۃ [7]	موفق الدین بن مطران	نامعلوم
51	المقالۃ النجمیۃ فی تدابیر الصحیۃ [7]	موفق الدین بن مطران	نامعلو م
52	مقالہ فی حفظ الصحۃ [7]	ابوالفرج بن قف	نامعلوم
53	حفظ الابدان (منظوم)[6]	الخضر بن عمر العلوفی	ترکی
54	اصول صحت[6]	حکیم سید محمد عتیق القادرو حکیم سید محمد فضل الرحمان	1933، مطبع علیمی، دہلی

حفظان صحت کے مضامین پر مشتمل کتب و رسائل کی یہ فہرست انتہائی زریں ہے لیکن فی الواقع یہ ہمارے لیے اس وقت بیش قیمت ٹھہرتی ہے جب ہم ان تک پہونچ پانے کے مجاز ہوں اور یہ ہمارے مطالعہ کے لیے دستیاب بھی ہوں۔ اس فہرست کے بعض مشمولات یقیناً اس قبیل کے ہیں جو مرور ایام، تہذیبی و لسانی زوال اور طب یونانی کی ہجرتوں کے سبب ناپید ہو چکے ہیں تاہم اس میں چند ایسی کتابیں بھی شامل ہیں جن کو تلاش بسیار کے بعد عدم سے وجود کی میزان پر لایا جاسکتا ہے۔ انٹرنیٹ کی دنیا میں اسے مشکل ضرور قرار دیا جاسکتا ہے لیکن محال نہیں۔ یہ کام کسی شخص کی انفرادی جانفشانی کا رہین منت بھی ہوسکتا ہے یا کسی بڑے ادارے کی افراد ساز کاوشوں کا ثمرہ بھی۔ یوں بھی قارئین طب کا ایک بڑا طبقہ ادبیات عالیہ کی حصولیابی کے لیے سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی کا احسان مند ہے جس نے نہ صرف ان کی دستیابی کو ممکن بنایا ہے بلکہ ان کو اردو قالب میں ڈھال کر ان سے استفادے کی راہ کو آسان تر کر دیا ہے۔

ایسا نہیں ہے کے حفظان صحت کے موضوع پر متاخرین سے تخلیقات منسوب نہیں ہیں۔ تاہم یہ تخلیقات یا تو نہایت ملخّص ہیں یا ان کے بیشتر مواد جدید معلومات پر مبنی ہیں۔ نو تالیف شدہ کتابیں نصاب کا احاطہ ضرور کرتی ہیں لیکن وہ حفظان صحت سے متعلق خالص یونانی نظریات کی تشہیر میں ناکام نظر آتی ہیں۔ ایسی صورت میں ایک ایسے پروجیکٹ کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے جس کے تحت اس مضمون سے متعلق مخطوطات کی تلاش وتحقیق کی جائے اور ان کی متن کشائی کر کے ان کو ترجمہ کے مراحل سے گزار کر منظر عام پر لایا جائے نیز اس کے وہ مشمولات جو متعدد کتابوں میں ادھر ادھر منتشر طور پر پائے جاتے ہیں ان کو جمع کر کے ان کی از سرنو ترتیب وتنظیم کی جائے تا کہ ان کو ایک جامع اور منضبط دستاویزی شکل میں پیش کیا جاسکے۔

حوالہ جات

1- Tharkar S, Devrajan A et al. The socioeconomics of diabetes from a developing country: A population based cost of illness study. Diabetes research and Clinical Practice 2010; 89(3): 334-340.

2- Chandra P, Gogate B et al. Economic burden of diabetes in urban Indians. Open Opthalmol J 2014; 8:91-94.

3- Diabetes Fact Sheet. The Cost of Diabetes. World Health Organization. Available from http://www.who.int/mediacentre/factsheets/fs236/en/ [accessed on 7 April 2019]

4- اشہر قدیر، تاریخ طب و اخلاقیات، نئی دہلی: شعبہ کلیات، فیکلٹی آف یونانی میڈیسین، جامعہ ہمدرد؛ 2005۔

5- قفطی، جمال الدین۔تاریخ الحکماء(اردو ترجمہ: ڈاکٹر غلام جیلانی برق)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2010۔
6- سید ظل الرحمان، حکیم۔آئینہ تاریخ طب۔علی گڑھ:مسلم یونیورسٹی پریس؛2001۔
7- ابن ابی اصیبعہ۔عیون الانباء فی طبقات الاطباء(اردو ترجمہ)۔جلد اول ودوم۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛1992۔
8- ہروی، محمد بن یوسف۔عین الحیاۃ (اردو ترجمہ از حکیم سید ظل الرحمان)۔علی گڑھ:ابن سینا اکیڈمی؛2008۔
9- وسیم احمد اعظمی، حکیم۔ابوبکر محمد بن زکریا رازی:طبی تصانیف کے تناظر میں۔جہان طب؛ جلد 6، شمارہ 2۔نئی دہلی: سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2004۔ص117-63۔

مصادر ومراجع

1- جالینوس۔کتاب فی فرق الطب(اردو ترجمہ:حکیم سید ظل الرحمان)۔علی گڑھ: ابن سینا اکیڈمی؛2008۔
2- ربن طبری۔فردوس الحکمت(اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2010۔
3- رازی، محمد بن زکریا، کتاب المرشد(اردو ترجمہ)،نئی دہلی: ترقی اردو بیورو؛2000۔
4- رازی، محمد بن زکریا، کتاب المنصوری(اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛1991۔
5- رازی، محمد بن زکریا، کتاب الحاوی(اردو ترجمہ)۔جلد 6، 15، 23۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2008۔
6- مجوسی، علی ابن عباس۔کامل الصناعۃ (اردو ترجمہ)۔نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛2010۔
7- مسیحی، ابوسہل۔کتاب المآۃ (اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2008۔
8- ابن سینا۔القانون فی الطب (اردو ترجمہ)۔نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛2010۔
9- ابن زہر۔کتاب التیسیر (اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛1986۔
10- ابن زہر۔کتاب الاغذیۃ(اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2009۔
11- ابن رشد۔کتاب الکلیات(اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛1987۔
12- بغدادی، ابن ہبل۔کتاب المختارات فی الطب(اردو ترجمہ)۔نئی دہلی:سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن؛2005۔
13- جرجانی، اسماعیل۔ذخیرہ خوارزم شاہی(اردو ترجمہ)۔نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛2010۔
14- ہروی، محمد بن یوسف۔عین الحیاۃ (اردو ترجمہ:حکیم سید ظل الرحمان)۔علی گڑھ:ابن سینا اکیڈمی؛2008۔
15- اشہر قدیر۔طبی صحائف۔نئی دہلی:ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس؛2004۔

●●●

کتاب التصریف میں صیدلہ کے مباحث

اٹھائیسویں مقالہ کے خصوصی حوالہ سے

☆محمد اختر علی

☆☆شمیم ارشاد اعظمی

ابو القاسم خلف بن عباس زہراوی (936-1013ء) اندلس (موجودہ اسپین) کے قرطبہ شہر میں پیدا ہوئے۔ زہراوی کے آباء واجداد مدینہ منورہ کے انصار قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مسلم افواج کے ساتھ اسپین تشریف لائے اور یہیں آباد ہو گئے۔ ابو القاسم زہراوی اپنے زمانہ کے مشہور معالج تھے۔ انہیں خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر (912-961ء) کے درباری طبیب ہونے کا شرف حاصل ہے، جن کا زمانہ سائنسی علوم کی تحقیقات کے لیے زرّیں عہد (Golden Age) مانا جاتا ہے۔ زہراوی کو یورپ میں Abulcasis اور Zahravius کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ زہراوی کی عظمت، شہرت وآفاقیت کی شاہدان کی تصنیف ''کتاب التصریف لمن عجز عن التالیف'' ہے جسے انہوں نے اپنے پچاس سالہ تجربات کی روشنی میں 1000ء میں تصنیف فرمایا۔ یہ کتاب تیس مقالات پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر مقالات میں مفردات ومرکبات اور دواسازی کا مفصل ذکر ملتا ہے۔

تیسواں مقالہ جراحت سے تعلق رکھتا ہے۔ کتاب التصریف کے مکمل ترجمہ کا علم نہیں، البتہ تیسویں مقالہ کا ترجمہ لاطینی، فرانسیسی، انگریزی، اسپینی، عبرانی، فارسی اور اردو زبانوں میں ہو چکا ہے۔ چونکہ کتاب کے صرف تیسویں مقالہ کی اشاعت ہوئی ہے، اس لیے یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ کتاب التصریف کا تعلق صرف جراحت سے ہے، جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ کتاب التصریف کے مقالات اور اس کے مشمولات پر نظر ڈالنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کے معتد بہ حصہ کا تعلق ادویہ اور صیدلہ سے ہے۔ پہلے مقالہ میں اسطقسات، مزاج، اغذیہ، ترکیب ادویہ، ادویہ مسہلہ اور تشریح کا ذکر ہے۔ دوسرے مقالہ میں امراض کی تقسیم، اس کی علامات اور علاج سے بحث کی گئی ہے۔ جبکہ تیسرے مقالہ سے انتیسویں مقالہ تک صرف ادویہ اور صیدلہ کو ہی بیان کیا گیا ہے۔ جیسے تیسرے مقالہ میں معاجین کی تقسیم اور اس کے تحفظات کا بیان، چوتھے مقالہ میں تریاق کبیر اور

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علم الصیدلہ، اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج، پریاگ راج

☆☆ صدر، شعبۂ علم الادویہ، اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج، پریاگ راج

دیگر تمام تریاقات اور زہروں میں نافع ادویہ کا ذکر ہے۔ پانچویں مقالہ میں ایارجات اور اس کے تحفظات اور چھٹے مقالہ میں ادویہ مسہلہ اور تمام امراض میں مفید حبوب کا بیان ہے۔ ساتواں مقالہ مقی ادویہ، حقنوں، فرزجات اور شیافات پر شامل ہے۔ آٹھویں مقالہ میں ادویہ مسہلہ، لذیذ اور مامون (Safe) غذاؤں اور عطریات وخوشبوجات کا ذکر ہے۔ نویں مقالہ میں ادویہ قلبیہ، مثلثات اور ادویۃ المسک جیسی دواؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ دسویں مقالہ میں اطریفلات اور مسہل بنادق کا ذکر ہے۔ گیارہویں مقالہ میں جوارشات اور کمولیات جیسی ادویہ شامل ہیں۔ بارہویں مقالہ میں مقوی باہ، مسمن بدن، مہزل اور مدر جیسی ادویہ کو لکھا گیا ہے۔ تیرہویں مقالہ میں اشربہ، سکنجبین اور ربوبات شامل ہیں۔ چودہویں مقالہ میں لخلخے، مسہل اور غیر مسہل جوشاندے، خیساندے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ پندرہویں مقالہ میں مربہ جات، اس کے فائدے اور طریقہ تیاری کو بیان کیا گیا ہے۔ سولہویں مقالہ میں مسہل اور غیر مسہل سفوفات شامل ہیں۔ سترہویں مقالہ میں مسہل، غیر مسہل، ممسک، غیر ممسک اقراص کے علاوہ زہراوی نے اپنی تراکیب بھی شامل کی ہیں۔ اٹھارہویں مقالہ میں سعوطات، بخورات، قطورات، ذرورات اور غراغر اورانیسویں مقالہ میں عطریات، امور زینت، غوالی بنانے کی تراکیب کا ذکر ہے۔ بیسواں مقالہ سرمہ جات، شیافات اور لطوخات اور اکیسویں مقالہ میں سنونات، ادویہ فم وحلق سے بحث کرتا ہے۔ بائیسویں مقالہ میں ادویہ صدر وسعال، قرحہ ریہ، خشونت حلق اور ادویہ منفثہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ تیئسویں مقالہ میں سر سے پیر تک بدن کے تمام امراض کے لئے ضمادات کا بیان ہے۔ چوبیسویں مقالہ میں مراہم نخلی، مرہم جالینوس اور دوسرے اطبا سے منسوب تمام قسم کے مراہم کا ذکر ہے۔ پچیسویں مقالہ میں روغنیات، اس کے منافع اور طریقہ تیاری کو بیان کیا گیا ہے۔ چھبیسویں مقالہ میں صحت منداور بیمار لوگوں کی غذاؤں کو امراض کے اعتبار سے تقسیم کیا گیا ہے۔ ستائیسویں مقالہ کا تعلق ادویہ و اغذیہ کی طبعی خصوصیات، اس کی اصلاح اور قوت وخواص سے ہے۔ اٹھائیسویں مقالہ میں اصلاح ادویہ، معدنی ادویہ کا احراق و تکلیس، نباتی وحیوانی ادویہ کی تدبیر و اصلاح کا بیان ہے۔ انتیسویں مقالہ میں ادویہ کے مترادفات، ناموں کی تشریح، ابدال ادویہ، اعمار ادویہ اور اوزان واکیال کا ذکر ہے۔ تیسویں مقالہ میں جراحت، فصد، عمل کی اور خلع وغیرہ کا بیان ہے۔

تیسویں مقالہ کے کچھ ابواب ہندوستان کی مشہور طبی درسگاہ 'تکمیل الطب' میں بطور نصاب شامل تھے۔ ہندوستان میں پہلی بار اس مقالہ کا عربی متن کتابی شکل میں مطبع نامی لکھنؤ سے 1908ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ اجمل خاں طبیہ کالج کے مشہور اسکالر حکیم نثار احمد علوی کاکوروی نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ ہندوستانی پریس کانپور سے 1947 میں ''جراحیات زہراوی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ سی سی آر یو ایم نے 2012ء میں اس ترجمہ کی باز اشاعت کی ہے۔ ڈاکٹر صادق حسین ایم بی بی ایس نے بھی کتاب التصریف کے تیسویں مقالہ کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ اگست 1973ء میں نامی پریس لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ مذکورہ تراجم کے بعد اس کتاب کے کسی مقالہ کے ترجمہ وتدوین کا کام نہیں ہوسکا۔ ادھر طب یونانی کی نوجوان نسل جن کا تعلق اورینٹل اسٹریم سے ہے، انھوں نے بعض قدیم کتب ورسائل کے تدوین وتراجم کا کام انجام دیا ہے۔ ڈاکٹر انیس الرحمٰن نے بغیر تدوین کے تیسرے چوتھے اور تیرہویں مقالہ کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ ابجد پبلشر اینڈ ڈسٹری بیوٹر، نئی دہلی سے 2020ء میں شائع ہوا ہے۔ کتاب التصریف کے اٹھائیسویں اور انتیسویں مقالہ کی تدوین وترجمہ کا کام راقمین (ڈاکٹر محمد اختر علی اور حکیم شمیم ارشاد اعظمی) نے انجام دیے ہیں۔ یہ ترجمہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زہراوی مفردات، مرکبات اور دواسازی کے فن میں اساطین اطباء میں شامل ہیں۔ کتاب التصریف کو Medico-Pharmaceutical Encyclopedia کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب شیخ الرئیس ابن

سینا کی القانون فی الطب سے قبل کئی صدی تک یورپ کی یونیورسٹیز میں داخل نصاب رہ چکی ہے۔ زہراوی کی بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں اعمال دواسازی کے تراکیب و طریقوں کی تشریح و توضیح سائنٹفک انداز میں کی ہے۔ ترکیب تیاری میں ہر پہلو پر بحث کی ہے اور تشنہ پہلوؤں کو سیراب کیا ہے۔

اٹھائیسواں مقالہ خصوصی طور سے دواسازی سے تعلق رکھتا ہے اس کا عنوان ہی ''اصلاح الادویۃ'' ہے۔ زہراوی نے اس میں تین باب قائم کیے ہیں۔ پہلے باب میں احجار معدنیہ جیسے مرقشیشا، زاج، قلقطار، شبوب (پھٹکری کی تمام اقسام)، نمکیات، رصاص، حدید، نحاس، اثمد، توتیا جیسی ادویہ کے غسل، احراق وتکلیس کے طریقے مذکور ہیں۔ اس کے ساتھ پارہ، زرنیخ، شنگرف جیسی ادویہ کے طریقہ تصعید وتکلیس کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ زہراوی نے بعض صیدلی عمل کے مختلف طریقے لکھے ہیں جیسے غسل مردارسنگ کے پانچ طریقے تحریر فرمائے ہیں پھر اس کے احراق کے طریقہ کا ذکر علاحدہ سے کیا ہے۔ ہر دوا کے عمدہ اور ردی ہونے کی علامات سے بھی بحث کی ہے۔

اسفیداج کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اسفیداج کی ترکیب میں سفید اور خوب پکے ہوئے انگور کی شمولیت سیاہ اور خام انگور سے بہتر ہے کیونکہ سیاہ اور خام انگور اسفیداج کو بگاڑ دیتا ہے۔ دواؤں کی ترکیب کے دوران حفاظتی تدابیر کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے، اسفیداج کے بیان میں ہی فرماتے ہیں کہ جس برتن میں اسفیداج بناتے ہیں، ڈھکن کھولتے ہوئے اس سے نکلنے والے بخارات سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ دماغ کے لیے مضر ہے۔ زہراوی نے دیگ بر دیگ عمل کا بھی ذکر کیا ہے اس کا دوسرا نام ذوالقطنہ بتایا ہے۔

تکلیس کا عمل بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جیسے تکلیس زرنیخ، تکلیس زیبق وغیرہ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عمل تکلیس عرب اطباء کے درمیان خوب رائج تھا، اس سے وہ تاریخی غلط فہمی بھی دور ہو جاتی ہے کہ یونانی میں کشتہ جات کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ زہراوی کی کتاب التصریف اس غلط فہمی کی پرزور تردید کرتی ہے۔ ذیل میں تکلیس زیبق کی طریقہ تیاری کو بیان کیا جارہا ہے۔

تکلیس زیبق (پارہ) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خالص زیبق لیا جائے اور ہم وزن عمدہ پھٹکری کے ساتھ سحق کر لیا جائے، پھر سرکہ چھڑک کر اس قدر کھرل کریں کہ زیبق نرم ہو جائے اور پھٹکری کے آثار ختم ہو جائیں، پھر پھٹکری کو سرکہ کے ذریعے دور کر لیا جائے۔ مٹی کے دو کوزوں میں رکھ کر گل حکمت کر کے اتنی مقدار کی آنچ دی جائے جتنے میں گوشت پک جایا کرتا ہے۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد کھولنے پر اوپر کے کوزے میں زیبق اکٹھا پائیں گے، اس میں سرکہ ملا کر کھرل کریں اور دوبارہ آنچ دیں، اس طرح یہ عمل سات مرتبہ کریں یہاں تک کہ وہ کشتہ ہو جائے۔ اگر سات مرتبہ سے کم میں کشتہ بن جائے تو اسے محفوظ کر لیں۔

عام طور سے صیدلہ کی نصابی کتابوں میں خبث الحدید کے مدبر کرنے کی ترکیب میں گائے کے فضلات کا استعمال کیا گیا ہے۔ آیورویدک طب میں اس طرح کی چیزیں مستعمل ہیں، جبکہ یونانی کے کلاسیکل لٹریچر میں خبث الحدید کے مدبر کرنے کے جو طریقے بیان کیے گیے ہیں اس میں گائے کا گوبر یا پیشاب شامل نہیں ہے اور یہ دونوں چیزیں مریض کی طبیعت پر گراں گذرتی ہیں۔ زہراوی نے خبث الحدید کے مدبر کرنے کا درج ذیل طریقہ بتایا ہے۔ حسب ضرورت ایسا خبث الحدید لیں جس میں دوسرے معادن جیسے نحاس، رصاص اور زجاج وغیرہ نہ ملے ہوں، عمل اطفاء کے بعد سرکہ میں بجھالیں، پھر صاف ستھری جگہ ڈھک کر تیس دن یا کم از کم سات دن کے لیے رکھ دیں، جب اسے نکالیں گے تو وہ سفید ہوگا، پھر اسے خشک کر کے کھرل کر لیں۔ یہ چہرے کی زردی دور کرتا ہے اور بدن کو فربہ بناتا ہے۔

دوسرے باب میں نباتی ادویہ سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ نباتی ادویہ سے عصارہ اور لعاب نکالنے کے طریقے، تخموں کو مقشر کرنے، مغزیات کو نکالنے کی تدابیر، غسل ادھان، سرکہ بنانے کی

ترکیب خصوصاً عنصل کا سرکہ، ماءالکافور اور گیہوں، مٹر اور جو سے نشاستہ حاصل کرنے کے طریقے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تخموں کو بریاں کرنا، مرجان اور کہربا کا سوختہ کرنا، سقمونیا، شحم حنظل، تربد، ماذریون، بلادر، شبرم جیسی ادویہ مسہلہ کی اصلاح کے طریقہ کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ اوقات حصول ادویہ، تحفظ ادویہ اور تعفیص ادھان اور اس جیسی دوسری بحثیں بھی شامل ہیں۔

زہراوی نے صیدلاتی اعمال کے ساتھ دواؤں کے بعض ضروری افعال اور مقدار خوراک کا بھی ذکر کیا ہے۔ ہلیلہ زرد کے بیان میں فرماتے ہیں کہ یہ مرہ صفراء کا اسہال کرتا ہے اور معدہ کو پاک وصاف کرتا ہے۔ عمدہ ہلیلہ زرد وہ ہے جس کا رنگ سبزی مائل زرد ہو، وزنی اور موٹا ہو، نہ بوسیدہ ہو اور نہ جھری دار ہو، اس کی مقدار خوراک تین سے سات درہم ہے۔ جوشاندہ یا خیساندہ کے طور پر اس کی مقدار خوراک دس درہم سے بیس درہم ہے۔ سکبینج کے بیان میں لکھتے ہیں کہ یہ قولنج اور امعاء، ظہر اور ورکین کے ریاحی امراض میں نافع ہے۔ تنہا بطور خیساندہ اس کی مقدار خوراک ایک درہم سے ایک مثقال ہے اور دوسری ادویہ کے ہمراہ بطور خیساندہ نصف درہم سے ایک درہم ہے۔ عمدہ سکبینج وہ ہے جس کا رنگ اندر سے سرخی مائل اور باہر سے سفیدی مائل ہو اور صاف، بو تیز اور مزے میں حدت ہو۔

زہراوی نے نباتی ادویہ کے حصول کے لئے موسم اور اوقات کا بھی ذکر کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے مہینوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ بعض مہینوں کے نام مغربی زبان میں بھی درج ہیں جیسے البان وتیوعات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اسے ماہ نیسان (اپریل) میں حاصل کیا جائے۔ لبن سقمونیا کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سقمونیا نکالنا ہو تو بہتر ہے کہ (شہر مارس) مارچ مہینے کے آخری دنوں میں نکالا جائے کیونکہ اس وقت رطوبات زیادہ ہوتی ہیں۔ قنہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اسے شہر تموز (ماہ جولائی) کے آخر میں حاصل کریں۔ سرکہ عنصل کے بارے میں فرماتے ہیں اسے بھی شہر تموز وآب (ماہ جولائی واگست) میں بنایا جائے۔ گل سرخ کے حصول وتحفظ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اسے اپریل کے آخر میں حاصل کیا جائے۔ حنظل کے حصول کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حنظل کو شہر ایلول (ماہ ستمبر) کے آخر میں اس وقت حاصل کیا جائے جب سورج مائل بہ غروب ہو کیونکہ اس وقت حنظل خوب پک جاتا ہے، حنظل جب تک زردی مائل نہ ہو جائے اور اس کے پتے خشک ہو کر مائل بہ ذبول نہ ہونے لگیں حاصل نہیں کرنا چاہئے۔ عصارہ افسنتین کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ افسنتین سے عصارہ حاصل کرنے کے لیے بہتر ہے کہ صبح سورج نکلنے سے قبل حاصل کیا جائے کیونکہ اس وقت عصارہ مقدار میں زیادہ نکلتا ہے اور بآسانی نکل آتا ہے۔

دواؤں کو خشک کرنے میں بھی بڑی احتیاط برتی ہے، جن دواؤں کو خشک کرنا مشکل ہوتا ہے اسے آسانی سے خشک کرنے کی ترکیب بھی بتائی ہیں جیسے حنظل کے بیان میں لکھتے ہیں کہ حنظل کو خشک کرنے کے لیے بڑی توجہ کی ضرورت ہے، کیونکہ حنظل کو خشک کرنے کے لیے طویل مدت درکار ہوتی ہے، ہر دن دھوپ میں پھیلانے، الٹنے پلٹنے اور ہوا، شبنم وبارش سے بچانے سے آسان یہ ہے کہ اسے دھاگے میں پرو دیا جائے اور اس گھر میں لٹکا دیا جائے جہاں آگ جل رہی ہو یہاں تک کہ وہ خشک ہو جائے۔

زہراوی نے صیدلی اعمال میں دواء کے اعتبار سے حرارت کے معیار کا پورا خیال رکھا ہے۔ رب السوس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اسے نار لینہ (نرم آنچ) پر پکایا جائے، اسی طرح صبر، قنہ کے ذکر میں بھی نرم آنچ کی قید لگائی ہے۔ تبییض الخل کی ترکیب میں فرماتے ہیں کہ حرارت ہلکی دی جائے کیونکہ اگر حرارت تیز ہوگئی تو تبییض خل کا عمل بہتر طور سے نہیں ہو سکے گا اور سرکہ سفید ہوئے بغیر نکل آئے گا۔ خوشبودار ادویہ کے عمل میں فرماتے ہیں کہ حرارت اعتدال کے ساتھ دی جائے، اسی طرح جہاں شدید حرارت کی ضرورت ہو وہاں اس کی وضاحت بھی فرمائی ہے، ماءالکافور کی ترکیب میں فرماتے ہیں کہ اسے حرارت دی جائے اور حرارت تیز کر دی جائے حتی کہ پانی ابلنے لگے۔ توتیا کے قائم مقام دوا بنانے

کی ترکیب میں لکھتے ہیں کہ اسے خوب قوی آنچ پر چڑھایا جائے۔

دوسرے باب میں اصلاح ادویہ کا الگ سے عنوان قائم کیا گیا ہے اور اس میں دواؤں کی اصلاح و تدابیر کے طریقے سائنٹفک انداز میں بیان کیے گیے ہیں، اس دوا سے ہونے والی مضرت اور اس کی اصلاح کن ادویہ سے ہوگی اس کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔بعض ایسی باتیں جو صرف اسی کتاب کا خاصہ ہیں جا بجا دیکھنے کو ملتی ہیں۔مثال کے طور پر حنظل کے بیان میں فرماتے ہیں کہ یہ بلغم لزج وبلغم خام کا اسہال کرتا ہے اور تنقیہ دماغ میں مفید ہے، لیکن یہ امعاء کے اندر مغص، سحج اور تقطیع کا سبب بنتا ہے۔اس مضرت کے دفع کا طریقہ یہ ہے کہ اسے نہایت باریک کوٹ کر چھان لیا جائے اور دوا کی مقدار کا چوتھائی یا پانچواں حصہ کتیرا شامل کر دیا جائے۔آگے فرماتے ہیں کبھی کتیرا کی جگہ صمغ عربی بھی شامل کیا جاتا ہے، دونوں ہی دفع مضرت میں برابر ہیں، لیکن صمغ عربی کے اندر کچھ قوت قبض پائی جاتی ہے جب کہ کتیرا اسہال میں مزید معاون ہوتا ہے۔حنظل کو نہایت باریک کرنے کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں کہ حنظل کو خوب اچھی طرح سحق کیا جائے تاکہ امعاء میں نہ چپک سکے، کیونکہ حنظل کا چپکنا امعاء میں خشونت کا سبب ہوتا ہے۔

صیدلہ کی کتابوں میں تدبیر ادویہ کے بیان میں اکثر اس بات کی وضاحت نہیں ملتی ہے کہ تدبیر و اصلاح سے مضرت کا کون سا پہلو دور ہوگا، زہراوی نے اس کا لازماً اہتمام کیا ہے۔تربد کے بیان میں رقم طراز ہیں کہ تربد اسہال بلغم کے لیے خاص ہے لیکن یہ قی اور مغص کا موجب ہے، اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اسے باریک کرکے روغن بادام شیریں میں چرب کیا جائے۔فرفیون کے بیان میں لکھتے ہیں کہ یہ غم، کرب اور خشکی کا سبب ہے، اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ نہایت باریک کرکے اس میں مقل یا رب السوس یا افاویہ شامل کرکے روغن گل سے چرب کرلیا جائے۔بسفائج کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ مرہ سوداء اور بلغم کا اسہال کرتا ہے لیکن مغص اور تکلیف کا باعث بھی بنتا ہے، اس کی مضرت کو دور کرنے کے لیے اسے ماء الشعیر یا ماء العسل یا ماء الخباز میں پکا لیا جاتا ہے۔افتیمون کے بیان میں فرماتے ہیں کہ یہ بالخصوص مرہ سوداء کا اسہال کرتا ہے لیکن یہ غم، عطش اور منھ کی خشکی کا سبب بنتا ہے، کیونکہ اس کے اندر یبوست بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ روغن بادام میں چرب کرلیا جائے۔

عرق گلاب کے مروجہ طریقوں کے علاوہ زہراوی نے بغیر حرارت دیے عرق کشید کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہے۔اس کے علاوہ ادویہ کو نخل (چھاننے) کرنے کا ایسا طریقہ بتایا ہے جس سے اس کی گرد اور بو سے بچا جا سکتا ہے۔

زہراوی کی شہرت اور مقبولیت کا سبب ان کا وہ انداز بیان اور اسلوب نگارش ہے جس میں وہ آلات کی تشریح و توضیح تصویر و خاکوں کے ذریعے کرتے ہیں جیسا کہ کتاب التصریف کی تیسویں جلد میں آلات جراحیہ کو کیا ہے۔اعمال دواسازی میں بھی اقراص اور ترویق کے عمل اور اس کے آلات کو زہراوی نے خاکوں کے ذریعہ واضح کیا ہے۔

تصویریں نسخہ علی امیری سے ماخوذ ہیں۔مخطوطہ نمبر ۲۸۵۴ ہے۔ یہ مخطوطہ سلیمانیہ لائبریری استنبول ،ترکی کی زینت ہے ۔نسخہ خدا بخش لائبریری،نسخہ بشیر آغا اول و دوم کسی نسخہ میں بھی یہ تصاویر شامل نہیں ہیں۔

قرص سازی کے عمل میں مختلف شکل اوروزن کے اقراص بنانے اوران پرنام نقش کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے،اسی طرح عمل ترویق میں آلہ ترویق کومراوق کا نام دیا ہے۔اس میں تین مراوق کو بیک وقت ایک ساتھ سیٹ کیا جاتا ہے، پہلا سب سے اوپر ہوگا اوراپنے سے نیچے دوسرے مراوق سے چھوٹا ہوگا ،اسی طرح دوسرا تیسرے سے چھوٹا ہوگا، اس طرح تیسرا سب سے بڑا ہوگا۔عمل ترویق کے لیے جس کپڑے کا استعمال کیا جاتا ہے اس میں مراوق اول کا ہلکا،دوسرے کا اس سے دبیز اور تیسرے کا سب سے دبیز ہوگا۔ تینوں مراوق کو اس طرح لگایا جاتا ہے کہ ترویق پانے والی دوا پہلے مراوق سے نکل کر دوسرے میں آئے اور دوسرے سے نکل کر تیسرے میں جائے اور تیسرے سے نکل کر کسی قابلہ میں محفوظ ہو جائے۔

زہراوی نے ہر دوا کی شناخت کے ساتھ اس کی عمدگی کی علامات بھی بیان کی ہے تاکہ دوا اپنی اصلی شکل کے ساتھ عمدہ اور اچھی کوالٹی کی استعمال کی جا سکے۔دوا میں ملاوٹ اوراس کی پہچان سے بھی بحث کی ہے۔سقمونیا کے بیان میں ذکر کرتے ہیں عمدہ سقمونیا وہ ہے جوانطا کیہ سے برآمد کیا جاتا ہے اورزرق (نیلا) ہوتا ہے۔ اس میں عنزروت،لبن التیوع اور آرد کرسنہ کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔عصارہ افسنتین میں عکر زیت(زیتون کے تیل کی تلچھٹ) کی،عصارہ خشخاش میں عصارہ حشیش اور صمغ عربی کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔زنجار کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اس میں حجارۃ قیسور،سفوف رخام اور کبھی قلقنت کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ دوا کے طور پر مستعمل نخاع میں روغن زیتون میں پگھلائے ہوئے موم کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔

تیسرے باب میں حیوانی ادویہ کی تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔صدف، سینگ، کھر، ہڈیوں، پوست بیضہ مرغ کا احراق کرنا،سانپ،خرگوش،عقرب اور کچھوؤں کوسوختہ کرنے کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ حیوانات کے خون کے بطور دوا استعمال کے طریقے بھی مذکور ہیں۔موم کوسفید بنانے کی ترکیب، کھال کے استعمال کے طریقے،مرارات کے حصول اور اس کی تجفیف کے طریقے بیان کیے گیے ہیں۔

زہراوی دواسازی کے باب میں جدت پسندی کے قائل تھے۔ وہ ترقی اور سہولت کی نئی راہ تلاشتے رہتے جس کے نتیجے میں انہوں نے دواسازی میں نت نئے طریقوں کو روشناس کرایا اور بہت سی اشکال ادویہ بھی متعارف کرائیں۔ انہوں نے Under-arm deodrants بالوں کو مونڈنے اور مختلف قسم کے خضاب کے نسخے مرتب کیے۔ انہوں نے عطریات اور خوشبوجات پر خصوصی کام کیا۔ DeodorantsRoll-on کی پرفیومری ایجاد کیا جو بدن کی بدبو زائل کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔زہراوی نے Nasal Spray اور Mouth Washes بھی بنائے۔زہراوی نے غذا اور دوا دونوں کی طریقہ

تیاری، تحفظ اور اسے مزید بہتر بنانے کی تراکیب کا ذکر کیا۔ دوا کی شناخت، اس کی افزائش کے طریقے بھی بیان کیے۔ پانی، شراب، گوشت اور مچھلی کی صفات وخصوصیات کو بیان کیا۔ اعمار ادویہ، تشریح اسماء ادویہ پر تفصیل سے کام کیا۔ انہوں نے کیڑے مکوڑے، چوہے، جوں وغیرہ مارنے کی تراکیب بھی لکھی ہیں۔ زہراوی نے Anesthetic Sponge بھی ایجاد کیا تھا جو حشیش، افیون وغیرہ سے تیار کیا گیا تھا جسے ناک یا منھ پر رکھا جاتا۔ انہوں نے سفوف اور اقراص کے منافع اور نقصانات سے بحث کیا۔

زہراوی نے ہاتھ دھونے کے لیے لوشن، جلد کے لیے مختلف قسم کے کریم اور مرہم بنائے۔ اس کے علاوہ ہونٹوں پر لگانے کے لئے Lipsticks اور دوسرے امور زینت کے سامان ادویہ، خوشبوجات اور معدنی روغنیات (Mineral oil) روغنیات سے ترکیب دیے۔ زہراوی نے مراہم کی چھ قسموں کا ذکر کیا ہے، قسم اول جو تحلل سے زیادہ تقویت کا فعل انجام دے۔ دوسری قسم جو تقویت سے زیادہ تحلل کرے۔ تیسری قسم جس میں تحلل اور تقویت کی قوتیں یکساں ہوں۔ چوتھی قسم جس میں لینت اور رطوبت زیادہ ہو اور قوت قبض ضعیف ہو، یہ بچوں اور عورتوں جیسے مرطوب لوگوں کے لیے مناسب ہوتی ہے۔ پانچویں قسم جس میں خشونت اور شدت قبض پائی جائے، یہ گبریلا اور مضبوط لوگوں کے لئے مناسب ہوتی ہے۔ مرہم کی ساتویں قسم جسے دودھ سے تیار کیا جاتا ہے اور متوسط ابدان کے امتلائی امراض میں مفید ہوتی ہے۔ زہراوی نے عسیر الاندمال قروح (Non Healing Wounds) اور جرحات طریہ (Wet Ulcers)، Frostbite اور Fractures, Muscular and Soft Tissue Injuries کے لیے خصوصی مرہم تیار کیا۔ ساتھ ہی حرق کے نتیجے میں ہونے والے نشانات (Post Burning Scars) کو دور کرنے اور دیگر مقاصد کے حصول کے لیے کریم تیار کیے۔

زہراوی اختراعی ذہن کے مالک تھے۔ وہ چیزوں کو تحقیق کی نظر سے دیکھنا پسند فرماتے، متقدمین کے اقوال کو پہلے وہ عملی طور پر پرکھتے پھر اسے تسلیم کرتے۔ اعمال دواسازی میں بعض مقامات پر انہوں نے اس کی وضاحت کی ہے۔ تبییض شمع کے بیان میں فرماتے ہیں کہ دیسقوریدوس کا قول ہے کہ موم کو سفید کرنے کے لیے موم کو سمندر کے پانی میں پکالیا جائے، موم سفید ہو جائے گا۔ زہراوی فرماتے ہیں کہ میں نے اسے عملاً کرکے دیکھا لیکن موم سفید نہ ہوا، پھر زہراوی نے اپنی ترکیب تحریر فرمائی۔

مذکورہ بحث سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ زہراوی کو صرف جراحت تک محدود کردینا، اس کی آفاقی شخصیت اور وقار کو مجروح کرتا ہے۔ جراحت کی طرح ادویہ اور فن دواسازی میں زہراوی کی خدمات عظیم الشان اور لازوال ہیں۔ افسوس ہوتا ہے کہ اہل علم ودانش بھی زہراوی کی ادویہ وصیدلہ کی خدمات سے غیر متعارف ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ذمہ داران طب اور مخلصین فن علم الادویہ وعلم الصیدلہ سے متعلق زہراوی کی خدمات کو متعارف کرائیں۔ یہ مقالہ اسی سلسلہ کی ایک حقیر کوشش ہے۔

●●●

نفسانی امراض میں خلط صفراء کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ

☆ ثنا کوثر

☆☆ محمد ذوالکفل

☆☆☆ وسیم احمد

☆☆☆ طارق ندیم خاں

طب کا موضوع بدن انسان اور مقصد بدن کی صحت کو کو قائم رکھنا ہے، چنانچہ اگر صحت حاصل ہے تو اس کی حفاظت کی جائے اور اگر مرض پیدا ہو گیا ہے تو اسے دور کر کے صحت کو واپس لایا جائے[۱]۔ یونانی طب کے مطابق صحت وہ حالت ہے جس میں بدن کے طبعی، حیوانی اور نفسانی افعال صحیح طور پر صادر ہوں۔ انسانی جسم صحت مند تبھی کہا جا سکتا ہے جب وہ طبعی، حیوانی اور نفسانی لحاظ سے اعتدال پر ہو۔ چونکہ صحت کی متضاد حالت کو مرض کہتے ہیں، لہٰذا ان میں سے کسی بھی ایک فعل کی خرابی یا بے اعتدالی مرض کہلائے گی[۲]۔ عالمی ادارۂ صحت نے بھی صحت کی تعریف میں طبعی اور دماغی (نفسانی) صحت کو شامل کرنے کا التزام کیا ہے۔

جب نفسانی افعال میں خلل واقع ہوتا ہے تو اس حالت کو نفسانی امراض کہتے ہیں۔ یہ امراض اعضاء نفسانیہ کی مزاجی اور ترکیبی خرابی یا بے اعتدالی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اعضاء نفسانیہ کی مزاجی اور ساختی خرابی قوائے نفسانیہ کے ضعف کا باعث بنتی ہے جس کی وجہ سے ان اعضاء کے افعال بے اعتدالی کا شکار ہوتے ہیں اور نتیجۃً نفسانی امراض کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ دماغ، نخاع، اعصاب اور آلات حواس کا شمار اعضاء نفسانیہ میں ہوتا ہے۔ ان میں سے دماغ کو عضو رئیس کی حیثیت حاصل ہے[۳]۔ دماغ کا کام غور و فکر اور فہم و حفظ ہے کیونکہ یہ تصور، تخیل، حفظ، فہم و فکر (نفس کے کام) کا آلہ ہے۔ اسکے ساتھ ہی تمام اعضاء کی حرکت دماغ کے ذریعہ ہوتی ہے کیونکہ یہ شعور، ادراک اور حرکات کا مرکز ہے[۴]۔ دماغ ہی بدن انسان کو مضر و مفید چیزوں کی تمیز کراتا ہے تا کہ ان کے نقصان اور فائدوں کو جان سکے اور حرکت پر آمادہ کرتا ہے تا کہ ان کو حاصل کر سکے یا اجتناب کر سکے[۳]۔ بطون دماغ

☆ ایم ڈی اسکالر، شعبۂ کلیات طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆ پروفیسر وصدر، شعبۂ کلیات طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کلیات طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

میں ہی روح حیوانی، روح نفسانی میں تبدیل ہوکر[٦] تمام اعضاء تک قوائے نفسانیہ کو منتقل کرتی ہے، لہٰذا اطبا نے دماغی افعال کی خرابی کو افعال نفسانیہ کے تحت بیان کیا ہے۔

دماغ ایک بارد رطب عضوء ہے اور تغیرات کو جلد قبول کرتا ہے۔ مزاجی رطوبت کی وجہ سے اس پر تخیلات کا مرتسم ہونا آسان ہوتا ہے[۵]۔ دیگر اعضاء کی طرح دماغ بھی کیفیات فاعلہ و منفعلہ سے متاثر ہوتا ہے اور اسی اصول کے تحت بدنی اخلاط بھی اپنی کیفیات سے اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دماغ پر جن کیفیات کا اثر زیادہ ہوتا ہے ان میں حرارت، برودت اور یبوست خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ اطباء کے مطابق اخلاط ایسے رطب سیال مادے ہیں ہے جو غذاء کے استحالۂ اوّل سے جگر میں بنتے ہیں اور تمام اعضاء کو تغذیہ و بدل ما یتحلل فراہم کرتے ہیں اور ان کی کمّی و کیفی خرابی مرض کا سبب بنتی ہے[٦]۔ اخلاط اربعہ میں سے صفراء ایک حاد، رقیق، لطیف اور گرم وخشک خلط ہے۔ جگر میں تولید کے بعد اس کا لطیف حصہ یعنی صفراء سریرہ خون کے ساتھ عروق میں بہنے کے لیے چلا جاتا ہے اور اپنی حدت اور شدت حرارت سے خون کو رقیق بنا کر تنگ راستوں میں نفوذ کراتا ہے اور ہم مزاج لطیف اعضاء کا تغذیہ کرتا ہے۔ صفراء کا کثیف حصہ یعنی صفراء جھیرہ مرارہ میں مجتمع ہوکر صحت کے لیے ضروری افعال انجام دیتا ہے[۷]۔ خلط صفراء کی کمّی و کیفی بے اعتدالی دماغ کی اذیت کا باعث بنتی ہے۔

صفراء کے عدم اعتدال کی دو شکلیں ہیں، ایک شکل تو یہ ہے کہ صفراء خود متغیر ہو جاتا ہے اور دوسری شکل یہ ہے کہ کسی دوسری خلط کے ملنے سے متغیر ہو جاتا ہے[۸]۔ دماغی افعال میں خلل کے اسباب میں سے صفراء اور سوداء کے عدم اعتدال کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ بقراط نے پاگل پن (دیوانگی) کا سبب خلط صفراء کو بتایا ہے[۹]۔ تھیوفریستس کے مطابق پاگل پن سوداء کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن یہ سوداء کبھی بہت زیادہ گرم ہوتا ہے اور کبھی بہت ٹھنڈا۔ علامات کا ذکر کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ کبھی اس کا مریض بہت زیادہ پھرتیلا اور پر جوش رہتا ہے اور کبھی خاموش اور غمگین رہتا ہے[۱۰]۔ ہمارا خیال ہے کہ پاگل پن میں جوش اور پھرتیلا پن اس سوداء کی وجہ سے ہوتا ہے جو صفراء کے احتراق کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید مجوسی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ صفراء محترقہ کی وجہ سے ہونے والے مالنخولیا میں اچھل کود، درندگی، بیداری وغیرہ پائی جاتی ہے[۴]۔ صفراء کی بے اعتدالی دماغ میں سوءمزاج (حار) صفراوی پیدا کر دیتی ہے جس کی وجہ سے دماغی قویٰ بالخصوص قوت فکر، قوت حفظ اور قوت خیال جسے ابن رشد نے قوت سیاسہ کا نام دیا ہے، میں خلل آجاتا ہے[۱۱]۔ یہ خلل، ہذیان و اختلاط عقل کا باعث بنتا ہے۔ دماغی امراض کے اسباب و علل پر گفتگو کرتے ہوئے بقراط نے لکھا ہے کہ دماغ اگر خلط صفراء سے متاثر ہوتا ہے تو اس کا مریض چیختا چلاتا اور نامناسب حرکات کرتا ہے[۱۲]۔ رازی کا خیال ہے کہ صفراء کی وجہ سے پیدا ہونے والا اختلاط (عقل) کافی خراب ہوتا ہے اور اس سے متاثر مریض مزاجی حدت و حرارت کی وجہ سے لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے[۱۳]۔ ربن طبری نے لکھا ہے کہ وسوسہ، ہذیان، بیداری اور توحش کی وجہ حرارت اور یبوست کی زیادتی ہوتی ہے جو دماغ میں خشکی پیدا کر دیتی ہے[۱۴]۔ ابن رشد کے مطابق صفراء کے غلبہ کی وجہ سے دماغ میں سوءمزاج صفراوی پیداء ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے فاسد خیالات، اچھل کود، بیداری اور دوسرے عوارض مثلاً قوت فکر، قوت حافظہ میں خلل واقع ہو جاتا ہے[۱۱]۔

انسانی بدن میں دماغ بہ لحاظ مقام سب سے اوپر ہوتا ہے مگر اس کے باوجود اخلاط کا ردی فضلہ اور خراب بخارات وہاں تک پہنچتے رہتے ہیں اور دماغ کی اذیت کا باعث بنتے ہیں[۱۵]۔ یہ فضلات دماغ میں سوءمزاج مادی پیدا کرتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک مادہ خلط صفراء بھی ہے۔ یہ دوسرے اعضاء جیسے معدہ، رحم سے بخارات کی شکل میں دماغ تک پہنچتا ہے یا پھر دماغی عروق

میں خون کے ساتھ ملا ہوا (صفراء سریرہ) ہوتا ہے اور احتراق کے (صفراء محترقہ) بعد دماغ کو اذیت پہنچاتا ہے[۱۵]۔ یہ غیر معتدل صفراء دماغ میں سوء مزاج حار صفراوی پیدا کر دیتا ہے جو دماغ کے قویٰ بالخصوص قوت سیاسہ پر اثر ڈال کر اس میں بطلان وضعف کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ سے دماغ اپنا فعل بہتر طور پر پر ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ غیر معتدل صفراء اگر پورے دماغ پر اثر ڈالتا ہے تو اس کی تمام قوتوں میں نقص لاحق ہوتا ہے ورنہ متاثرہ حصہ کے لحاظ سے علامات ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً اگر مقدم دماغ متاثر ہو تو قوت تخیل، اوسط دماغ متاثر ہو تو قوت فکر اور موخر دماغ متاثر ہو تو قوت حفظ سے متعلق مرض لاحق ہوتا ہے[۱۱]۔

صفراء کی بے اعتدالی کی وجہ سے دماغ کی قوت ذکر، قوت خیال اور قوت فکر خراب ہوتی ہے جس کو ذہن کی خرابی (آفات ذہن) کہتے ہیں۔ خلل قویٰ کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ان میں ضعف آجاتا ہے یا پھر یہ باطل ہو جاتی ہیں جس سے دماغی افعال پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ ان منفی اثرات کی شناخت تین طرح سے کی جاتی ہے[۷]۔

۱۔ مریض کی حس درست ہو اور وہ مختلف اشیاء کی شناخت اور ان کی تفصیل پر قادر ہو مگر ان اشیاء کے نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد ان کی تفصیل بتانے سے قاصر ہو تو قوت ذکر میں خلل ہوسکتا ہے[۸]۔ موجودہ دور میں اس مرضی کیفیت کو Dementia کہتے ہیں۔

۲۔ غیر مناسب باتیں کرے، جو چیزیں عام طور پر پسند نہ ہوں انہیں پسند کرے، جن اشیاء کا حصول ناممکن یا مشکل ہو ان کا مطالبہ کرے یا جن چیزوں سے احتراز کرنا چاہیے ان سے پرہیز نہ کرے تو قوت فکر میں خلل ہوسکتا ہے[۷]۔

۳۔ اگر قول اور فعل میں خلل نہ ہو مگر غیر مرئی (Invisible) چیزوں کو محسوس کرے اور دیکھے جیسے آگ دیکھے جو حقیقت میں نہ ہو یا پھر ایسے شخص کو دیکھے اور اس سے باتیں کریں جو حقیقت میں موجود ہی نہ ہو تو قوت خیال میں آفت ہوسکتی ہے [۸]۔ جدید اصطلاح میں اس کو Delusion کہتے ہیں۔ اور کوئی طبعی چیز جو موجود بھی مگر مضر معلوم ہو جیسے رسی کا سانپ دیکھنا اس کو جدید اصطلاح میں Hallucination کہتے ہیں۔ یہ دونوں جدید طب کی Schizophrenia نام کی بیماری کی خاص علامتیں ہیں۔

اگر قوت فکر یا ذکر یا فکر و ذکر دونوں میں ایک ساتھ خلل واقع ہو جائے تو عام طور پر اس کا سبب برودت ہوتی ہے اور اگر ساری قوتوں میں ایک ساتھ خلل واقع ہو اور تشویش واضطراب بھی ہو تو اس کا سبب حرارت ہوگی[۴،۱۶]۔ بعض اطبا نے جوہر دماغ کی خرابی کو بھی اس کا سبب بتایا ہے جیسے سر پر چوٹ لگنے سے بھی ایسا ہوسکتا ہے۔

آفات ذہن میں اختلاط عقل، نسیان اور ہذیان شامل ہیں۔ یہ عرض (جیسے مانیا، صبارا، قطرب وغیرہ میں یہ عرض کے طور پر ملتے ہیں) بھی ہیں اور مرض بھی[۱۵]۔ زیادتی حدت کے نتیجہ میں بنا ہوا صفراء محترقہ (سوختہ) جنون (دیوانگی) پیدا کرتا ہے۔ جنون مالنخولیا کی ایک قسم ہے اور مالنخولیا، صفراء کے احتراق سے بنے سوداء سے پیدا ہوتا ہے۔ جنون کی مانیا، داء الکلب، صبارا اور قطرب چار قسمیں ہیں[۴]۔

اختلاط عقل، نسیان اور ہذیان دماغ کے وسطی جزء کے امراض ہیں[۱۶]۔ اختلاط عقل و ہذیان عموماً حرارت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ کبھی کبھی دماغ کی جانب صعود ابخرات کی وجہ سے اور کبھی کسی دوسرے مرض کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں۔ یہ آفت اگر اضطراب کی جنس سے ہو تو اس کا سبب دماغ میں ازدیاد حرارت سے ہونے والا جوہر دماغ کا نقصان ہوتا ہے۔ قوت فکر کے خلل کی وجہ سے اس کا مریض نہ وہ کرتا ہے جو کرنا چاہئے اور نہ وہ کہتا ہے جو کہنا چاہئے یعنی غیر متوقع افعال اور کلام کرتا ہے اور اس کو ایسی چیزیں اچھی لگتی ہیں جو حقیقتاً اچھی نہیں ہوتیں[۱۵]۔ اس مرضی صورت میں قوت فکر کی خرابی کے ساتھ اکثر تخیل میں بھی فساد لاحق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مریض کو انسان اور غیر انسان اس کے برخلاف معلوم ہوتے ہیں، مریض کی آنکھوں کے سامنے وہ

خیالات ظاہر ہوتے ہیں جن کا کوئی وجود نہیں ہوتا[۱۶]۔قوت ذکر کے فساد کو نسیان کہتے ہیں۔ اس سے متاثر مریض کے سارے حواس سالم ہوتے ہیں، دیکھنے اور سننے کی صلاحیت میں نقص نہیں ہوتا، لیکن جو کچھ بھی دیکھتا اور سنتا ہے جلد بھول جاتا ہے[۱۶]۔ قوت ذکر کی خرابی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ قوت ذکر میں ضعف لاحق ہو، دوسرے یہ کہ وہ بالکل باطل و معدوم ہو جائے[۱۶]۔ جالینوس نے فساد ذکر کا سبب غلبۂ برودت یا غلبۂ برودت ہمراہ یبوست یا غلبۂ رطوبت کو قرار دیا ہے۔ کبھی کبھی یہ غلبۂ حرارت و یبوست سے بھی پیدا ہوتا ہے اور اس وقت فساد ذکر کے ساتھ اختلاط ذہن بھی پایا جاتا ہے۔ جرجانی نے اس کا ایک سبب صفرائے سوختہ کے بخارات کو قرار دیا ہے[۸]۔ جن افراد کا خلقی مزاج گرم خشک ہوتا ہے ان کے بدن میں خلط صفراء کی پیدائش باقی افراد کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ صفراء کی زیادہ حرارت دماغ کی رطوبت کو تحلیل کرتی ہے جس سے اس کے اندر یبوست کی زیادتی ہو جاتی ہے اور نسیان سن شیخوخت سے پہلے ہی لاحق ہو جاتا ہے۔

صفراء کے کمّی و کیفی عدم اعتدال کے نتیجے میں لاحق ہونے والے امراض میں سے مانیا، قطرب اور صبارا کے مواد صفراء سوختہ کے بخارات ہوتے ہیں یا حرارت ہوتی ہے جو دماغ کی طرف چلی جاتی ہے۔ داء الکلب کا مادہ وہ صفراء سوختہ ہوتا ہے جو رگوں میں موجود صفراء سریرہ کے جلنے سے بنتا ہے[۷،۱۶]۔ مانیا جنون سبعی کو کہتے ہیں اور اسے بعض لوگ علامات کی بنیاد پر جنون ہائج بھی کہتے ہیں۔ جنون سبعی کا مطلب ہوتا ہے کہ جنون جس میں درندگی سے وابستہ علامات کا ظہور ہوتا ہے۔ مانیا میں عقل میں اختلاط واقع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے تیزی، بدسلوکی، بد اخلاقی، غصہ و غضب، ترش روئی، اچھل کود اور بے چینی پائی جاتی ہے اور مریض انسانوں پر کسی بھی وقت حملہ کر دیتا ہے۔ قطرب چیونٹی کی شکل کا ایک چھوٹا کیڑا ہوتا ہے جو پانی میں غیر منتظم حرکت کرتا ہے۔ اسی کیڑے کے نام پر اس مرض کا نام رکھا گیا ہے۔ اس کا مریض بھی الٹی سیدھی حرکتیں، اچھل کود اور شرارت کرتا ہے، قبرستانوں میں پناہ لیتا ہے، دن میں چھپا رہتا ہے اور رات میں نکلتا ہے[۷،۱۵]۔ صبارا سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنٰی بڑے جنون کے ہیں۔ اس میں اختلاط عقل و ہذیان کی زیادتی ہوتی ہے[۱۵]۔ داء الکلب کو اطباء مانیا کی قسم بتاتے ہیں اس میں مانیا کی علامات کے ساتھ ساتھ کتوں جیسی درندگی ہوتی ہے[۷،۱۵]۔

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دماغی امراض کے پس پردہ عوامل میں خلط صفراء کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا عدم اعتدال کیفیات کے عدم اعتدال کا سبب بنتا ہے اور غیر معتدل کیفیات دماغی قویٰ کے نقصان یا بطلان سے وابستہ علامات کی شکل میں ظاہر ہو کر اصل مرض تک رہنمائی کرتی ہیں۔ یونانی طب میں چونکہ تحفظ علاج پر مقدم ہے لہٰذا موسم، عمر، جنس، مزاج، پیشہ اور دیگر عوامل کی روشنی میں ایک ایسا لائحۂ عمل مرتب کیا جا سکتا ہے جس کو روبہ عمل لا کر ان امراض سے بچا جا سکتا ہے جو اخلاط کے عدم اعتدال کے سبب دماغ کی صحت کو متاثر کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

۱- مسیحی ابوسہل، کتاب المئۃ فی الطب (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۸: ۲۷

۲- ابن سینا، کلیات قانون، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ ۲۰۱۰: ۴۹، ۹۱، ۱۴۳

۳- نفیسی برہان الدین، کلیات نفیسی حصہ اوّل، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ ۱۹۵۴: ـ۵۰، ۶۸، ۶۹، ۹۵

۴- مجوسی علی ابن عباس، کامل الصناعۃ (اردو ترجمہ)، نئی دہلی، ادارہ کتاب الشفاء؛ ۲۰۱۰: ۶۴

۵- بغدادی ابن ہبل، کتاب المختارات فی الطب (اردو ترجمہ) جلد اوّل، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۴: ۵، ۲۷

۶- کبیر الدین محمد، کتاب الاخلاط، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۹: ۶

۷- ابن سینا، القانون فی الطب (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء ؛ غیر مورخ: ۲۹۷، ۵۴۹

۸- جرجانی اسماعیل، ذخیرہ خوارزم شاہی (اردو ترجمہ) جلد اوّل، نئی دہلی:

ادارہ کتاب الشفاء؛۲۰۱۰:۲۷
۹- مجومدار ایس کے، کارپس ہپو کریٹیکم آن دی سیکرڈ ڈِزیز، بلیٹن آف دی انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن، ۱۹۹۸؛۲۸(۲):۱۱۱۔۱۱۸
۱۰- مارک اہونن، اینشینٹ فلاسفرس آن منٹل اِلنس، ہسٹری آف سائیکیٹری، ۲۰۱۹؛۳۰(۱):۳۔۱۸
۱۱- ابن رشد، کتاب الکلیات (اردوترجمہ)، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۱۹۹۸:۱۲۸۔۱۲۹
۱۲- اسامہ اکرم و رفقاء، مینٹل ہیلتھ تھرویونانی میڈیسن، ایکٹا سائنٹفک نیورولوجی، ۲۰۲۰؛3.9:۶۳۔۷۱
۱۳- رازی محمد بن زکریا، کتاب الحاوی (اردوترجمہ) جلداوّل، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۱۹۹۷:۵۶
۱۴- ربن طبری ابوالحسن علی بن سہل، فردوس الحکمت (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛۲۰۱۰:۱۳۸
۱۵- بغدادی ابن ہبل، کتاب المختارات فی الطب (اردوترجمہ) جلد دوم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۲۰۰۴:۶،۱۴،۲۳،۴۰،۴۲،۴۷
۱۶- جرجانی اسماعیل، ذخیرہ خوارزم شاہی (اردوترجمہ) جلداوّل، نئی دہلی:: ادارہ کتاب الشفاء؛۲۰۱۰:۲۷

●●●

نظریۂ غذا اور مختلف مزاجوں میں غذائی تدابیر

☆مسرت بیگم

☆☆محمد کمال الدین فاروقی

☆☆طارق ندیم خاں

☆☆ملک عترت

☆☆محمد شکیل انصاری

غذا ایک ایسی شے ہے جو وارد بدن ہونے کے بعد بدن میں کسی بھی طرح کی تبدیلی پیدا نہیں کرتی بلکہ خود تبدیل ہو جاتی ہے اور بدن کے تحلیل شدہ حصہ کا بدل بن کر بدن کا تغذیہ کرتی ہے۔[۱]

غذا ہر اس شے کو کہتے ہیں جو کہ انسانی بدن کے لیے بدل ما یتحلّل فراہم کرتی ہو۔ کسی بھی چیز کا بدل بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ جس چیز کا بدل بننے جا رہی ہے اس سے مزاج، قوام، ماہیت اور ساخت کے لحاظ سے مشابہ ہو۔ جو چیزیں ہم بطور غذا استعمال کرتے ہیں وہ جسم انسانی کے مشابہ نہیں ہوتیں بلکہ چند ہضم کے مخصوص مراحل سے گذرنے کے بعد ان کے کچھ اجزاء جو بدن انسان کے مشابہ بننے کے لائق ہو جاتے ہیں، جزو بدن بن جاتے ہیں جبکہ بقیہ اجزاء جن کا مزاج اور جن کی ماہیت ہمارے بدن سے مختلف ہوتی ہے، فضلہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور طبیعت ایسے تمام اجزاء کو بدن سے خارج کر دیتی ہے۔[۲،۳،۴،۵]

غذا کی ضرورت:

غذا بدن انسان کی صحت کی بقا اور زندگی کے قیام کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے افعال کے لیے بھی ضروری ہوتی ہے جن میں سے چند ضروریات ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں۔

غذا کی ضرورت بقائے جسم کے لیے:

اس عالم کون و فساد میں موجود اشیاء دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ جن میں تحلّل کا عمل ہوتا ہی نہیں ہے، لہٰذا یہ کافی لمبے عرصے تک اپنے ترکیبی اجزاء کی حفاظت کر سکتی ہیں۔ دوسری قسم میں تمام ایسی اشیاء شامل ہیں جن میں تحلّل کا عمل ہوتا ہے مگر مستقل انھیں اس

☆ ایم ڈی اسکالر، شعبۂ کلیات طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

تحلّل کا بدل فراہم ہوتا رہتا ہے اور یہ بدل ہی ہے جو کہ ان کے وجود اور بقاء کے لیے ذمہ دار ہے۔[٦] انسانی بدن بھی زکریا رازی کے ذریعہ بتائی گئی دوسری قسم کا حصّہ ہے۔یعنی ہمارے جسم میں ہمہ وقت تحلّل کا عمل جاری رہتا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے بدن کے ترکیبی اجزاء ضائع ہوتے رہتے ہیں اور ہمارے بدن کی بقاء وصحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان ضائع شدہ اجزاء کا بدل فراہم کیا جائے۔[۱،۷]

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قوت مدبّرۂ بدن انسانی بدن کی فلاح و اصلاح کے لیے جملہ اقسام کی تدابیر کو انجام دیتی رہتی ہے۔ان تدابیر سے مراد وہ مختلف منافع الاعضائی افعال ہیں جو کہ ہماری زندگی اور صحت دونوں کے لیے ہی بے حد ضروری ہیں۔ان افعال کی انجام دہی کے لیے طبیعت مختلف طرح کے آلات کا استعمال کرتی ہے۔ان آلات میں حرارت سب سے اہم اور عام آلہ ہے جس کا استعمال طبیعت تقریباً تمام ہی افعال کو انجام دینے کے لیے کرتی ہے۔اطبائے کرام نے اس حرارت کو حرارت غریزی کے نام سے موسوم کیا ہے۔

انسانی بدن کی بقاء اور صحت کے لیے ضروری تمام ہی افعال کے لیے حرارت غریزیہ کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً ہضم واستحالہ، نمو وتولید وغیرہ۔[۳،۸] جہاں ان سارے افعال کے لیے حرارت غریزیہ کی ضرورت ہوتی ہے، وہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس حرات غریزیہ کی وجہ سے بدنی جوہر اور خاص کر رطوبات میں تحلّل واقع ہوتا ہے، گویا حرارت غریزیہ تحلّل کا بھی سب سے خاص سبب ہے۔[۱]

حرارت غریزیہ کی پیدائش اور اس کے جاری وساری رہنے کے لیے قدرت نے ایک مادہ عطا کیا ہے، کیونکہ حرارت کی پیدائش کے لیے کسی نہ کسی مادے کی ضرورت ہوتی ہے اور بنا کسی مادے کے حرارت کا پیدا ہونا ناممکن ہے، اس لیے انسان کو یہ مادہ قدرت کی طرف سے بہ شکل رطوبت غریزیہ عطا کیا گیا ہے۔[۸] لیکن یہ رطوبت بہت ہی محدود اور متعین مقدار میں ہوتی ہے۔لہٰذا یہ ضروری ہے کہ بدن میں حرارت کی پیدائش کے لیے کوئی دوسری رطوبت بھی موجود ہوتا کہ رطوبت غریزیہ کی حفاظت ہو سکے۔[۱] رحم مادر میں یہ کام طبیعت ماں کے خون سے لیتی ہے اور نہ صرف یہ کہ ضروری حرارت کی پیدائش کراتی ہے بلکہ اعضائے بدن کی نمو اور افزائش کے تمام مراحل بھی اسی خون کے ذریعہ سے پورے کراتی ہے۔جب بچے کے مرکب اعضاء اس لائق ہو جاتے ہیں کہ وہ بدن کے لیے مطلوب رطوبت دمویہ یا رطوبت غذائیہ تیار کر سکیں تو بچہ اس دنیا میں آجاتا ہے اور پھر اپنی پیدائش سے لے کر موت تک تغذیہ، تنمیہ اور حرارت ضروریہ کی پیدائش کے لیے رطوبت دمویہ یا غذا کا محتاج رہتا ہے۔اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ غذا بدن میں تغذیہ، تنمیہ اور حرارت کی پیدائش کے لیے ضروری مادہ فراہم کرتی ہے۔

چونکہ ہمارا بدن مختلف المزاج اور مختلف الماہیت اشیاء سے ترکیب پاتا ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ عمل تحلّل کے نتیجہ میں جو اجزاء تحلیل ہوں گے وہ بھی مختلف المزاج ہی ہوں گے، لہٰذا ان کے بدل کے طور پر حاصل کیے جانے والے اجزاء کا بھی مختلف المزاج ہونا ضروری ہے۔[۱،۷]

غذا کی ضرورت نمو کے لیے:

ہر جاندار شے کی ترکیب اس کے مخصوص مزاج کے زیر اثر تکمیل پاتی ہے اور بوقت ترکیب ہی اس کی شکل، صورت، ساخت اور جثہ وغیرہ طے ہو جاتا ہے۔پیدائش سے لے کر اس کی نمو کی تکمیل ہونے تک اس کے جسم کی نشوونما اس کے مزاجی حدود میں ہی ہوتی ہے۔اس نمو اور بالیدگی کے لیے ظاہر سی بات ہے کہ مادے کی ضرورت ہوتی ہے اور طبیعتِ بدن غذا کو مادے کے طور پر استعمال کر کے اس جسم کو اس کے مزاجی تقاضوں کے لحاظ سے نمو کراتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دوران نمو طبیعتِ بدن تغذیہ اور تنمیہ دونوں ہی کے واسطے غذا میں تصرف کرتی ہے۔اور بدن اور بدن کے تمام اعضاء کو ان کی مزاجی شکل، ہیئت اور جسامت عطا کرتی ہے۔[۱،۳]

غذا کی ضرورت بقاے صحت کے لیے:

انسانی بدن کے احوال کو بیان کرتے ہوئے اطباء نے حالت صحت اور حالت مرض کا ذکر کیا ہے۔ان میں سے حالت صحت کو بدن کی طبعی اور اصل حالت بتایا ہے، جبکہ حالتِ مرض کو عارضی اور غیر طبعی قرار دیا ہے جو کہ یا تو مزاج میں بگاڑ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا ساخت میں۔[۱] زوال صحت کے ان دونوں اسباب میں سے مزاج کا بگاڑ ایک بہت ہی عام سبب ہے۔مزاج غیر طبعی یا سوء مزاج سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کو طبعی طور سے حاصل ہونے والی کیفیات کے اعتدال میں کوئی بگاڑ اس طرح سے پیدا ہو جائے کہ اعضاء اپنے طبعی افعال کو انجام دینے سے قاصر ہو جائیں۔یہ مزاجی فساد عام طور سے تغذیہ وتنقیہ کے اعمال میں خرابی کی وجہ سے رونما ہوتا ہے اور ان کی درستگی بھی انہی دونوں اعمال کی درستگی پر منحصر ہوتی ہے۔لہٰذا غذا بدنی صحت کے قیام میں بہت اہم رول ادا کرتی ہے۔[۳،۹]

غذا کی ضرورت بقاے نوع کے لیے:

اعضاء رئیسہ کے بیان میں شیخ نے لکھا ہے کہ حیات نوعی کی بقاء کے لحاظ سے اعضاء رئیسہ چار ہیں۔قلب، دماغ، جگر، اور خصیتین۔[۴] چونکہ شخصی زندگی کا دائمی قیام ناممکن ہے اس لیے قدرت نے بقائے نوع کی خاطر ایسا انتظام کر دیا کہ ہر نوع اپنے جیسے نئے افراد پیدا کر سکے اور ظاہر سی بات ہے کہ اس لحاظ سے دو طرح کے قویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک تو وہ جو بقاے شخصی کے لیے ضروری ہے، دوسرے وہ جو بقاے نوعی کے لیے۔بقاے نوعی کے لیے جو قوت ذمہ دار ہے اسے قوت مولّدہ اور مصورہ کہا جاتا ہے۔قوت مولدہ نطفہ بناتی نیز جنین تیار کرتی ہے۔جس طرح سے قوت غاذیہ مواد صالحہ میں تغیر وتبدل کر کے بدن کے ضائع شدہ اجزاء کا بدل تیار کرتی ہے۔اسی طرح قوت مولدہ مخصوص مواد میں تغیرات پیدا کر کے نطفہ بناتی اور نئے افراد کی پیدائش کا ذریعہ بنتی ہے۔نطفہ اور جنین کی تیاری کے لیے طبیعت اخلاط اربعہ کی مدد لیتی ہے جو کہ بہر حال غذا سے ہی تیار ہوتے ہیں۔(۳) اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ غذا ہی وہ شے ہے جو کہ بقائے نوع کی خاطر نئے افراد کی پیدائش کے لیے بھی ذمہ دار ہوتی ہے۔

غذاء کی اقسام:

انسان کی طرح تمام حیوانات اور نباتات بھی چار بنیادی اجزاء سے ترکیب پاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں ہی اقسام انسانی غذا کا حصہ ہیں۔(۱) اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نباتات اور حیوانات مختلف امزجہ کے حامل ہوتے ہیں۔اس لحاظ سے کچھ نباتات یا حیوانات ایسے ہوتے ہیں جن کا مزاج انسانی بدن کے مزاج سے کافی قریب ہوتا ہے جبکہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا مزاج انسانی جسم کے مزاج سے کافی بعید ہوتا ہے۔یہ ایک حقیقی امر ہے کہ مختلف غذائیں انسانی بدن پر مختلف طرح کے اثرات مرتب کرتی ہیں۔اسی حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اطباے قدیم نے تمام اغذیہ کو ابتدائی طور سے تین اقسام میں بانٹا ہے، لطیف، کثیف اور معتدل۔

1۔غذاء لطیف:

اس سے مراد ایسی غذاء ہے جو کہ بہ لحاظ ترکیب ایسے اجزاء سے مل کر بنتی ہے جو کہ آسانی سے تحلیل ہو جانے والے ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جب ایسی غذاء وارد بدن ہوتی ہے تو قوت مغیرہ کے عمل کو آسانی سے قبول کر کے بہت جلد لطیف کیموس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ایسی غذائیں آسانی کے ساتھ بدنی اعضاء کا جزو بن جاتی ہیں۔

2۔غذاء کثیف:

یہ اپنی خصوصیات و افعال میں غذاے لطیف کی ضد ہوتی ہے۔یعنی جہاں یہ قوت مغیرہ کے اثر کو مشکل سے قبول کرتی ہے وہیں اعضاء کا جزو بننے کے عمل میں بھی کافی وقت لیتی ہے۔اس طرح کی غذائیں ایسے اجزاء سے مل کر ترکیب پاتی ہیں جو کہ تحلّل کو آسانی سے قبول نہیں کرتے مثلاً ارضی اجزاء، یہی وجہ ہے کہ یہ غذائیں دیر میں ہضم ہوتی ہیں اور گاڑھا خون پیدا کرتی ہیں۔

3۔غذاے معتدل:

ایسی غذا جولطیف وکثیف کے درمیان ہو، جس کے استعمال سے بدن میں اوسط درجہ کا خون پیدا ہوتا ہو اور ہضم ہونے کے لحاظ سے بھی اوسط درجے کی مدت درکار ہوتی ہے۔ایسی غذاؤں کو معتدل غذا کہتے ہیں۔

ان تینوں اقسام میں بعض غذائیں کثیر التغذیہ ہوتی ہیں جس کا بیشتر حصہ خون میں تبدیل ہوکر اعضاء کا جزو بن جاتا ہے۔ اور بعض قلیل التغذیہ ہوتی ہیں جن کا بیشتر حصہ فضلہ کی شکل میں بدن سے خارج ہوجاتا ہے اوران کی بہت ہی کم مقدار خون میں شامل ہوکر بدن کوتغذیہ فراہم کرتی ہے۔

پھران مذکورہ چھ اقسام میں سے ہرایک غذا یا تو جید الکیموس ہوتی ہے یا ردی الکیموس۔

جید الکیموس وہ غذا ہوتی ہے جس سے طبعی خون پیدا ہوتا ہے، جس میں دیگر اخلاط کی آمیزش کمیت و کیفیت کے لحاظ سے بقدرضرورت ہوتی ہے، جبکہ ردی الکیموس غذا سے غیر طبعی خون پیدا ہوتا ہے۔خون یا اخلاط یا کیموس کے غیر طبعی ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی کمیت یا کیفیت کے لحاظ سے اعتدال سے اتنی دور ہو کہ بہ آسانی تغذیہ کے فرائض انجام نہ دے سکے۔[۱،۳،۱۰]

غذا کے عمل کرنے کا بیان:

بدن پر اثرانداز ہونے والی اشیاء عموماً تین طرح کے افعال انجام دیتی ہیں۔

۱۔ اولین حیثیت والے افعال یعنی وہ افعال یا اثرات جو وارد بدن شے کی کیفیات (حرارت، برودت، رطوبت، یبوست) کے سبب ظاہر ہوتے ہیں۔

۲۔ کچھ افعال ثانوی حیثیت کے ہوتے ہیں، مثلاً انضاج،تحلیل اورتلیین وغیرہ۔

۳۔ کچھ افعال ثوالث کی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں اور جوکسی خاص عضو کے ساتھ منسوب ہوتے ہیں مثلاً تقویت قلب، تقویت جگر اور تفتیت حصاۃ گردہ وغیرہ۔[۹]

اطباء کی وارد بدن اشیاء کے افعال کی مندرجہ بالا تقسیم اصلاً دواؤں کی نوعیت عمل پرمبنی ہے۔غذا کے بارے میں ابن رشد لکھتے ہیں کہ غذائیں صرف ایک ہی فعل انجام دیتی ہیں اور وہ ہے تغذیہ یعنی غذا کا جزو بدن بن جانا۔[۹]

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم جو بھی چیزیں بطور غذا استعمال کرتے ہیں وہ ساری غذاے خالص کی تعریف کے ذیل میں نہیں آتی ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا ایک حصہ جو غذا کہلانے کا حقدار ہے وہ جزو بدن بن کر تغذیہ فراہم کرتا ہے جب کہ بقیہ حصہ فضلہ کی شکل میں بدن سے خارج ہوجاتا ہے۔

ایسی تمام اشیاء جو کہ غذا کے نام سے مستعمل ہیں وہ عموماً انسانی بدن کے مزاج سے بہ لحاظ کیفیت کم یا زیادہ ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ غذائی مواد بدن میں حرارت یا برودت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔کیفیات کا لحاظ کرتے ہوئے تمام اغذیہ و ادویہ کو اطباء نے مختلف درجات میں تقسیم کیا ہے۔جب کوئی دوا یا غذاء ہمارے بدن میں داخل ہونے کے بعد حرارت غریزیہ سے متاثر ہوکر اگر کوئی بھی فاضل کیفیت پیدا کرنے کا سبب نہ بنے تو ایسی شے جو معتدل غذاء یا دواء کہتے ہیں۔اور جب کوئی شے وارد بدن ہونے کے بعد بدن میں حرارت کی زیادتی کا سبب بنتی ہے تو اسے حار غذا یا دوا کا نام دیا جاتا ہے اور مقدار حرارت کے لحاظ سے اس شے کو درجۂ اول، دوم، سوم یا چہارم کی حار اشیاء میں شمار کیا جاتا ہے۔اسی طرح ایسی تمام اشیاء جو واردِ بدن ہونے کے بعد بدن کے طبعی درجہ حرارت سے کم حرارت پیدا کرتی ہیں تو اس حرارت کی کمی کے لحاظ سے انھیں اول، دوم، سوم یا چہارم درجہ کی بارد اشیاء شمار کرتے ہیں۔[۹،۱۱]

غذا کی شرائط:

غذائی اشیاء سے تغذیہ حاصل کرنے کے لیے ربن طبری نے فردوس الحکمت میں چار شرائط بیان کی ہیں۔

۱۔غذا کا وقت ۲۔غذا کی ترتیب ۳۔غذا کی مقدار ۴۔مزاجی موافقت[۱۲]

غذا کا وقت:

غذا اس وقت کھائی جائے جب پہلی غذا اچھی طرح سے ہضم ہوچکی ہواور اشتہاء قوی ہو کیونکہ اگر معدے میں غیر منہضم غذا پہلے سے موجود ہواور دوسری غذا اس پر کھالی جائے تو ہضم بگڑ جاتا ہے اور فاسد اور ردی مواد پیدا ہو جاتے ہیں۔اس طرح قوی اشتہاء کے بغیر بھی غذا نہیں لینی چاہیے کیونکہ بھوک ایک ایسی علامت ہے جو کہ ایک خاص رطوبت جسے تیزابی رطوبت کہ سکتے ہیں، اس کے فم معدہ میں دغدغہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ رطوبت جہاں بھوک پیدا کرتی ہے وہیں غذا کو ہضم کرنے میں بھی مددگار ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ بھوک کا احساس ہونے کے بعد لی گئی غذا آسانی سے ہضم ہوجاتی ہے۔اس کے علاوہ بھوک کا احساس عموماً اسی وقت ہوتا ہے جب بدن کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور معدہ بھی خالی ہو چکا ہوتا ہے۔

غذا سرد اوقات میں لینا بہتر ہوتا ہے کیونکہ گرم اوقات میں ہوا کی حرارت، حرارت غریزی کو بدن کے ظاہری حصوں کی طرف کھینچ لاتی ہے اور اندرون بدن حرارت کم ہو جاتی ہے، اس لیے غذا اچھی طرح ہضم نہیں ہو پاتی۔

۲۔غذا کی ترتیب:

بہتر تغذیہ کے لیے غذاؤں کے استعمال میں ایک خاص ترتیب اور باقاعدگی ہونی بھی ضروری امر ہے۔سخت اور قوی غذا کے کھانے کے بعد رقیق اور زود ہضم غذا نہیں کھانی چاہیے کیونکہ زود ہضم غذا پہلے ہضم ہوجاتی ہے اور دیر ہضم غذا کی موجودگی کی وجہ سے اسے نفوذ کرنے کے لیے راستہ نہیں ملتا۔جس کی وجہ سے وہ متعفن ہوکر بگڑ جاتی ہے اور جس غذا سے وہ مخلوط ہوتی ہے اسے بھی بگاڑ دیتی ہے۔اس لیے پہلے اغذیہ لطیفہ استعمال کی جائے اور بعد میں اغذیہ غلیظہ۔

۳۔غذا کی مقدار:

غذا کی مقدار میں اعتدال ہونا چاہیے۔اس کی مقدار آدمی کے روزمرہ کے معمولات، غذائی عادت اور قوت ہضم کے مطابق ہونی چاہیے۔غذائیں اگر معتدل مقدار میں استعمال کی جائیں تو یہ جو ہر بدن میں اضافہ کر کے طبعی حرارت کو بڑھانے کا سبب ہوتی ہیں۔لیکن اگر انھیں معتدل مقدار سے زیادہ استعمال کیا جائے تو اس کی وجہ سے طبعی حرارت مختنق ہوجاتی ہے۔اور یہ زائد مقدار بدن میں جمع ہوکر برودت کا سبب بنتی ہے جبکہ مقدار غذا کی قلت ضعف کا باعث بن سکتی ہے۔

۴۔مزاجی موافقت:

غذا بدن انسان کی طبیعت اور اس کے مزاج کے موافق ہونی چاہیے۔لیکن اگر کسی کے معدہ میں حرارت زیادہ ہو تو لطیف اور زود ہضم غذائیں اس میں جل کر فاسد ہو جاتی ہیں۔اور قوی اور دیر ہضم غذائیں ان کے لیے بہتر ہوتی ہیں۔اسی طرح بارد المعدہ شخص کے معدہ میں قوی اور بطی الہضم اغذیہ بگڑ جاتی ہیں کیونکہ ان کے معدہ میں ہضم کی رفتار سست ہوتی ہے اور غذا معدہ میں رک کر فاسد ہو جاتی ہے۔ان اشخاص کے لیے لطیف اور زود ہضم اغذیہ بہتر ہوتی ہیں۔[۱۲،۴،۱]

مختلف مزاج اشخاص میں ضرورت کے لحاظ سے غذائی سفارشات:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمام اشیاء عالم چار مختلف طرح کے اجزاء اولیہ سے مرکب ہیں جنھیں ارکان اربعہ بھی کہتے ہیں۔یہ ارکان اربعہ مختلف اشیاء کی ترکیب میں بہ لحاظ مقدار و کیفیت مختلف طرح سے شامل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اشیاء میں باہم اتنا زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ان اشیاء کے درمیان موجود اختلاف میں سب سے بڑا اختلاف جاندار اور غیر جاندار کا ہے جس کی بنیاد پر انھیں دو اقسام میں بانٹ سکتے ہیں۔دنیا میں موجود تمام ہی جاندار اشیاء کی ترکیب میں چاروں ہی ارکان شامل ہوتے ہیں لیکن مساوی مقدار میں نہیں بلکہ مختلف مقدار میں اور یہی وجہ ہے کہ نباتات، حیوانات اور انسانوں کی شکل و شباہت اور افعال و طرز زندگی میں

اتنا زیادہ فرق ملتا ہے۔ارکان اربعہ کی ترکیب کا یہی اختلاف دراصل مزاج کے اختلاف کی وجہ بنتا ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں موجود تمام اشیاء کا مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔مزاج کے اعتبار سے کچھ حیوانات اور نباتات انسانی مزاج کے کافی قریب ہوتے ہیں جب کہ کچھ کافی دوراور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسانی بدن کا مزاج اعتدالِ حقیقی سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔اسی لیے دنیا کی تمام اشیاء کے مزاج کو جانچنے یا معلوم کرنے کے لیے انسانی بدن کے مزاج کو پیمانہ تصور کیا گیا ہے۔[۱] اور معتدل بدن انسانی کو بنیاد مانتے ہوئے ہی اشیاء عالم کو حار، بارد، رطب اور یابس جیسی مزاجی کیفیات میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

جس طرح مختلف انواع کے مزاج میں اختلاف موجود ہوتا ہے اسی طرح ایک ہی نوع کے مختلف افراد کے مزاج بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں انسانوں کی تعداد جتنی ہے اتنی ہی طرح کے مزاج بھی پائے جاتے ہیں۔اب جب معاملہ یہ ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ یہ مزاجی اختلاف ان کو ترکیب دینے والے اجزاء اولیہ میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔یعنی ہر انسان کے بدن کو ترکیب دینے والے اجزاء اولیہ دنیا میں موجود تمام دوسرے انسانوں کے مقابلے میں مختلف تناسب رکھتے ہیں۔اسی لیے کوئی انسان حار کہلاتا ہے،کوئی بارد، کوئی رطب تو کوئی یابس۔مختلف افراد انسانی میں موجود یہ اختلاف ہی اس بات کی وجہ بنتا ہے کہ سب کی غذائی پسند و ناپسند اور دوسرے تمام اعمال وافعال بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایک مخصوص قسم کی غذا تمام انسانوں کی صحت کے قیام و بقاء کے لیے بہتر نہیں ہوسکتی بلکہ مختلف مزاج کے حامل اشخاص کو مختلف المزاج اور مختلف الماہیت غذا درکار ہوتی ہے تاکہ ان کا بدن صحت مند رہتے ہوئے افعال ضروریہ کو ادا کر سکے۔اسی اصول کو بنیاد بناتے ہوئے اطباء قدیم نے مختلف مزاج کے حامل اشخاص کے لیے نیز مختلف اسنان اور بلاد و ممالک سے تعلق رکھنے والے اشخاص کے لیے مختلف طرح کی غذائی سفارشات کو تفصیل سے بیان کیا ہے،جن کی پیروی صحت کی ضامن اوران کی خلاف ورزی مختلف امراض کی وجہ بن سکتی ہے۔

غذائی سفارشات:

علی ابن عباس مجوسی لکھتے ہیں کہ تمام ابدان میں سے ہر بدن اپنی ساخت، اپنے مزاج اور اپنے اندرونی اعضاء کی ساخت اور مزاج کے لحاظ سے تمام دوسرے ابدان سے مختلف اور یگانہ ہوتا ہے۔اس لیے ایک طبیب کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مختلف اشخاص کی بدنی ساخت، عمر، عادات، پیشہ اور امزجہ کا بغور مطالعہ کرے اور مناسب غذا کا انتخاب کرنے کے بعد ہی تجویز کرے۔[۱] کیونکہ مختلف امزجہ کے حامل اشخاص کے لیے کچھ مخصوص غذائیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ ان کے لیے مناسب ترین ہوتی ہیں اوران غذاؤں سے مخالف مزاج کی غذائیں ان کے لیے نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔[۱۴]

معتدل مزاج اشخاص میں صحت کو بہتر رکھنا ہوتو ایسی غذاؤں کا استعمال مناسب ہے جو مزاج کے موافق ہوں جس سے ان کا مزاج اپنے حال پر قائم رہے اور جس کی وجہ سے تحلیل شدہ اجزاء کا بدل اور قائم مقام حاصل ہوتا رہے نیز بدن میں کوئی کیفیت غالب نہ ہونے پائے۔جن لوگوں کے مزاج معتدل نہیں ہوتے خواہ حار ہوں یا بارد، اگر ان کے مزاج کے مطابق گرم یا سرد غذائیں دی جاتی ہیں تو ان کے بدن کی حرارت یا برودت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جوانوں اور صفراوی مزاج اشخاص میں گرم چیزیں ضرر پہنچاتی ہیں۔اس کے برعکس کہول ومشائخ اور بلغمی مزاج اشخاص ٹھنڈی چیزوں سے تکلیف پاتے ہیں۔[۱۰] لیکن ایک صحت مند حار مزاج شخص کی صحت چونکہ حرارت پر منحصر ہوتی ہے اوران کے ابدان کی یہ حرارت ان کے مزاج کے مطابق برقرار رکھنا ضروری ہے اس لیے انھیں ایسی غذا دی جانی چاہئے جو غذا حقیقی سے قریب ہو یعنی ایسے اشخاص کے لیے کثیرالتغذ یہ غذاؤں کا استعمال بہتر ہے مگر اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ایک یہ کہ غذا بہ لحاظ کمیت زیادہ نہ ہو، دوسرے کیفیت کے لحاظ سے اتنی حار نہ ہو کہ بدن کے مزاج سے زائد حرارت پیدا کرنے کا سبب بن جائے کیونکہ حار مزاج اشخاص میں آگے چل کر

سن کہولت اور شیخوخت میں یبوست کا غلبہ ہونے کا خدشہ زیادہ رہتا ہے اس لیے زیادہ حار اغذیہ کا استعمال بہتر نہیں۔ جبکہ بارد مزاج اشخاص میں ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو لطیف حرارت پیدا کرنے والی ہو اور رطوبت و یبوست میں معتدل ہو جس سے کہ حرارت غریزی کو طبعی افعال میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔[۴] اسی طرح رطب مزاج اشخاص میں ایسی غذاؤں کا استعمال مناسب ہے جن میں رطوبت زیادہ نہ ہو اور لطیف حرارت پیدا کرتی ہوں اور یابس مزاج اشخاص میں ایسی غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو رطوبت زیادہ اور حرارت کم پیدا کریں۔[۳-۱۰-۱۴]

البتہ اگر کسی مزاج کی تعدیل مقصود ہو تو اس وقت ایسی غذاوں کا استعمال کرنا چاہیے جن کی کیفیت اس کیفیت کے مخالف ہو جس کی طرف اس کا مزاج مائل ہو گیا ہے۔[۳-۱۰-۱۲] مثال کے طور پر وہ حار مزاج اشخاص جن کے مزاج میں صفراء غالب ہو گیا ہو اور یہ غلبہ ان کی صحت کے لیے مضر ہو تو ایسے اشخاص کو بارد اور رطب غذاوں کا استعمال کرانا افضل ہے تاکہ صفرا کی کیفیت کے مضاد کیفیت والی غذاؤں کی مدد سے صفرا کے غلبہ کو کم کیا جا سکے۔ اسی طرح غیر طبعی خون کے غلبہ کی حالت میں ایسی غذا دینی چاہیے جو تھوڑی بارد ہو اور ساتھ ہی ساتھ اس میں غذائیت بھی کم ہو، جبکہ بلغمی مزاج والوں کو مسخن اور ملطف غذا دینی چاہیے جس میں کہ غذائیت کم ہو۔ اور ایسے اشخاص جن کے بدن میں سوداء طبعی کا غلبہ ہو ان کی غذا مرطب اور مسخن خواص کی حامل ہونی چاہیے۔[۳] یہاں خاص بات یہ ہے کہ اطباء نے یہاں بھی علاج بالضد کا کلیہ ہی استعمال کیا ہے اور کسی بھی خلط کے غلبہ کی صورت میں متضاد کیفیات کی حامل اغذیہ کے استعمال کی سفارش کی ہے۔

بدن کا مزاج عمر کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے اور عمر کے مختلف درجات کے دوران بدن میں ہونے والے طبعی تغیرات مزاج کی اس تبدیلی کا سبب ہوتے ہیں۔ اس مزاجی تبدیلی کے باعث عمر کے ہر درجہ میں غذائی ضرورت بھی مختلف ہوتی ہے۔ جیسے سن شباب جو کہ تقریباً تیس سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اس میں صحت درجہ کمال پر ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی عمر ہے جہاں پر آکر بدن میں موجود قوت نامیہ کا فعل رک جاتا ہے کیونکہ قوت نامیہ کا فعل بدن کو اس کے مزاج کے لحاظ سے طبعی طول، عرض اور عمق عطا کرنا ہوتا ہے اور جب انسان تقریباً تیس سال کے آس پاس پہنچ جاتا ہے تو قوت نامیہ کے بجائے صرف قوت غاذیہ ہی غذائی تصرفات میں حصہ لیتی ہے تاکہ تغذیہ کے فعل کو انجام دے سکے۔ سن شباب سن وقوف بھی کہلاتا ہے یعنی ٹھہراو کی عمر، یہاں پر ٹھہراو سے عمل نمو میں ٹھہراو مراد ہے۔ چونکہ اس درجہ میں نمو رک جاتا ہے اور رطوبت غریزیہ کی مقدار بھی اس قدر ہوتی ہے کہ وہ بدنی اعضاء کے اندر ان کی ضرورت کے لحاظ سے حرارت پیدا کر سکے (حرارت غریزیہ کی حفاظت کر سکے) اس لیے اعضاء بدن میں نمو کے بجاے اب صرف بدل ما یتحلّل کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ عمر کے تیس سے تقریباً چالیس سال کے اس وقفہ میں بدن کو صرف اتنی ہی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جتنی بدن کے طبعی افعال کے نتیجہ میں خرچ ہونے والی توانائی کا بدل فراہم کر سکے۔ چونکہ اس عمر میں صحت درجہ کمال پر ہوتی ہے اس لیے ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو مزاج کے موافق اور مناسب ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ جوانوں میں حفظ صحت کی غرض سے غذا کی عمومی تدابیر اختیار کی جائیں، یعنی غذا کی مقدار، ترتیب اور اوقاتِ غذا سے متعلق عمومی ہدایات پر عمل کیا جائے اور ساتھ ہی ان کے مزاج کا لحاظ رکھا جائے۔ اس عمر میں کثیر التغذیہ غذاؤں کا زیادہ اور مستقل استعمال مناسب نہیں ہے۔[۳-۹-۱۰]

بچے اور بوڑھے ابدان ضعیفہ میں شمار کیے جاتے ہیں کیونکہ عمر کے ان درجات میں جہاں بچوں میں ان کے اعضاء اور قویٰ پوری طرح سے فعال نہیں ہوتے وہیں دوسری طرف بوڑھوں میں جسم کے تمام اعضاء میں طبعاً ضعف لاحق ہو چکا ہوتا ہے۔ نیز ان کا مزاج بھی مختلف ہوتا ہے اس لیے ان کی غذائیں کمیت اور کیفیت ہضم کے اعتبار سے مختلف ہونی چاہیے۔

سن نمو کا مزاج حار رطب ہوتا ہے کیونکہ اس عمر میں بدن میں

حرارت غریزیہ اور رطوبت غریزیہ باقی عمروں کے بالمقابل زیادہ ہوتی ہے، نیز اس عمر میں بدن کی نشو ونما کے سبب بدنی استحالات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے بچوں میں بدنی حرارت کمیت کے لحاظ سے جوانوں سے زیادہ ہوتی ہے، ساتھ ہی ان میں غذائی تغیرات اور استحالات کے لیے حرارت کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ عمل نمو کی انجام دہی کے لیے حرارت کو رطوبت کی ضرورت ہوتی ہے اور بچوں میں تغذیہ کے ساتھ تنمیہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے بچوں میں حرارت کی مناسبت سے رطوبت کی مقدار بھی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے اور نتیجے کے طور پر بچوں کا مزاج رطوبت کی طرف مائل یعنی حار رطب ہوتا ہے۔ تغذیہ کے ساتھ تنمیہ کی ضرورت کے سبب بچوں میں غذا کی زیادہ مقدار درکار ہوتی ہے، لیکن چونکہ بچوں کے قویٰ نسبتاً ضعیف ہوتے ہیں اور قوت ہاضمہ سخت اور خشک چیزیں آسانی کے ساتھ ہضم نہیں کر سکتی، اس لیے یہ ضروری ہے کہ بچوں کی غذا کثیر التغذیہ ہونے کے ساتھ ساتھ لطیف اور زود ہضم ہو جو مزاجاً حار رطب ہو۔[۳،۱۰،۱۳]

کہول و مشائخ کے مزاج میں برودت اور یبوست کا غلبہ ہوتا ہے، رطوبت غریزیہ نمایاں طور سے کم ہو چکی ہوتی ہے، قوی کمزور ہونے لگتے ہیں، قوت ہاضمہ بھی ضعف کا شکار ہوتی ہے، اس کے علاوہ دیگر اعضاء کی قوتیں بھی ضعیف ہو چکی ہوتی ہیں جس کے سبب بدن میں فاضل اور غیر طبعی رطوبات اکٹھا ہونے لگتی ہیں۔ اسی لیے کہول و مشائخ میں غذا قلیل مقدار میں دینی چاہیے جو لطیف، قلیل التغذیہ اور زود ہضم ہو۔ نیز اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ انہیں ایک بار میں زیادہ غذا نہ دی جائے بلکہ تھوڑی تھوڑی غذا متعدد بار دی جائے۔[۳،۱۰]

چونکہ اجناس کے لحاظ سے بھی مزاجی اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ مانا جاتا ہے کہ مردوں کے مزاج میں عورتوں کی بہ نسبت حرارت و یبوست زیادہ ہوتی ہے، قوی زیادہ مضبوط اور بہتر ہوتے ہیں نیز ان میں عمل تحلّل بھی زیادہ ہوتا ہے اور بدن کی حرارت چونکہ اعمال ہضم اور استحالہ میں مددگار ثابت ہوتی ہے جس سے کہ ان میں خام اخلاط کے پیدا ہونے کا خطرہ کم ہی ہوتا ہے لہٰذا عورتوں کے مقابلے میں مردوں کے لیے کثیر التغذیہ غذائیں زیادہ مناسب ہوتی ہیں۔ دوسری طرف عورتوں کے ابدان نسبتاً بارد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں جہاں تحلّل کم ہوتا ہے وہیں عمل ہضم و استحالہ میں بھی اتنی قوت نظر نہیں آتی جتنی کہ مردوں میں ہوتی ہے، اس لیے ان کے لیے لطیف اور زود ہضم غذائیں زیادہ مناسب ہوتی ہیں۔(۲)

حوالہ جات

۱- مجوسی علی ابن عباس، کامل الصناعۃ الطبیہ (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفا؛ ۲۰۱۰: ۲۳۸، ۲۳۹، ۴، ۲۴۱، ۱۴، ۱۵، ۱۶

۲- جرجانی محمد اسماعیل، ذخیرہ خوارزم شاہی (اردو ترجمہ) جلد اول، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفا؛ ۲۰۱۰: ۳۴، ۱۹

۳- کبیر الدین محمد، کلیات نفیسی، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفا؛ ۱۹۵۴: ۱۰۸، ۲۵۳، ۱۰۷، ۲۷۶، ۱۱۰، ۵۶۰۲۲۱، ۳۷۵، ۳۸۷

۴- ابن سینا شیخ الرئیس، القانون فی الطب (اردو ترجمہ) جلد اول، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفا؛ ۲۰۱۰: ۱۷۴، ۱۸۱، ۱۹۵، ۱۹۷

۵- ارزانی محمد اکبر، اکسیر القلوب، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۱۰: ۲۴۹

۶- رازی ابوبکر محمد بن زکریا، کتاب المرشد (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ترقی اردو بیورو؛ ۲۰۰۰: ۴۸

۷- مسیحی ابو سہل عیسیٰ بن یحییٰ، کتاب المائۃ (اردو ترجمہ) حصہ اول، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۸: ۱۷۸

۸- ہروی محمد بن یوسف، عین الحیوٰۃ، علی گڑھ: ابن سینا اکیڈمی؛ ۲۰۰۷: ۱۴۴

۹- ابن رشد ابوالولید، کتاب الکلیات، لاہور، پاکستان: مکتبہ دانیال؛ ۲۱۰۷: ۲۴۲، ۲۱۳، ۲۱۵

۱۰- ابن سینا شیخ الرئیس، کلیات قانون (مترجم حکیم محمد کبیر الدین)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفا؛ ۲۰۱۵: ۱۶۷، ۲۱۸، ۲۴۴، ۱۹۷، ۱۲۲، ۱۷۶

۱۱- اعظم خاں حکیم محمد، محیط اعظم (اردو ترجمہ) جلد اول، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۱۲: ۲۹

۱۲- ربن طبری ابوالحسن علی بن سہل، فردوس الحکمت (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفا؛ (غیر مورخ): ۱۱۷، ۱۰۴

۱۳- جالینوس، کتاب فی المزاج (اردو ترجمہ)، علی گڑھ: ابن سینا اکیڈمی؛ ۲۰۰۸: ۱۳۲، ۱۳۳

۱۴- ابن ہبل بغدادی مہذب الدین، کتاب المختارات فی طب (اردو ترجمہ) حصہ اول، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۵: ۲۰۵

●●●

رازی کی تحریروں میں زینتِ شعر کا بیان

☆محمد ارشد جمال

☆☆صبا خانم

☆☆☆ارم ناز

☆☆☆☆محمد علیم الدین قمری

جسمانی زیب وزینت کی روایت کے تار دنیا میں انسانی وجود کی موجودگی سے جڑے ہوئے ہیں۔فطرت نے انسان کی مٹی میں شکم کی آسودگی کے بعد جس شے کی حرص سب سے زیادہ گوندھ رکھی ہے وہ یقیناً بدنی جمالیات ہیں۔جنسی لحاظ سے استفعالیت کے عنصر کی زیادتی کے سبب خواتین میں آرائشِ جمال کی طمع نسبتاً زیادہ ہوتی ہے لیکن مردوں میں بھی اتمامِ وجاہت کی خواہش زیریں سطح پر لہر بہ لہر موجزن رہتی ہے۔انفرادی طور پر جذب و کشش کے مراکز مختلف ضرور ہوسکتے ہیں تاہم جسم کی ظاہری وضع قطع اوراس کا بانکپن ہی بالعموم مرکز نگاہ ٹھہرتا ہے۔بدن کی تزئین و آرائش میں یوں تو تمام اعضاء کا متناسب ہونا اہم ہے لیکن وہ اعضاء جواس کے ظواہر کا حصہ ہوتے ہیں ان کا کردار غیر معمولی ہوتا ہے۔ان اعضاء میں جلداور بالوں کو کہیں زیادہ فوقیت حاصل ہے۔جلد بظاہر کئی حوالوں سے کشش رکھتی ہےاور خدوخال کی مدد سے جذبات واحساسات سمیت مختلف نوعیت کے اظہار کا وسیلہ ثابت ہوتی ہے لیکن بال جیسے خشک عضو سے جمالیات کے اظہار کو قدرت کی کرشمہ سازی سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔جلد کی طرح بال بھی تزئینیات کا اہم حوالہ ہیں اوراپنی مناسب تراش وخراش، سنوارے جانے کے انداز، چمک دمک، لمبائی ودبازت اورانداز نمو کی بنیاد پر جذب وکشش کا مرکز ٹھہرتے ہیں۔

دیگر صحتی علوم کی طرح زینت شعر کی تاریخ بھی قدامت کے تمام تر شواہد رکھتی ہے۔آشوری عہد (1500 سال قبل مسیح) میں شاہان اور اشرافیہ میں بالوں کی تجعید (گھنگھریالا بنانے) کا

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ امراض جلد وتزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆ ایم ڈی اسکالر، شعبۂ امراض جلد وتزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ امراض جلد وتزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆☆ پروفیسر وصدر، شعبۂ امراض جلد وتزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

رواج عام تھا، چنانچہ لوہے کی سلاخوں کو آگ میں گرم کر کے اس مقصد کا حصول ممکن ہوا کرتا تھا۔[1] تقریباً 300 سال قبل مسیح کے مومی مجسموں پر کی جانے والی تحقیقات کے مطابق قدیم مصری تہذیب میں بالوں پر حیوانی اور نباتی شحمیات استعمال کی جاتی تھیں۔ ان تحقیقات میں بالوں کو گھنگریالے بنانے والے چمٹوں کی بازیافت کے شواہد بھی ملتے ہیں۔[2] اس عہد میں بالوں کے تحفظ اور ان کو مرطوب رکھنے کے لیے روغن بادام و روغن ارنڈ کا التزام کیا جاتا تھا۔[1] یونانی تہذیب میں خواتین بالوں کو سدھانے کی غرض سے روغن زیتون استعمال کیا کرتی تھیں۔[2] قدیم ہند آریائی تہذیب میں بھی بالوں کو مضبوط بنانے اور انتشار شعر سے بچنے کے لیے روغنیات کا چلن عام تھا۔ اس حوالے سے چرک سمہتا میں نباتی ادویہ سے حاصل شدہ روغنیات کے استعمال کی ہدایتیں موجود ہیں۔[3] ازمنہ وسطی میں یہ سلسلہ روغن السی اور روغن حنا کے آمیزہ سے بنائے ہوئے جیل(gel) تک جا پہنچتا ہے[4] اور چودھویں صدی عیسوی میں بالوں میں باقاعدہ طور پر روغنی صابن لگائے جانے کی روایات سامنے آتی ہیں۔[1]

اعضاء کی بحالی صحت اور ان کے طبعی تناسب کا تعلق براہ راست طب سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بالوں کا تحفظ، ان کی بہتر نشو و نما اور ان کی زینت سے متعلق تدابیر و احکامات بھی طبی ذخائر میں وافر مقدار میں موجود ہیں۔ زینت شعر سے متعلق یہ احکامات ابتدائی عہد سے ہی یونانی، ہندی و چینی طب کی ادبیات میں مرقوم ہیں۔ حالانکہ یونانی طب ادبیات و تصانیف کے حوالے سے مشاہیر کی ایک طویل فہرست رکھتی ہے جس میں بقراط، ارسطو، جالینوس، ابن سینا، ابوسہل مسیحی، علی ابن عباس مجوسی، زکریا رازی، ابن رشد، ابن زہر، ربن طبری اور اسماعیل جرجانی سمیت سیکڑوں اسماء شامل ہیں لیکن اس فہرست میں شامل زکریا رازی کا نام کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ مورخین نے مختلف موضوعات پر ان کی 250 سے زائد کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جن میں نصف سے زائد کتابیں طبی تعلیمات پر محیط ہیں۔ حکیم وسیم احمد اعظمی نے اپنے ایک مضمون میں ان کی 125 طبی کتابوں کی تفصیل پیش کی ہے۔[5]

زکریا رازی نہ صرف اپنے عہد کے سب سے بڑے طبیب تھے بلکہ عظیم کیمیا داں اور ماہر طبعیات بھی تھے۔ اس کے علاوہ علم تشریح، علم منافع الاعضاء، علم العین، علم الجنین، علم القبالت، طب اطفال اور وبائیات میں بھی ان سے بہت سی اولیات منسوب ہیں۔[6] ان کی ہمہ جہت ہستی سے یوں تو طب و کیمیا میں علم و عمل کے لاتعداد کارنامے منسوب ہیں لیکن ان کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ اہم ترین طبی انسائکلو پیڈیا ''الحاوی فی الطب'' ہے جسے انھوں نے متقدمین کی تصانیف اور ان کے اقوال کو جمع کر کے 23 جلدوں میں ترتیب دیا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق الحاوی میں کل 78 اطباء کے علمی آثار کا حوالہ دیا گیا ہے اور دو سو سے زائد کتابوں سے اقتباسات منقول ہوئے ہیں۔[5] چونکہ اس موسوعہ میں انھوں نے طب کے جملہ مباحث کی جمع و تدوین کا بیڑا اٹھایا تھا لہذا یہ کیسے ممکن تھا کہ تزئینات و آرائش بدن جیسا اہم حصہ ان کی بیاض تحقیق و تالیف پر اپنی روشنائی نہ بکھیرتا۔ زکریا رازی نے اپنی تحریروں میں بشمول زینت شعر آرائش بدن کی تدابیر پر خاطر خواہ بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں نہ صرف انھوں نے ذاتی افادات نقل کیے ہیں بلکہ قدماء کے آزمودہ طریقہ کار کو بھی حوالوں کے ساتھ شامل کیا ہے۔ حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی نے طبی ادبیات میں تزئینیات کی شمولیت اور اس کے تصور کی پیش کش میں اولیت کی سند بھی زکریا رازی کو دی ہے، الحاوی کی 23 ویں جلد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:[7]

> ''اس جلد کے بیشتر ابواب کا تعلق آرائش جمال [Cosmetics] سے ہے جس کی بنیاد پر بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ رازی کے سامنے آرائش جمال کا تصور [Concept] بالکل واضح تھا۔ حسین و جمیل نظر آنا اور حسن پرستی انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ بلا شبہ آج سارے جہان میں حسن کدوں [Beauty Parlours] کی بھرمار ہے، تاہم اطبائے قدیم نے بھی

اس طرف خصوصی توجہ مبذول کی اور زکریا رازی نے تو الحاوی الکبیر فی الطب کی اس آخری جلد کے آخری حصے کو آرائش جمال کے لیے مختص کر کے اس میدان میں اولیں حیثیت سے اختصاص کا درجہ حاصل کرلیا۔''

ایسا نہیں ہے کہ رازی کی تحریروں میں تزئینیات کا بیان الحاوی فی الطب تک ہی محدود ہے۔ انھوں نے اپنی دیگر کتابوں میں بھی اس ضمن میں خامہ فرسائیاں کی ہیں بالخصوص کتاب المنصوری اور کتاب الفاخر فی الطب میں زینت و آرائش سے متعلق مستقل ابواب قائم کیے گیے ہیں۔ان ابواب میں انھوں نے جہاں جلد، ناخن اور بالوں سے متعلق امراض سے بحث کی ہے، وہیں ان کے تغذیہ، تحفظ، نشو ونما اور تحسین کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ زیر نظر مضمون میں محض ان امور پر اکتفا کیا جارہا ہے جو راست زینت شعر (hair cosmetics) سے متعلق ہیں۔ان میں بالوں کا حسنِ نمو، تحفظ شعر، تقویت شعر، درازیِ گیسو، انبات شعر، زلف کی حسنِ رنگت، اس کا بناؤ سنگار، ناپسندیدہ بالوں کا ضیاع اور دیگر امور شامل ہیں۔

تحفظ شعر:

بالوں کے تئیں حساس افراد کی اولین خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی ایسی شے کا التزام کرتے رہیں جو ان کے گیسوؤں کو آفات و شر سے تحفظ فراہم کرے تا کہ مزاج و موسم کی سردی و گرمی کا ان پر قطعاً اثر نہ ہو سکے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے عام طور پر مناسب غذاؤں اور ایسی دواؤں کا متواتر استعمال مفید ہوتا ہے جن میں قوت قابضہ کے ساتھ ساتھ ہلکی سی حرارت بھی موجود ہو۔ ان دواؤں میں برگ آس، حب الآس، لاذن، پرسیاوشاں، آملہ، ہلیلہ سیاہ، ایلو، مرکی، مازو وغیرہ کافی اہمیت کی حامل دوائیں ہیں جن کو عام طور پر کسی روغن میں شامل کر کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ زکریا رازی سے اس مقصد کے لیے روغنیات، طلاء اور مسوح منقول ہیں جو حسب ذیل ہیں:

نسخہ روغن آملہ: آملہ کو چار گنا زیادہ پانی میں ڈال کر اتنی دیر تک پکائیں کہ ایک چوتھائی پانی جل جائے۔ پھر اسے چھان کر اسی کے برابر روغن گل شامل کر کے پکائیں یہاں تک کہ پانی بالکل ختم ہوجائے۔اس کے بعد استعمال میں لائیں۔ ۸

نسخہ روغن دیگر: آملہ، برگ آس، دونوں کو پانی میں اس قدر جوش دیں کہ سرخ ہوجائے۔اس کے بعد روغن زیتون کہنہ، آب آس، آملہ، ہر ایک 400 گرام پکائیں، جب پانی جل جائے اور صرف روغن رہ جائے تو لاذن 35 گرام شراب میں ڈال کر ملا لیں اور بال کی جڑ میں لگائیں۔ 9

نسخہ روغن دیگر: کزبرۃ البئر یا پرسیاشاؤں ایک حصہ، لاذن دو حصے لے کر سرکہ انگوری اور روغن آس میں ملا لیں۔ پھر بوقت ضرورت استعمال میں لائیں۔ ۸

نسخہ مسوح: برگ شقائق کو روغن آس میں باریک کر کے رات میں بطور مسوح سر پر استعمال کریں اور صبح اٹھ کر نہالیں۔ ۸

نسخہ طلاء: حب الآس، مازو اور آملہ روغن میں پکا کر سر میں لگائیں یا تخم کتاں کے پودے کو اس کی تخموں سمیت جلائیں اور جلا کر کسی روغن میں ملا کر طلاءً استعمال کریں یا لاذن کو شراب میں سحق کر کے طلاءً استعمال کریں۔ ۸

تقویت شعر:

تقویت شعر سے مراد بالوں کی جڑوں کا مضبوط ہونا اور جلد سے ان کی پیوستگی کا مستحکم ہونا ہے تا کہ ان کی مدت حیات طبعی اعتدال پر برقرار رہ سکے۔ صحت مند ابدان میں بالعموم اس مقصد کے لیے غذائی دستیابی ہی کفایت کرتی ہے اور اس کے لیے کسی اضافی جد و جہد کی ضرورت نہیں پڑتی ہے لیکن نقص تغذیہ اور امراض مزمنہ کی صورت میں بالوں کی جلد سے پیوستگی متاثر ہوجایا کرتی ہے۔ ایسی صورت میں تغذیہ سے بھرپور غذائیں، حمام معتدل، آبزن اور حرارت لطیف، قوت جاذبہ و قوت قابضہ سے مملو دوائیں نہایت کارگر ہوتی ہیں۔ تقویت شعر کے لیے رازی سے منقول دو اہم نسخے حسب ذیل ہیں:

نسخہ روغن: گل لالہ، برگ آس، پرسیاؤشاں، سنبل الطیب، سعد کوفی، تخم گاجر، تخم کرفس، آملہ ہر ایک 24 گرام، 1.2 لیٹر پانی

میں جوش دیں۔ جب 400ملی لیٹر رہ جائے تو اسے چھان کر روغن خیری400ملی لیٹرڈال کردوبارہ جوش دیں۔ جب پانی جل کرخشک ہوجائے تو اس میں اقاقیا17.5 گرام اوراس کے ہم وزن ریشہ درخت صنوبر کی راکھ ڈالیں اوراس کو خارجی طور پرعرصہ تک استعمال کرائیں۔۹

نسخہ طلاء : مازو کو کچل کر قطران کی شراب کہنہ میں ڈال کر اس قدر پکائیں کہ وہ پھول کراوپر اٹھ آئے۔ پھر اسے کوٹیں اور باریک پیس کر روغن گل میں ملا کر رکھ لیں اور سر کو منڈوا کر اس پر تین روز بطور طلاء استعمال کریں۔اس کے بعد حمام میں جا کر اسے دھوڈالیں۔۸

تطویل شعر:

درازیٔ شعر زیب و زینت اور افزائش حسن کی ایک اہم علامت ہے۔مشرقی معاشرے میں زلف دراز کی حصولیابی کے لیے بصد تکلف اہتمام کیا جاتا ہے۔عورتیں اپنے بالوں کوترشوانے سے گریزاں رہتی ہیں اور انھیں بہت سنبھال کر رکھتی ہیں۔اس غرض سے بالوں میں قابض روغنیات کا استعمال مفید ہوتا ہے نیز ان پرایسی دوائیں کارگر ہوتی ہیں جن میں قوت قابضہ اور جاذبہ دونوں یکساں طور پر موجود ہوں، مثلاً حب الآس، گل سرخ ، بکائن، مرکی، پرسیاؤشاں، برگ کدو، برگ کنجد وغیرہ۔زکریا رازی نے بالوں کو دراز بنانے کے لیے روغن، طلاء،غسول اور لطّوخ کے متعدد نسخے تحریر کیے ہیں۔ یہاں پر چند ایک مذکور ہیں:

نسخہ روغن: عصارۂ برگ تل، برگ خطمی، لعاب کتاں کوتیل میں پکا کر استعمال کریں۔۸

نسخہ روغن دیگر: اچھے قسم کا لاذن لے کر کسی مٹی کے پیالے میں حل کریں پھر اس میں روغن زیتون اور جائفل شامل کر کے اتنا کوٹیں کہ سب ایک دوسرے میں گھل مل جائیں۔اس کے بعد اس میں سے لے کر سر میں لگائیں اورنقوع حنظل سے سر کو دھوئیں۔۸

نسخہ روغن دیگر: عصارۂ برگ تل، برگ خطمی ، لعاب تخم کتاں کوتیل میں پکا کر استعمال کریں۔۸

نسخہ طلاء : برگ آزاد درخت، پرسیاؤشاں سبز، برگ کنوچہ،آملہ،تمام دواؤں کو پانی میں جوش دیں،سر کو پہلے آملہ کے پانی سے دھوکر اس سے طلاء کریں۔۹

نسخہ غسول: چقندر کو پانی میں جوش دیں اور اس میں تھوڑی رائی ڈال کر اس سے سر دھوئیں،اس کے بعد روغن آس سے مالش کریں، بال طویل ہوں گے۔۹

نسخہ غسول دیگر: برگ کنجد کے پانی سے سر دھونا بالوں کوملائم اورطویل بناتا ہے۔۸

نسخہ لطّوخ: لاذن کو شراب اور روغن آس میں سحق کر کے اس سے سر کو ہمیشہ ڈھانکے رکھیں۔۸

حسنِ نموے شعر:

گیسوؤں کا حسن نہ صرف اس بات پر منحصر ہے کہ وہ کتنے سیاہ،مضبوط اور دراز ہیں بلکہ وہ اس لیے بھی مرکز کشش ٹھہرتے ہیں کہ ان کے اگنے کا انداز کیسا ہے،نرمی وملائمت میں وہ کس مقام پر فائز ہیں اور ان میں شفافیت اور چمک کتنی اعلیٰ ہے۔آیا وہ بالکل سیدھے(straight) ہیں،موج دار(wavy) ہیں یا ان میں گھنگھریالا پن(Curly) بھی موجود ہے۔اگر وہ گھنگھریالے ہیں تو ان کا گھماؤ کس درجے تک محدود ہے۔حالانکہ بالوں میں ان خواص کا حصول آج کل مصنوعی طور پر بھی ممکن ہے لیکن فطری حسن تو بہرحال فطری ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اطباء قدیم سے بالوں میں فطری حسن نمو کی تدابیر بھی منسوب ہیں۔ اس ضمن میں کتاب الحاوی کے درج ذیل نسخے ملاحظہ کریں:

نسخہ لطّوخ: پوست اخروٹ کو جلا کر کسی شراب میں اور روغن زیتون میں باریک پیس کر بطور لطّوخ بچوں کے سر پر استعمال کیا جائے تو ان کے بال خوبصورت شکل میں نکلتے ہیں۔۸

نسخہ روغن : روغن میتھی کو روغن آس میں ملا کر بالوں میں لگانے سے بال صاف ستھرے ہوجاتے ہیں۔۸

نسخہ طلاء: ابرو کے بالوں کو خوبصورت بنانے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ کھجور کی گٹھلیوں کو اس قدر جلائیں کہ وہ کالی اورنرم

وملائم ہوجائیں ۔اس سے زیادہ نہ جلائیں ۔اس کے بعد اسے باریک پیس کر روغن آس میں گوندھ لیں اور بوقت ضرورت ابرو اورداڑھی میں لگائیں۔۸

تجعید شعر:

بال یوں تو فطرتاً فرد فرد میں مخصوص شکل کے حامل ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات بطور زینت عارضی طور پر ان میں تبدیلی لانے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔اس غرض سے کبھی ان کی تسبیط (Straightneing) کی جاتی ہے اور کبھی تجعید (Curling) کی ضرروت پڑتی ہے۔ بیشتر اوقات بالوں کی کشش کو دوبالا کرنے کے لیے ان کو گھونگھریالا بنایا جاتا ہے۔ اطبائے قدیم اس مقصد کے لیے مقامی طور پر قابض دواؤں کو استعمال کرتے تھے جس سے بالوں میں اینٹھن اور گھماؤلاحق ہوجاتا تھا مثلاً بیری کے پتے، مازو، مردار سنگ، آردحلبہ، آملہ، برگ سرو، مائیں، کف دریاوغیرہ۔ رازی نے بھی اپنی تالیفات میں تجعید شعر کے لیےنسخہ جات واقوال تحریر کئے ہیں:

نسخہ غسول: بالوں کوگھنگھریالا بنانے کے لئے سر کو برگ سدر(بیری کا پتہ)اور مازو سے دھونا ضروری ہے۔۹

نسخہ غسول دیگر: برگ زیتون کے جوشاندہ سے بالوں کو دھونا گھنگھریالا بناتا ہے۔۸

نسخہ روغن: روغن میتھی بالوں کوگھنگھریالا بناتا ہے۔۸

تکثیف شعر:

بالوں کی طبعی خوبصورتی اوراس کی مضبوطی کا انحصار اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ وہ کتنے دبیز اور موٹے ہیں۔ مزاجی حرارت و یبوست اس مقصد کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صفراوی مزاج لوگوں کے بال سیاہ، دبیز اور گھنے ہوا کرتے ہیں۔ وہ چیزیں جو بالوں کو کثیف بناتی ہیں ان میں حلبہ ، السی، اقاقیا، مازو، کندر اور ایرسا وغیرہ شامل ہیں۔تکثیف شعر کے لیے رازی نے الحاوی فی الطب میں حسب ذیل نسخہ تحریر کیا ہے:

نسخہ روغن: درخت آس کی شاخوں کو لے کر نچوڑیں اور اسے روغن گلِ رات رانی میں ڈال کراس قدر پکائیں کہ وہ سبز ہوجائے۔ پھراس میں لاذن جوکسی شراب میں پہلے ہی حل کر لی گئی ہو،کو شامل کردیں اور بوقت ضرورت سر میں تیل کی طرح لگائیں۔۸

ترقیق شعر:

بعض اوقات چہرے یاغیر مطلوبہ مقامات پر بال یا روئیں دار اجزاء کی موجودگی آرائش جمال کومتاثر کرتی ہےاورحسن کو ماند کرتی ہے۔ایسی صورت میں ان کو باریک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ نظر نہ آئیں۔آج کل اس غرض سے تبییض وجہی (Facial bleech) کا استعمال عام ہے۔کبھی ترقیق شعر کی ضرورت یوں بھی پیش آتی ہے کہ بہت زیادہ سخت اور دبیز بالوں کو حسب ضرورت سنوارنا اور مطلوبہ ڈیزائن دینا دشوار ہوا کرتا ہے۔ ترقیق شعر کے لیے وہ تمام اشیاء جومفرد یا مرکب شکل میں جلاء پیدا کرتی ہیں استعمال میں لائی جاسکتی ہیں مثلاً آرد جو، آرد باقلا، بورہ ارمنی، نطرون، کف دریا، کندش وغیرہ۔ زکریا رازی نے کتاب الفاخر اور کتاب المنصوری میں اس مقصد کے لیے غسل شعر وطلاء کا درج ذیل نسخہ نقل کیا ہے:

نسخہ غسول وطلاء: چونے میں انگور کی شاخ کی راکھ یا بورہ ملا کر بالوں پرلگائیں اور کچھ وقفے بعد سر دھوکر آرد جو، آرد باقلا اور تخم خر بزہ کی مالش کریں۔۱۰،۹

تحلیق شعر:

بالوں کو مونڈنے کی روایت انتہائی قدیم ہے۔اضافی و ناپسندیدہ بالوں اور روئیں دار اجزاء کو زائل کرنے کے لیے فی زمانہ نہ صرف سطحی ازالۃ الشعر (Depilation) مثلاً شیونگ، ٹریمنگ اور ہیئر ریمونگ کریم کا استعمال کیا جاتا ہے بلکہ اس کی خاطر من تحت الجلد ازالۃ الشعر (Epilation) کی مستقل ونیم مستقل تدابیر بھی اختیار کی جاتی ہیں۔ ان تدابیر میں Tweezing، Waxing، Sugaring،

Chemical epilation ،Threading، Electrology سمیت Lasers کا استعمال عام ہے۔ طب یونانی میں اس مقصد کے لیے مستعمل مرکب کو 'نورہ' سے موسوم کیا گیا ہے جو عام طور پر چونا اور ہڑتال سے تیار کیا جاتا ہے۔ زکریا رازی سے تحلیق شعر کے لیے نورہ کے علاوہ دیگر نسخے بھی منقول ہیں:

نسخہ طلاء: عمدہ سفید چونا اور کشتہ صدف کو ہمراہ ہڑتال زرد اچھی طرح پیسیں، جب وہ سرمہ کی مانند ہو جائے تو آٹھ حصہ پانی ملا کر ہاون میں رکھ کر خوب حل کریں پھر دو گھنٹے نتھرنے کے لئے چھوڑ دیں۔ اس کے بعد طلاء کریں۔ ۹

نسخہ روغن: چھلے ہوئے اخروٹ 100 عدد لے کر اس میں سفوف ہڑتال ڈال کر حل کریں، اس سے جو روغن حاصل ہو محفوظ رکھیں، پھر اس میں 17.5 ملی لیٹر روغن بلساں ڈال کر استعمال میں لائیں، اس سے بال گر جاتے ہیں۔ ۹

نسخہ ضماد: تخم اٹنگن پیسنے کے بعد روغن میں گوندھ کر جہاں کے بال اڑانا ہوں وہاں لگانے سے تیزی کے ساتھ بال گرتے ہیں۔ ۱۰

ابطاء نبات شعر / مانعات شعر:

جسم کے وہ مقامات جہاں بالوں کو روایتاً یا ضرورتاً سطحی طور پر زائل کرنے ضرورت پیش آتی ہے افراد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہاں ایسی تدابیر اپنائی جائیں جن سے بال یا تو اگنا بند ہو جائیں یا ان کے اگنے کی رفتار سست ہو جائے۔ بالعموم موئے زیر ناف یا موئے زیر بغل کی روئیدگی کے حوالے سے اس عمل کی حاجت محسوس کی جاتی ہے۔ کبھی کبھی اس عمل کی درکار hirsutism کی شکار خواتین کو بھی ہوا کرتی ہے۔ عہد جدید میں مردوں میں بھی صدر و بطن اور اطراف جسم پر موجود بالوں کو بذریعہ موم (waxing) زائل کرنے کا چلن عام ہوا ہے۔ بہر حال یہ سچ ہے کہ زیب و زینت کے پیش نظر زمانہ قدیم سے اس طرح کی خواہشات انسان کے دل و دماغ میں جنم لیتی رہی ہیں اور ان کی تکمیل کے ذرائع بھی اختیار کیے جاتے رہیں۔ زکریا رازی نے کتاب المنصوری میں بالوں کے اگنے کی رفتار کو کم کرنے کے لیے درج ذیل نسخے تحریر کئے ہیں:

نسخہ طلاء: عانہ، ذقن اور بغل میں زمانہ دراز تک بال نہ اگنا مقصود ہو تو کھریا مٹی، سفیدہ قلعی ہم وزن، پھٹکری نصف لے کر آب بھنگ میں حل کریں یا تخم بھنگ کو سرکہ میں پکا کر اس میں حل کریں اور ان مذکورہ مقامات پر مداومت کے ساتھ طلاء کریں۔ اس ترکیب سے ان مقامات پر بال دیر سے اگیں گے یا مطلقاً نہیں اگیں گے۔ ۹

نسخہ طلاء دیگر: بال اکھیڑ کر اس پر اسپغول اور سرکہ شراب کی مالش کی جائے اور اس عمل کو بار بار دہرایا جائے۔ اس کے بعد بھنگ، افیون اور سرکہ ملا کر مالش کی جائے۔ ۹

انبات شعر:

بالوں کی زینت سے جڑا ہوا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مطلوبہ مقامات کے بال کسی سبب سے زائل ہو جائیں اور دوبارہ اگنے سے قاصر ہوں۔ کبھی کسی وجہ سے بالوں کے نکلنے میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض لوگوں میں داڑھی و ابرو کے بال دیر میں ظاہر ہوتے ہیں یا بہت کم تعداد میں نکلتے ہیں۔ یہ صورتیں بعض اوقات کسی تعدیہ کا ساختشانہ ہوتی ہیں، کبھی ضربہ و جراحت یا زخم اس کا پیش خیمہ ہوتے ہیں، کبھی تمام جسم کو متاثر کرنے والا مرض اس کا موجب ہوتا ہے تو کبھی یہ جینیاتی یا خود مناعتی عوامل کے تحت صادر ہوا کرتی ہیں۔ ایسے لوگوں میں اسباب کا لحاظ کرتے ہوئے متعدد تدابیر اختیار کی جاتی ہیں جو طلاء، ضماد اور غسول پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے رازی نے بلحاظ مقامات و اسباب الگ الگ تدابیر بیان کی ہیں:

انبات شعر کے عمومی نسخے:

نسخہ طلاء: روغن بیضہ مرغ میں کندش کو باریک پیس کر بطور طلاء استعمال کرنے سے بال نکل آتے ہیں۔ ۸

نسخہ طلاء دیگر: تیلنی مکھی کو روغن زیتون میں ڈال کر اس قدر پکائیں کہ وہ ریزے ریزے ہو جائیں اور روغن گاڑھا ہو جائے۔ اس میں سے تھوڑا سا بوقت ضرورت استعمال کریں۔ ۸

نسخہ طلاء دیگر: روغن بان 25 ملی لیٹر میں ذراریح 10.5 گرام، سر اور اطراف توڑ کر ایک برتن میں رکھیں اور ہلکی آنچ پر لکڑی سے چلاتے رہیں، جب روغن گاڑھا ہو جائے تو آگ سے اتار کر خوشبو وغیرہ ڈالیں اور مقام ماؤف کو رگڑ کر اس روغن کو لگائیں، اس عمل کو بار بار کرتے رہیں یہاں تک کہ آبلہ پڑ جائے، ان شاءاللہ اس عمل سے بال اگنے شروع ہو جائیں گے۔[۹]

نسخہ طلاء دیگر: کندش کو روغن نیلوفر میں باریک پیس کر بطور طلاء بار بار لگایا جائے تو اس سے بال اگ آتے ہیں۔[۸]

نسخہ غسول: پابندی کے ساتھ عصارہ خرفہ سے سر دھویا جائے۔[۸]

داڑھی، بھوؤں اور ابروؤں کے بال اگانے کے لیے:

نسخہ طلاء: بیس بادام کشمیری کے مغز کو لے کر اتنا بھونیں کہ وہ باریک ہو جائیں۔ پھر اسے روغن مولی میں ملا کر ابرو پر اس وقت تک لگاتے رہیں جب تک بال نہ اگ آئیں۔[۸]

نسخہ طلاء دیگر: اگر داڑھی یا بھوؤں کے بال اگانا ہوں تو سمندر جھاگ اور قیصوم کی راکھ کو پرانے روغن زیتون میں گوندھ کر اس سے مقام مرض پر طلاء کریں۔ طلاء کرنے سے پہلے مقام متاثرہ کو رگڑ کر صاف کر لیں۔[۹، ۱۰]

نسخہ طلاء دیگر: ابرو میں بہت جلد بال اگانے والے نسخوں میں ایک نسخہ یہ ہے کہ دواخروٹ، کھجور کی گٹھلیاں 4.5 گرام، کالی مرچ 15 دانے لے کر ان کو بس اتنا جلائیں کہ بآسانی پیسا جا سکے۔ سب کو پیس کر روغن گل میں ملا کر بطور طلاء استعمال کریں۔[۸]

نسخہ طلاء دیگر: شونیز کو جلا کر پانی میں ملا کر مقام مطلوبہ پر لگائیں۔ اس کا حیرت انگیز فائدہ ہوتا ہے خاص طور سے ابرو کے بال اگانے میں۔[۸]

نسخہ طلاء دیگر: داڑھی کے بال اگانے کے لیے شیح ارمنی محرق کو روغن بادام تلخ میں پیس کر طلاء استعمال کریں۔[۸]

نسخہ ضماد: کلونجی پیس کر بدن کے کسی حصے بطور خاص بھوؤں پر لگانے سے بال اگ آتے ہیں۔[۱۰]

نسخہ ضماد دیگر: پلکوں اور ابروؤں کے بال اگانے کے لیے پہلے گھی یا مرغابی کی چربی انگلیوں میں لگائیں پھر ان سے قلعی کو رگڑیں۔ اس کے بعد اس کو لے کر ابرو پر لیپ کریں۔[۸]

جلی اور داغی ہوئی جگہوں پر بال اگانے کے لیے:

نسخہ ضماد: انجیر کے پتوں کو لے کر کسی ہانڈی میں جوش دے کر مقام متاثرہ پر بطور ضماد استعمال کریں۔[۸]

نسخہ ضماد دیگر: بنڈال کا عصارہ اور نحاس کے قشور لے کر حسب معمول قرص بنالیں اور ایک قرص آٹھ گنا قیروطی کے ساتھ استعمال کریں۔[۸]

نسخہ طلاء: ہیوفاریقون آٹھ حصے اور مرزنجوش ایک حصہ لے کر روغن زیتون میں اس قدر سحق کریں کہ شہد کی مانند ہو جائے، پھر اسے بطور طلاء استعمال کریں۔[۸]

تسوید شعر:

بالوں کو خوبصورت اور جاذب نظر بنانے کے لیے جہاں ان کی ساخت اور شکل وشباہت میں تبدیلی لائی جاتی ہے وہیں ان کی رنگت کو بھی تبدیل کیا جاتا ہے۔ فی زمانہ بالوں کو سنہرا، بھورا، زرد، ماہتابی، سرخ وسبز اور دیگر رنگوں سے مزین کرنے کا رواج عام ہے جس کے لیے معدنی اور کیمیاوی اشیاء کا بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ یقینی طور پر تلوین شعر کی روایت تہذیبی قدامت سے جڑی ہوئی ہے۔ زمانہ قدیم سے بالوں کو رنگنے کے لیے خضابات کا استعمال عام رہا ہے۔ حالانکہ بال باختلافِ ملک ونسل سیاہ، بھورے، سنہری یا سرخی مائل رنگت کے حامل ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ باعتبار جوہر اسودالاصل ہوتے ہیں اسی لیے تلوین شعر کی خاطر افراد کا رجحان بھی اسی اصل رنگ کی جانب مبذول ہوتا ہے۔ زیادہ تر لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بال سیاہی کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہوں جس کے لیے وہ ہمہ دم کوشاں رہتے ہیں۔ چنانچہ اطباء کے علمی خزانوں میں میں تسوید شعر سے متعلق خضابات وروغنیات کا ایک بڑا ذخیر پایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں زکریا رازی

کی پیش کردہ تفصیلات سے چند نسخے یہاں درج کیے جارہے ہیں:

نسخہ روغن برائے تسوید شعر: آس کی ایسی ٹہنیاں جن پر پانی نہ لگا ہو لے کر اس کا تھوڑا سا پانی نچوڑ لیں، پھر ان ٹہنیوں کو شراب میں دو دن اور ایک رات کے لیے ڈبو دیں، پھر آس کا پہلا نچوڑا ہوا پانی ایک حصہ اور شراب میں بھگو کر نچوڑا ہوا پانی دو حصہ اور روغن خیری ایک حصہ لے کر اس قدر جوش دیں کہ پانی جل جائے اور روغن باقی رہ جائے۔ اسے جوش دیتے وقت اس میں 1.5 گرام مرزنجوش و تلسی ڈال دیں، اس کے بعد چھان کر اس میں لاذن 3.5 گرام اور عنبر 250 ملی گرام شامل کر کے اچھی طرح ملا کر استعمال کریں۔[۱۰]

نسخہ خضاب برائے تسوید شعر: مردار سنگ، چونا میں 6 گنا پانی ڈال کر دھوپ میں رکھیں، تین دن بعد پانی چھان کر اس میں روٹی ڈال کر دیکھیں کہ اگر روٹی سیاہ ہوگئی تو ٹھیک، ورنہ اسی پانی میں چھٹا حصہ مردار سنگ اور چونا ڈالیں پھر روٹی ڈال کر مشاہدہ کریں۔ اگر روٹی سیاہ ہوجائے تو اس پانی میں مہندی (باریک کرکے) گوندھیں جس سے پانی سرخ ہوجائے، اس کے بعد اس کو خضاب کے طور پر استعمال کرائیں، بال سیاہ ہوجائیں گے۔[۹]

نسخہ خضاب دیگر: 1200 گرام مازو روغن زیتون میں چرب کر کے ہانڈی میں اتنا جوش دیں کہ وہ پھٹ جائے۔ پھر جلا ہوا تانبہ، پھٹکری اور کتیرا ہر ایک 18 گرام اور اندرانی نمک 7 گرام سرمہ کی طرح باریک پیس کر گرم پانی میں گوندھ لیں اور اسے چار گھنٹوں تک سرخ ہونے دیں، اس کے بعد سر و داڑھی دھونے کے بعد خشک کرلیں پھر یہ خضاب لگا کر 6 گھنٹوں کے لیے چھوڑ دیں۔ گاہے اس میں بورہ بھی شامل کردیا جاتا ہے تاکہ یہ خشک نہ ہو۔ اس کے بعد نیم گرم پانی سے دھوڈالیں۔[۹،۱۰]

نسخہ خضاب دیگر: مردار سنگ، بغیر بجھا چونا، مٹی خالص، سفیدہ قلعی، ہم وزن تمام دواؤں کو پانی میں گوندھیں اور اس سے سر پر لیپ کریں۔ یہ لیپ 3 گھنٹے تک لگا رہنے دیں۔ اس کے بعد لعاب دار ادویہ سے سر کو دھوئیں۔ اس ترکیب سے بال سیاہ ہوجائیں گے۔[۹]

نسخہ خضاب دیگر: حب الآس، پرسیاؤشاں، اقاقیا عفص، خشک عصارۂ آس، لاذن، ان سب کو لے کر مطبوخ سیاہ میں خوب اچھی طرح سحق کریں اور قرص بنا کر رکھ لیں اور بوقت ضرورت استعمال میں لائیں۔[۸]

نسخہ خضاب دیگر: حب الآس سیاہ، تخم کرفس، آس کی شاخیں، سفید غار کی شاخیں اور تخم چقندر ہم وزن، پرسیاؤشاں، لاذن، آدھا آدھا، سیاہ عفص شراب چھ حصے لے کر پہلے شراب میں مذکورہ دوائیں خوب پکائیں کہ وہ گل جائیں اور شراب کا دو تہائی حصہ جل کر اڑ جائے پھر اس میں سعد و سنبل کے ذریعہ خوشبودار بنایا ہوا روغن زیتون دو حصہ ڈالیں اور ڈال کر دوبارہ پکائیں تو جب تین جوش آجائے تو پانی اور تیل کو دیگر دواؤں سے چھان لیں، صاف کرلیں اور اتنا نچوڑ لیں کہ اس میں کچھ بھی تری نہ رہ جائے۔ تب اسے کسی شیشے کے برتن میں اٹھا کر رکھ دیں اور بوقت ضرورت شیشی ہلا کر اس میں سے لیں اور دن میں دو تین مرتبہ سر میں بطور مسوح استعمال کریں۔[۸]

تحمیر شعر:

تلوین شعر کی خاطر جہاں بالوں کو سیاہ کرنے کا چلن عام ہے وہیں اس کو سرخ کرنے کی روایت بھی بکثرت رہی ہے بالخصوص سفیدی کی صورت میں مرد حضرات سر اور داڑھی کے بالوں کو سرخ رنگ دینا پسند کرتے ہیں۔ عام طور پر تحمیر شعر کے نسخوں میں ترمس، سعد کوفی، کندش، شب یمانی، زعفران اور حنا جیسی دواؤں کی شمولیت کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ کتاب الفاخر اور کتاب المنصوری میں زکریا رازی نے تحمیر شعر کے لیے خضاب کا درج ذیل نسخہ تحریر کیا ہے:

نسخہ خضاب برائے تحمیر شعر: ترمس مسحوق (پسا ہوا) 35 گرام، مرکی 18 گرام، شورج خشک (ملح الدباغین/چمڑے رنگنے کا نمک) اور سرکے کی بھونی ہوئی تلچھٹ سے ہر ایک 10 گرام لیں نیز انگور کی شاخ کی راکھ میں پانی ڈال کر ایک دن کے لیے چھوڑ دیں، اس کے بعد اسے چھان کر اس پانی میں مذکورہ

ادویہ شامل کر کے سر پر لیپ کریں اور 24 گھنٹے کے بعد اسے دھو دیں۔ بار بار یہ عمل دہرانے سے بال سرخ ہوجاتے ہیں۔[۹،۱۰]

تبییض شعر:

قدیم طبی کتابوں میں تلوین شعر کے ضمن میں بالوں کو سفید کرنے کے لیے بھی متعدد تدابیر مذکور ہیں۔ حالانکہ فی زمانہ اس کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے تاہم جس تواتر سے یونانی طبی صحائف میں تبییض شعر کے نسخے مرقوم ہیں اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین میں یہ عمل زینت شعر کے لیے اہمیت کا حامل تھا ۔ چنانچہ رازی کی تحریروں میں بھی تبییض شعر کے نسخے ضبط تحریر میں لائے گیے ہیں:

نسخہ خضاب برائے تبییض شعر: کف دریا سوختہ اور گچ سوختہ کے طلاء سے بال سفید ہونے لگتے ہیں[۹]

منع تبییض شعر:

عمر کے ساتھ ساتھ جس طرح جسم کے دیگر اعضاء زوال کا شکار ہوتے ہیں اسی طرح بالوں میں بھی تغیر ہوا کرتا ہے۔ بالوں کا یہ تغیر اکثر اوقات ان میں موجود سیاہ مادے (melanin) کی کمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جس کے سبب وہ سفید ہونے لگتے ہیں ۔کبھی کبھی یہ صورت حال نقص تغذیہ یا دیگر مرضی احوال کے سبب قبل از وقت بھی مشاہدے میں آتی ہے۔ طب یونانی میں بالوں کے قبل از وقت سفید ہونے کا بڑا سبب دائمی نزلہ کو قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ضعف حرارت غریزیہ ، تکرج ، بلغمی مواد کی کثرت، خون کی مائیت و برودت، وراثت، اعصابی کمزوری، کثرت غم ، فکر و تردد کی زیادتی، خوف، ذہنی انتشار، روحانی صدمے اور بے اعتدال زندگی بھی اس کا سبب ہوا کرتے ہیں۔ رازی نے اس کے ازالے کے لیے تسوید شعر کے بیان میں مذکورہ خضابات کے استعمال کے ساتھ ساتھ اطریفل صغیر کے ایک عرصے تک متواتر استعمال کی ہدایت کی ہے:

نسخہ اطریفل صغیر: ہلیلہ سیاہ، ہلیلہ کابلی، بلیلہ، آملہ، ہم وزن کوٹ چھان کر روغن زیتون میں چرب کریں اور جھاگ نکالے ہوئے خالص شہد میں گوندھ کر اطریفل تیار کریں۔ ہر صبح تقریباً 21 گرام کھالیا کریں۔[۹]

منع تشقق وتکسر شعر:

زلف سے جڑی ہوئی ایک اور حالت جو اس کی تزئین پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کو بے رونق بنا دیتی ہے تشقق شعر (Splitting of hairs) ہے۔ اس میں بالوں کے سرے خشک ہوکر دو یا متعدد حصوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں نیز کمزور ہوکر آسانی سے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ یہ صورت حالت بالوں میں غایت درجے کی خشکی کے باعث عارض ہوتی ہے جو سوءمزاج یابس کے علاوہ بالوں پر کیمیاوی مادوں کے اثرات اور ان کو سنوارنے کے لیے مستعمل جدید تکنیکوں کے تواتر کے سبب وقوع پذیر ہوتی ہے۔ موسم کی شدتیں، گرد وغبار کا التواث، شمسی شعاعوں کا کثرت اتصال اور خشک غذاؤں کا بکثرت استعمال بھی اس میں معاون ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں سر میں روغنیات کا طلاء، بکثرت سر پر پانی ڈالنا، تیل اور پانی ملا کر مالش کرنا ، مرطوب اور تغذیہ بخش غذاؤں کا استعمال اور متواتر حمام کرنا مفید ہوتا ہے۔[۱۰] رازی نے تشقق شعر کے لیے کتاب المنصوری میں درج نسخہ قلم بند کیا ہے:

نسخہ طلاء وغسول: جب بال میں اس طرح کے امراض لاحق ہوجائیں تو پانی اور تیل دونوں کو ملا کر اس قدر حل کریں کہ دونوں یک ذات ہوجائیں، اس سے بال کی مالش کریں پھر اسپغول، تخم کتاں، برگ کنجد کے لعاب دار پانی سے دھوئیں۔[۹]

منع انتشار شعر:

زینت شعر سے وابستہ سب سے عام مرضی حالت جو افراد کو اپنی اصلاح کے لیے در بہ در پھراتی ہے ، انتشار شعر ہے ۔ یہ بالوں کی وہ کیفیت ہے جس میں وہ اپنی طبعی رفتار کے مقابلے زیادہ تیزی سے گرنے لگتے ہیں اور آہستہ آہستہ گر کر بہت کم رہ جاتے ہیں۔ اس کی متعدد صورتیں ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ کبھی بالوں کا گرنا منتشر طور پر ہوتا ہے، کبھی یہ مقامی طور پر غائب ہوجاتے ہیں

اور کبھی پورے طور پر زائل ہوجاتے ہیں۔ انتثار شعر کے اسباب میں نقص تغذیہ سمیت، وراثت، لاقناطی امراض، امراض مزمنہ اور جلدی مرضی ماہتیں وغیرہ شامل ہیں۔ چونکہ اقسام اور اسباب کی بنیاد پر یہ مرض مختلف النوع ظواہر رکھتا ہے، اس لیے اس کا علاج ماہیت المرضی کے حساب سے مختلف ہوا کرتا ہے، اہم اطباء نے انتثار شعر عمومی (Diffused hair loss) اور صلع (Androgenetic alopecia) کے عناوین کے تحت اس ذیل میں مختلف تدابیر بیان کی ہیں۔ رازی کی تالیفات میں اس حوالے سے منقول چند اہم نسخے حسب ذیل ہیں:

نسخہ روغن آس: خشک حب الآس کو نیم کوب کرنے کے بعد اس قدر شراب میں کہ وہ ڈوب سکیں چند ایام بھگودیں، پھر ان کو پکا کر گلا لیں، بعد ازاں اس میں ایک تہائی مقدار میں روغن سرکہ شامل کر کے دوبارہ اس قدر جوش دیں کہ شراب اڑ جائے اور روغن باقی رہ جائے۔۱۰

نسخہ روغن مصطگی: پہلے تھوڑا روغن گل لے کر اس کو ہلکا سا گرم، پھر اس میں برابر مقدار میں مصطگی ڈال کر ملا لیں اور حل کرلیں۔ اس کے بعد ابالیں اور اچھی طرح چھان لیں۔ پھر اس کے اوپر سے باقی روغن گل ملالیں کہ سب برابر ہوجائیں۔ اس کے بعد آنچ پر سے اتار کر استعمال میں لائیں۔۸

نسخہ روغن دیگر: جوز السرو دس عدد، لاذن اور افسنتین ہر ایک جوز السرو کے ہم وزن کو لے کر خوب باریک سفوف کرلیں۔ پھر اسے کسی روغن میں پوٹلی بنا کر ڈال دیں۔ اس کے بعد اس میں سے حسب ضرورت سر میں لگائیں۔۸

نسخہ روغن دیگر: دس گرام اقاقیا اور دس گرام لاذن کو 18 گرام شراب قابض میں گرم کیا جائے پھر اس میں 18 گرام روغن آس مخلوط کر کے نیم گرم سر پر لیپ کریں۔۱۰

نسخہ روغن دیگر: آملہ، برگ آس دونوں کو پانی میں اس قدر جوش دیں کہ سرخ ہوجائے، اس کے بعد روغن زیتون کہنہ، آب آس، آملہ ہر ایک 400 گرام پکائیں، جب پانی جل جائے اور صرف روغن رہ جائے تو لاذن 35 گرام شراب میں ڈال کر ملا لیں اور بال کی جڑ میں لگائیں۔۹

نسخہ طلاء: لاذن کو شراب میں حل کر کے ہم وزن روغن آس میں ملا کر روزآنہ رات میں بال کی جڑ میں طلاء کریں، دوسرے دن صبح کو گرم پانی سے غسل کرائیں۔ اس ترکیب سے بال گرنا بند ہوجاتے ہیں اور نئے بال اگنے لگتے ہیں۔۹

نسخہ طلاء دیگر: مرکو لاذن، شراب اور روغن آس کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔۸

نسخہ طلاء دیگر: مر اور لاذن ہم وزن لے کر شراب میں اس قدر سحق کریں کہ دونوں آپس میں گھل مل جائیں، پھر اس میں عمدہ قسم کا گاڑھا روغن آس خالص شامل کر کے بطور طلاء استعمال کر کے سوجائیں۔ صبح اٹھ کر آس، گل سرخ، مرزنجوش اور آملہ کے جوشاندے سے دھوئیں۔۸

نسخہ غسول: ایلوا پیس کر آب آس میں بھگودیں، اس کے بعد اسے حل کر کے حمام میں سر پر لگا کر کچھ دیر بعد سر دھولیں۔۱۰

نافع صلع نسخے:

نسخہ طلاء: پرسیاؤشاں، برگ آس، ریشہ درخت صنوبر، کندر ہم وزن، تمام دواؤں کو بھون کر سفوف بنائیں اور لاذن و مر ہم وزن کا اضافہ کریں اور شراب کہنہ اور روغن ترب میں حل کر کے بوقت خواب سر پر طلاء کریں اور صبح کو دھودیں۔ اس کے برابر استعمال سے گنجا پن جاتا رہتا ہے۔۹

نسخہ طلاء دیگر: تازہ تیلنی مکھیوں کو لے کر ان کے سر اور اطراف یعنی پنکھوں اور ہاتھوں پیروں کو ان کے تن سے جدا کر کے سایہ میں خشک کرلیں۔ خشک ہونے کے بعد خوب باریک پیسیں اور بیچ بیچ میں روغن بنفشہ اس میں ٹپکاتے رہیں۔ جب سحق بلیغ کرلیں تو حسب ضرورت طلاء استعمال میں لائیں۔۸

نسخہ طلاء دیگر: لاذن ایک حصہ، پرسیاوشاں نصف حصہ، دونوں کو باریک سفوف کر کے کسی شراب یا روغن آس میں حل کر کے طلاءً استعمال کریں۔۸

نسخہ ضماد: برگ آس سبز، لاذن، سفید غار، سرو کی شاخیں، جوزالسور، حب الغار، ان دواؤں کو لے کر روغن زیتون میں باریک پیس کر سر پر لیپ کریں۔۸

زینت شعر کے حوالے سے رازی سے منقول تدابیر و نسخہ جات کی یہ تفصیل ہمارے سامنے نہ صرف آرائش جمال کے تعلق سے ان کے نظریات کی توضیح و توثیق پیش کرتی ہیں بلکہ یونانی طب میں تزئینیات کے وسیع منظر نامے کو بھی پیش کرتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ رازی نے اپنی تالیفات میں نہ صرف ذاتی مجربات وافادات کو زینت قرطاس کیا ہے بلکہ قدماء کی علمی کاوشات کا بالاستیعاب مطالعہ کرکے ان میں موجود ہر ایک قیمتی جوہر کو اپنی بیاض کا نگینہ کیا ہے۔ انھوں نے کتاب الحاوی میں اطباء کے اقوال کو نقل کرنے اور طبی کتابوں سے اقتباسات کو بحوالہ مذکور کرنے کے لیے جو اسلوب اختیار کیا ہے آج بھی تحقیقات کی پیشکش میں کم و بیش وہی طرز اپنایا جا رہا ہے۔

یہ بات جگ ظاہر ہے کہ آج کا انسان پہلے سے کہیں زیادہ مادیت پسند ہو گیا ہے۔ عصری تہذیب میں ظاہری چمک دمک کے عناصر کی شمولیت اپنی انتہا پر ہے۔ افراد میں روحانی جمالیات کا فقدان عام ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری آرائش و زیبائش کے حصول کے لیے دنیا کیمیاوی مصنوعات کی طرف دیوانہ وار بھاگ رہی ہے اور ان کے استعمال کے تواتر سے اپنے ابدان کو مضرتوں کی آماجگاہ بنائے دے رہی ہے۔ بازاروں میں تزئین خانوں کا ایک سیلاب برپا ہے جن میں معمولی سے معمولی تدابیر کے لیے لوگوں سے ہزاروں روپے بطور فیس وصول کیے جا رہے ہیں، گویا کہ استحصال کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ دراز ہے۔ بالوں کی تزئین کے لیے مستعمل مصنوعات بظاہر اس کے حسن و جمال میں اضافے کا باعث ٹھہرتی ہیں لیکن بباطن ان کی جوہری ساخت کو مجروح کرکے یبوست شعر، تشقق شعر، تکسر شعر اور دیگر مرضی احوال سے دوچار کرتی رہتی ہیں۔ ایسی صورت حال میں یونانی طب بالخصوص رازی سے منقولہ ہدایات، تدابیر اور علاج کو اطلاقی طور اختیار کرکے دنیا کے روبرو محفوظ ترین متبادل پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

1- https://myhairdressers.com/blog/hair-care-history-free-shampoo-video/(cited on 16/ 12/ 21)
2- (cited on 16/12/21) https://www.thecut.co m/2014/03 /brief-time-line-of-odd-hair-treatments.html
3- https://essentials.banyantree.com/blogs/blog/history-of-hair-care (cited on 16/12/21)
4- Sherrow, V. Encyclopedia of Hair: A Cultural History. London: Greenwood Press; 2006. P. 363
۵- اعظمی، حکیم وسیم احمد۔ ابوبکر محمد بن ذکریا رازی: طبی تصانیف کے تناظر میں۔ جہان طب۔ جلد 6، شمارہ 3۔ نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ اکتوبر تا دسمبر: 2006:117-63۔
۶- صدیقی، حکیم محمد خالد۔ اداریہ۔ جہان طب۔ جلد 6، شمارہ 3۔ نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ اکتوبر تا دسمبر 2006:8-5۔
۷- اعظمی، حکیم خورشید احمد شفقت۔ الحاوی الکبیر فی الطب کا جائزہ: فنی وطبی نقطہ نظر سے۔ جہان طب۔ جلد 6، شمارہ 3۔ نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ اکتوبر تا دسمبر: 2006:58۔
۸- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا۔ کتاب الحاوی فی الطب (اردو ترجمہ)۔ جلد 23، حصہ اول۔ نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ 2007:187-170۔
۹- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا۔ کتاب المنصوری (اردو ترجمہ)۔ نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ 1991:232-187۔
۱۰- رازی، ابوبکر محمد بن زکریا۔ کتاب الفاخر (اردو ترجمہ)۔ جلد اول، حصہ اول۔ نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ 1991:19-1۔

عصر حاضر میں ورم جگر بلغمی کی تطبیق

☆حمیرا بانو

☆☆مسرور علی قریشی

☆☆☆نگہت انجم

عہد حاضر میں اطباء Fatty liver یعنی Steatohepatitis کا اطلاق ورم جگر بلغمی پر کرتے ہیں۔ اسباب وعلامات کی روشنی میں ان کی یہ کوشش بڑی حد تک مناسب بھی معلوم ہوتی ہے۔ فی زمانہ غیر معتدل طرز زندگی اور دیگر عوامل کے نتیجے میں Steatohepatitis کی وقوع پذیری میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے اور اندازہ ہے کہ مستقبل میں یہ مرض سرطان جگر کا اہم پیش خیمہ ثابت ہوگا[۱]۔

جدید طب میں Fatty liver کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ایک قسم تو وہ جو کثرت مے نوشی کے نتیجے میں واقع ہوتی ہے۔ دوسری وہ جس کے پس پردہ مے نوشی کے بجائے دوسرے اسباب کارفرما ہوتے ہیں[۲]۔ اس دوسری قسم کی شرح وقوع پذیری ہندوستان میں تقریباً 9% سے 32% تک ہے، جب کہ مغربی ممالک میں اس کی شرح اور بھی زیادہ ہے[۳]۔ طبی کتابوں میں اطباء نے جگر کے اورام پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ابن ہبل نے جگر کے اورام کے ذیل میں لکھا ہے کہ نفس جگر میں ورم اس کے مقعر یا محدب حصہ میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی پورے جگر کو بھی اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ اسباب کی بنیاد پر یہ ورم دموی، صفراوی، بلغمی رخو، سوداوی صلب یا ریحی ہوسکتا ہے۔ بیشتر یہ اورام سدوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور مزمن صورتوں میں استسقاء پیدا کرسکتے ہیں[۴]۔ علی بن عباس مجوسی کا خیال ہے کہ ورم یا تو جگر میں، یا ماساریقا میں یا جگر کے عروق میں ہوتا ہے۔ نفس جگر میں ہونے والا ورم یا تو محدب جانب ہوتا ہے یا مقعر جانب یا جگر کے تمام اجزاء میں۔ اس کا سبب سوء مزاج بارد ہو تو جگر کی قوت ہاضمہ ودافعہ خراب ہوجاتی ہے۔ اس کا ایک اور سبب معدہ کا ضعف بھی ہوتا ہے۔ اس نے ورم جگر بلغمی کا سبب ان سدوں کو قرار دیا ہے جو نفس جگر میں عارض ہوتے ہیں[۵]۔

جگر کے ورم بارد کا سبب جگر کے جرم یا اسکی رگوں میں سرد خام اخلاط کا احتباس یا ایسے سدوں کی کثرت ہوتی ہے جو مواد کے

☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ-III، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، ممبئی

☆☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ-IV، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، ممبئی

☆☆☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ-III، سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی

نفوذ میں مانع ہوتے ہیں۔ یہ مواد بلغمی، مائی یا سوداوی تلچھٹ جیسے ہوتے ہیں، چنانچہ جب یہ مواد بلغمی یا مائی ہوتے ہیں تو ورم رخو بلغمی پیدا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اگر جگر کی قوت جاذبہ شدید ہوتو وہ غذا کو طبعی حد سے زیادہ جذب کرتی ہے، لہٰذا اس کے ساتھ جگر میں ایسی چیزیں بھی جذب ہو جاتی ہیں جن کا اخراج جگر کی صحت کا ضامن ہوتا ہے اور عدم اخراج کی صورت میں یہ چیزیں جگر کو ورم کے لیے مستعد کرتی ہیں [۵]۔طبری نے اس مرض کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ جگر کو شاذ و نادر ہونے والا مرض ہے، کیونکہ جگر کا اصلی مزاج حار رطب ہے۔اگر یہ حرارت کی طرف مائل ہو جائے تو کیفیت کے اندر اضافہ قرار پائے گا۔اسی طرح اگر رطوبت کی طرف مائل ہو جائے تو بھی کیفیت کے اندر اضافہ سمجھا جائے گا۔اگر مزاج برودت کی جانب مائل ہو جائے تو یہ جو ہر جگر میں تغیر کے مصداق ہوگا اور جو ہر میں تغیر سے طبعی افعال میں فساد ہو گا،اس سے جگر کی غذا اور خون صاف کرنے کی صلاحیت فاسد ہو جائے گی خون کا جو ہر بھی متغیر ہو کر رقیق بارد، ہو جائے گا اور استسقاء لحمی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا[۶]۔

جدید طب میں Steatohepatitis جسے ہم اس مقالے میں ورم جگر بلغمی سے تعبیر کر رہے ہیں میں خلیات جگر پھول کر غبارے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی پہچان مشکل ہوتی ہے تاہم ان کی پہچان Cytokeratin 18 کی تفتیش سے کی جا سکتی ہے۔اس کے علاوہ Serumtransaminases، metabolic syndrome hypertriglyceridaemia, hypertension اور diabetes mellitus اس مرض کی جانب رہنمائی کرتے ہیں[۷،۸]۔

علامات: اس مرض میں سوءہضم کے باوجود اشتہا زیادہ ہو گی، اجابت میں سفیدی کے ساتھ مروڑ ہوگا، اکثر و بیشتر ایسے مریض کی طبیعت حرارت کی بجائے صفراء کی قلت کی وجہ سے خشک ہوگی[۶]۔

جدول نمبر۔۱

جگر وبطن سے متعلق علامات	عمومی علامات
۱۔ہونٹ، زبان اور براز میں سفیدی[۱۲،۱۳،۱۴]	۱۔چہرہ پر تہبج [۹،۱۲،۱۳]
۲۔لعاب دہن کی لزوجت	۲۔قارورہ کی سفیدی
۳۔دائیں پسلی کے نیچے گرانی و کھنچاؤ	۳۔چہرے و بدن کی رنگت میں تغیر یا فساد لون بدن
۴۔ضربان کا نہ ہونا	۴۔خشکی اور قلت دم کے ساتھ رنگ کی سفیدی
۵۔دائیں و بائیں جانب سونے میں دشواری، پشت کے بل لیٹنے پر آرام	۵۔خون کی کمی[۹،۱۲،۱۳]
۶۔ہاتھ سے چھونے پر پسلیوں کے نیچے جگر کا احساس	
۷۔قبض یا اسہال یا قلت اشتہا کی شکایت	
۸۔بطوء ہضم[۹،۱۲]	

طب میں بیان کردہ علامات جگر کو دو گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک، جو جگر سے متعلق ہیں اور روداد یا امتحان سے معلوم کی جا سکتی ہیں، دوسری وہ جو عمومی ہوتی ہیں۔

معاصر تحقیقات:

جدید طب میں Fatty Liver Disease کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں۔ پہلی Non Alcoholic Fatty Liver Disease

اور دوسری Alcoholic Fatty Liver Disease۔ پہلی قسم کی مزید دو شکلیں بیان کی گئی ہیں[۲]۔ ایک یہ کہ سادہ طور پر جگر میں شحمین جمع ہو جاتی ہے لیکن ورمی کیفیت محدود ہونے کے سبب خلیات جگر میں تفرق کی علامات نہیں ملتی ہیں۔اس صورت حال میں عوارضات اتنے شدید نہیں ہوتے کہ مریض فوری طور پر علاج کے لیے رجوع کرے۔لیکن Non Alcohalic Steatohepatitis میں علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ اس قسم میں جگر کے اندر شحمین کا اجتماع خلیات جگر میں التہاب پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے خلیات تفرق کا شکار ہوکر جگر کے طبعی افعال میں نقص پیدا کرتے ہیں اور بعد میں صغر جگر اور سرطان جگر کا سبب بن سکتے ہیں [۲،۷،۸]۔Alcoholic Fatty Liver Disease میں کثرت مےنوشی کی وجہ سے جگر کے خلیات مجروح ہوتے ہیں۔ خلیات کے التہاب کی وجہ سے جگر اپنا کام پوری طرح انجام نہیں دے پاتا اوراس کے نتیجے میں دیگر عوارض پیدا ہوجاتے ہیں۔

یونانی طب میں ورم جگر بلغمی اس سوءِ مزاج بارد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو غلیظ مواد کے سبب منافذ جگر میں سدہ پیدا کرتا ہے۔اس کی مزمن قسم بالآخر استسقاء کا سبب بنتی ہے۔ذیابیطس شکری قسم دوم،سمن مفرط،فساد شحم الدم،ضغط الدم قوی، استحالاتی امراض،بعض ادویہ کا کثرت استعمال،جگر کا وریوسی تعدیہ وغیرہ جگر میں ورم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں[۱،۳،۷،۸]۔

ابتداء میں علامات ظاہر نہیں ہوتیں لیکن کچھ دنوں بعد تھکن کا احساس بطن میں ہلکے درد یا بوجھ جیسی علامات پیدا ہوجاتی ہیں۔ جب جگر میں واضح تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں تو درج ذیل علامات پائی جاتی ہیں:

شکم کا پھولنا، استسقاء،شکم کی جلد پر عروق کا نمایاں ہونا،عظم طحال، یرقان،وغیرہ

طرز زندگی میں مناسب تبدیلی، وزن کم کرنا، مغذی وصحت بخش اغذیہ کا استعمال اور استعداد پیدا کرنے والے عوامل سے اجتناب اس مرض میں مفید ہیں[۱،۳]۔

یونانی طب میں اس مرض کی تشخیص علامات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ روداد، معائنہ اورنبض، بول و براز جیسے ذرائع تشخیص کو یقینی بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔موجودہ دور میں اطباء جدید تشخیصی ذرائع کی بھی مدد لیتے ہیں۔

ابھی تک کی تحقیقات سے کوئی ایک ایسا ٹیسٹ سامنے نہیں آسکا ہے جس کی مدد سے اس مرض کی تشخیص کی جا سکے۔تشخیص کے لیے جو ٹیسٹ رائج ہیں ان میں سب سے اہم Tissues Biopsy ہے لیکن ہر مریض میں اسے انجام دینا مشکل ہے۔CT scan یعنی vibration-controlled transient elastography (FibroScan) کے ذریعہ صلابت جگر کو دیکھا جا سکتا ہے[۷]۔ خون کی جانچ میں بالخصوص LFT اور ALT/AST کا تناسب اہمیت کا حامل ہے۔ 1.5 سے زیادہ کا تناسب التہاب جگر کی جانب اشارہ کرتا ہے۔اسی طرح biomarkers میں CK18 (Cytokeratin) بھی NAFLD میں اہمیت کا حامل ہے[۷،۸]۔ Ultrasonography بھی بعض اوقات معاون ہوسکتی ہے، خاص طور پر عظم جگر میں اس کی مدد لی جاسکتی ہے۔

اصول علاج: ورم بلغمی کا علاج ان سدوں اور اورام کی مانند ہوتا ہے، جن میں نضج وتحلیل کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ اس میں محلل، جالی، مفتح سدد، ملطف ، مدر بول ادویہ کے ساتھ تھوڑی سی قابض اور خوشبودار دوائیں استعمال کی جاتی ہیں[۴]۔

۱۔تسخین جگر: اسکے علاج میں جگر کی تسخین ضروری ہے۔

۲۔ادرار بول وتفتیح سدد: سدہ، محدب جگر میں ہوتو مدر بول و مفتح سدد دوائیں کارگر ثابت ہوتی ہیں جیسے کرفس، انیسون، رازیانہ۔

۳۔انضاج بلغم وتلیین

۴۔تحلیل ورم: ضماد اصطماخیقون

۵۔تبرید کے لیے خمیرہ گاؤزبان ساد[۹،۱۰،۱۲،۱۳،۱۴]۔

علاج:

مقامی استعمال کی دوائیں	مرکب ادویہ	مفرد ادویہ
۱۔ضماد اصطماخیقون ۲۔ضماد: سنبل، بابونہ، افسنتین، اذخر، قسط، گل سرخ، زعفران، روغن سوسن، روغن ناردین وغیرہ ۳۔ضماد کا نسخہ: صبر مصطگی، سنبل، ناردین، قصب الذریرہ اور طالیسفر کوکوٹ چھان کر روغن ناردین یا روغن بلساں میں ملا کر ضماد کریں۔اس کے لیے جگر کی شکل کا پارچہ استعمال کریں[۶]۔	۱۔حماما 9 گرام، آب ترب 105 ملی لیٹر ہمراہ عرق کرفس، صبح وشام ۲۔بیخ اذخر 9 گرام ہمراہ عرق کرفس 105 ملی لیٹر صبح وشام[۱۲] ۳۔ماءالاصول یا شربت اصول ۴۔قرص زرشک، قرص لک، قرص افسنتین برائے سدد جگر ۵۔ماء الاصول جس میں مخصوص چیزوں کی جڑیں اور مخصوص تخم مثلاً افسنتین، اجوائن تخم کرفس، قسط، مرکی، جطیانا، غاریقون، شگوفۂ اذخر وغیرہ ہوں[۱۳]۔ ۶۔گل بنفشہ 7 گرام، افسنتین 5 گرام، عنب الثعلب خشک 5 گرام، بادیان 7 گرام، بیخ کاسنی 7 گرام، گاو زبان 5 گرام، تخم خطمی 7 گرام: رات کو گرم پانی میں بھگو کر مل چھان کر صبح میں خمیرہ بنفشہ 10 گرام ملا کر پلائیں[۱۴] تقویت کے لیے معجون دبید الورد 7 گرام افسنتین کے ساتھ دیں[۱۴]۔	۱۔غاریقون جگر کے سدوں کو کھولتا ہے۔ ۲۔مرگوں کے اطراف میں چپکی ہوئی گاڑھی غذاؤں کی بدولت پیدا شدہ جگر کے سدوں کو اچھی طرح کھول دیتا ہے۔ ۳۔بیخ لسان الحمل اور برگ لسان الحمل کا شوربہ زیادہ مفید ہے۔ ۴۔فوہ جگر کا تنقیہ کرتا ہے اور سدوں کو کھولتا ہے۔ ۵۔زیرہ جنگلی برائے سدہ جگر وضعف جگر ۶۔کبابہ برائے ضعف جگر ۷۔عصارۂ قنطوریون دقیق ۸۔مصطگی برائے ورم جگر ۹۔کرفس برائے سدد جگر[۱۲]

پرہیز:

۱۔شحمی اور نشاشتہ دار اغذیہ سے اجتناب کریں۔

۲۔میٹھا، ورم جگر کی ہر صورت میں ممنوع ہے۔اس کے استعمال سے بلغمی ورم جگر میں اضافہ کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ جگر کو میٹھے سے رغبت ہے۔

۳۔کثرت غذا اور لیسدار چپکنے والی اغذیہ سے دور رہیں۔

۴۔ریاضت بدنیہ کے التزام کی ہدایت دیں۔

موجودہ دور میں Steatohepatitis کی مختلف شکلوں پر تحقیقات جاری ہیں، لیکن ابھی تک کوئی شافی علاج دریافت نہیں ہوسکا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ہماری کوشش رہی ہے کہ یونانی کتابوں میں مذکور ورم جگر بلغمی کی تفصیلات کی روشنی میں اس مرض کا جائزہ لیا جائے اور اگر تطبیق کی کوئی صورت نکلتی ہو تو یونانی اصول علاج کے مطابق اس کے تدارک کی سبیل نکالی جائے۔ مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ بات عیاں ہے کہ اس مرض سے متعلق قدیم و

جدید معلومات کی روشنی میں اگر تحقیقات کی جائیں تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ مستقبل میں ایسی دواؤں اور تدابیر تک رہنمائی ہو جو مکمل شفایابی کی ضامن ہوں۔

حوالہ جات

1- Anonymous'https://medlinep lus.gov/ fatt yliverdisease.html.

2- Divya Singh et al., Imaging of non alcoholic fatty liver disease: A road less travelled, Indian J Endocrinol Metab. 2013; 17(6):990-995

3- Saurabh Sethi, MD, MPH, May 30, 2019 (Reviewed) - Written by the Health line Editorial Team and Heather Cruickshank ww.healthline.com/medical-team.

۴- بغدادی ابن ہبل، کتاب المختارات (اردو ترجمہ) حصہ سوم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۴: ۲۷۹، ۲۸۴-۲۸۵

۵- مجوسی علی ابن عباس، کامل الصناعۃ (اردو ترجمہ) حصہ دوم، لکھنؤ: مطبع نول کشور؛ ۱۸۸۹: ۴۴۸

۶- طبری احمد بن محمد، المعالجات بقراطیہ (اردو ترجمہ) حصہ سوم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۱۹۹۷: ۲۰۲-۲۰۳

7- Naoki Tanaka, et al World J Gastroenterol. 2019 Jan 14; 25(2):163-177.Published online 2019 Jan 14.doi:10.3748/w jg. v25. i2. 163 https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pm c/ articles/PMC6337019/

8- Davidson's principles and practice of medicine (2007)20th edition, pp 971-973

۹- ابن سینا، القانون فی الطب (اردو ترجمہ) حصہ سوم، لکھنؤ: مطبع نول کشور؛ ۱۸۸۷: ۱۰۲-۱۰۳، ۱۴۳

۱۰- ارزانی محمد اکبر، طب اکبر (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ ۱۹۰۳: ۱۸۴، ۳۷۵، ۶۲۰، ۶۲۲-۶۲۳

۱۱- جرجانی اسماعیل، ذخیرہ خورزم شاہی (اردو ترجمہ) جلد ششم، لکھنؤ: مطبع نول کشور؛ ۱۹۰۳: ۳۸۵-۳۸۹

۱۲- رازی محمد بن زکریا، کتاب الحاوی (اردو ترجمہ) جلد ہفتم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ ۲۰۰۰: ۵۹، ۶۰، ۷۷، ۷۸

۱۳- اعظم خان، الاکسیر (ترجمہ و تلخیص اکسیر اعظم از محمد کبیر الدین) حصہ دوم، نئی دہلی: اعجاز پبلشنگ ہاؤس؛ غیر مورخ: ۸۱۲-۸۱۷، ۸۴۹-۸۵۰، ۸۶۰

۱۴- قرشی محمد حسن، جامع الحکمت، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ ۲۰۱۱: ۸۰۴-۸۰۶

●●●

دق ریوی: چند اہم معالجاتی نکتے

☆توفیق احمد

☆☆محمد ارشد جمال

☆☆☆رفعت خانم

☆☆☆☆نسیم احمد

دق ریوی امراض نظام تنفس کا ایک کثیر الوقوع مرض ہے۔ یہ متعدی اور ایک شخص سے دوسرے میں سرایت کرنے والے امراض میں سے اہم ترین مرض ہے۔ اس مرض کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر دق ریوی کے لیے ایک دن (۲۴ مارچ) مخصوص کر دیا گیا ہے تا کہ اس کے سد باب میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا جا سکے۔ طبی تصنیفات و تالیفات کا ایک بڑا حصہ اس مرض کی تفصیلات، اسباب و علامات اور علاج سے بھرا پڑا ہے۔ عصر حاضر کے طبی رسالوں کے مشمولات میں بھی اس پر تحقیقات کا ایک اچھا خاصا مواد موجود ہے۔ دنیا کا کوئی ایسا حصّہ یا ملک نہیں جہاں پر دق کے مریض موجود نہ ہوں۔ یہ ایشیا اور افریقہ میں زیادہ پایا جاتا ہے۔

ہندوستان چونکہ دنیا میں دوسرا سب سے بڑی آبادی والا ملک ہے اس لیے دق وسل کے اصابات بھی عالمی تناظر میں یہاں پر بہت زیادہ ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق 2019 میں ہندستان میں سب سے زیادہ 26.9 لاکھ مریض پائے گئے جس میں تقریباً 24 لاکھ نئے معاملات تھے۔ چنانچہ 2018 کے مقابلے 2019 میں مریضوں کی تعداد میں 12 فیصد اضافہ پایا گیا۔[۱]

طب کے قدیم ماخذ میں حمیات کے ضمن میں اقسام کے تحت دق کا طویل ترین بیان ملتا ہے۔ چنانچہ حمی کی بنیادی تین اقسام میں حمی یوم اور حمی خلطیہ سمیت حمی دق کو کافی وقعت دی گئی ہے۔ حمی دق کا بیان، قدیم ترین ادبیات میں اس کی تفصیلات اور عسیر العلاج امراض میں اس کا شمار اس بات کا اشارہ ہیں کہ دق زمانہ

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عین، اذن، انف، حلق واسنان، محمدیہ طبیہ کالج، مالیگاؤں

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ امراض جلد وتزئینیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆☆ ریسرچ آفیسر (یونانی) سائنٹسٹ–IV، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، لکھنؤ

☆☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ کلیات، محمدیہ طبیہ کالج، مالیگاؤں

قدیم سے ہی مرضی وقوعہ کا حصہ ہے اور طب کے لیے شروع سے ہی چیلنج کی حیثیت رکھتا آیا ہے۔ ابتدا میں یہ مرضی حالت جسم کے کسی مخصوص عضو سے منسوب نہیں تھی لیکن جدید طب میں ہونے والی ترقیات، تشخیصی وسائل کی فراہمی اور تحقیقات کے سبب اس کو علامات کی بنیاد پر اعضاء کے ساتھ مخصوص کیا جانے لگا اور یہ مرض علاحدہ علاحدہ دق ریوی، دق امعاء، دق جلد وغیرہ سے موسوم ہوگیا۔ یہ الگ بات ہے کہ مرض دق الگ الگ اعضاء کو لاحق ہوتا ہے لیکن ریہ کے ساتھ اس کے التواث کی کثرت اور اس سے ہونے والی شرح اموات کی زیادتی کے سبب بالعموم دق سے دق ریوی ہی مراد لیا جانے لگا ہے۔

دق عربی زبان میں باریک اور معمولی چیز کو کہتے ہیں۔ چونکہ اسکا بخار خفیف درجے کا ہوتا ہے اس لیے بخار کی اس بیماری کو دق کہتے ہیں اور چونکہ اس مرض میں بخار لازمی طور پر رہتا ہے اس لیے اصطلاحاً اسے تپ دق، حمی دق یا دق کا بخار بھی کہتے ہیں، نیز دق میں مبتلا شخص کو "مدقوق" کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لاغری و کمزوری اور وزن میں کمی کے سبب اس کا مریض دبلا ہوجاتا ہے، اس لیے بھی اس مرض کو دق سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دق کے علاوہ اس مرض سے چند اور اصطلاحات بھی منسوب ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سر دست ان کا ذکر بھی کر دیا جائے جو حسب ذیل ہے:

☆ سِل: سِل عربی زبان میں کسی چیز میں سے کسی چیز کو آہستہ آہستہ نکالنے کو کہتے ہیں۔ اسی سے "سیف مسلول" ہے جس کا معنیٰ میان سے نکالی ہوئی تلوار ہے۔ اس مرض کو سِل کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اس میں آدمی کی جسمانی رطوبت کم ہوجاتی ہے، وہ گوشت پوست سے نکل جاتا ہے اور محض ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ جاتا ہے، اسی لیے اس علامت کی بنیاد پر اس کا نام سِل رکھا گیا ہے۔ مرض سِل میں مبتلا شخص کو ''رجل مسلول'' کہتے ہیں۔ طبی اصطلاح میں سل کے معنیٰ 'قرحہ ریہ مع تپ دق' ہے یعنی پھیپھڑے کا وہ زخم جس کے ساتھ تپ دق لازم ہوتا ہے۔

☆ تدرنِ ریہ: تدرن عربی زبان میں چھوٹی گرہ یا چھوٹے ابھار پیدا ہونے کو کہتے ہیں، چونکہ جرثومۂ سل جسم انسان میں داخل ہوکر جسم کی کسی ساخت میں جم کر ایک چھوٹی سی گرہ یا ابھار پیدا کر دیتا ہے، اس لیے اس چھوٹے سے ابھار یا گرہ کو یہ نام دیا گیا ہے۔ جرثومہ سل کے جسم میں سرایت کرکے ایسے ابھار یا بثور پیدا کرنے کو جدید طبی اصطلاح میں تدرن (Tuberculosis) کہتے ہیں۔ جرمنی کے نامور محقق Robert Koch نے ۱۸۸۲ میں تدرنِ ریہ (Tuberculosis of lung) میں جراثیم کو دریافت کرکے اس مرض کی ماہیت اور حقیقت کے بارے میں بتایا۔

☆Phthisis: یہ ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنیٰ سڑنا یا کمزور ہونا کے ہوتے ہیں جیسا کہ اس مرض میں مریض کی حالت کمزور ہوا کرتی ہے۔

اسباب

اگرچہ دق ریوی کی پیدائش کا اصل سبب اس مرض کا تعدیہ ہے، یعنی مادہ سل یا جراثیم سلیہ کا کسی نہ کسی طرح جسم میں داخل ہوکر نشوونما پانا لیکن جب تک بعض اسباب سابقہ یا بادیہ موجود نہ ہوں تب تک اس مرض کا اثر ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تندرست وتوانا آدمی کے جسم میں جب جراثیم داخل ہوتے ہیں تو اس شخص کی قوت مدافعت ان کو نیست ونابود کر دیتی ہے، اس لیے تندرست اشخاص مرض میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتے ہیں لیکن کمزور وناتواں شخص کے جسم میں داخل ہوکر یہ جراثیم نسلیں بڑھا لیتے ہیں اور اس کو مبتلائے مرض کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرض کے اسباب کو دو حصوں [سابقہ اور واصلہ] میں تقسیم کرتے ہیں:

اسباب سابقہ یا بعیدہ

ا۔ نقص تغذیہ۔ ناکافی یا ناقص غذا لینا یا غذا میں بے اعتدالی

برتنا جو سوءِ ہضم کا سبب ہو، جس کے نتیجہ میں طبیعت کمزور ہو جائے اور مادہ سلیہ کے حملوں سے مغلوب ہو جائے۔[۲]

۲۔ غیر صحت بخش رہائش۔خراب آب و ہوا میں بالخصوص مرطوب و نشیبی مقامات میں رہنا جہاں گرد و غبار زیادہ ہو اور حسب ضرورت دھوپ اور صاف ولطیف ہوا کا گزر نہ ہو، صحت عامہ کو کمزور و نحیف کر دیتا ہے، جس سے مقابلہ مرض کی قوت کم ہو جاتی ہے اور استعداد قبول مرض بڑھ جاتی ہے۔[۳]

۳۔ کثرتِ شراب نوشی: شراب کے کثرت استعمال سے طبیعت کمزور ہو جاتی ہے اور استعداد قبول مرض بڑھ جاتی ہے۔[۳]

۴۔ مخصوص پیشہ جات: ایسے پیشے جن میں آدمی کو تنفس کے لیے صاف ہوا نہیں ملتی بلکہ ہوا میں مخرش اجزاء ملے ہوتے ہیں۔ مثلاً سیلیکان انڈسٹریز، کان کنی اور سنگ تراشی کی فیکٹری میں کام کرنے والے لوگ اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔[۲]

۵۔ بعض امراض مثلاً: خسرہ، شہیقہ، ذات الریہ، ذات الجنب[۴]، انفلوئنزا، ذیابیطس شکری اور ایڈس، اس کے علاوہ امراض قلب، جگر، گردہ وغیرہ۔ یہ ساری بیماریاں طبیعت کو ضعیف و نحیف کر کے اس مرض کے قبول کرنے کے لیے مستعد بنا دیتی ہیں اور قوت مدافعت کے کمزور ہو جانے سے مقابلہ مرض کی قوت کم ہو جاتی ہے۔[۲]

۶۔ مجامعت: کثرت مجامعت اور دیگر بدعادات مثلاً مشت زنی اور بچپن کی شادی جس میں شروع بلوغت سے ہی زوجین کثرت مباشرت کے مرتکب ہو کر کمزور رہ جاتے ہیں اور اس مرض میں مبتلا ہونے کے لیے زیادہ مستعد ہوتے ہیں۔[۳]

۷۔ سگریٹ نوشی: اس کے کثرت استعمال سے دھواں سانس کی نالیوں میں مسلسل التہاب کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔[۲]

۸۔ نزلہ: تیز نزلہ ریہ پر گرے، اور اس سے پہلے کہ مادہ پک جائے اس کی تیزی ریہ کو جلا دے اور زخمی کر دے۔[۴]

۲۔ اسبابِ واصلہ

اس کا اہم ترین سبب عصیاتِ درنیہ (Tubercle bacilli) ہوتی ہیں۔ دق کے جراثیم کے Aerobic ہونے کی وجہ سے یہ دائیں پھیپھڑے کے اوپری حصے کو زیادہ متاثر کرتا ہے کیونکہ دائیں شعب کے چھوٹے اور چوڑے ہونے کی وجہ سے وہاں پر آکسیجن کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔[۲]

المعالجات البقراطیہ کے مصنف کے مطابق چھ امراض ایسے ہیں کہ اگر ان کا مناسب علاج ومعالجہ نہ کیا جائے تو اس سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں[۵]:

- معدہ یا فم معدہ کا سوء مزاج
- ضعف گردہ
- قرحہ مثانہ
- مرض ذیابیطس
- خراجات عظیمہ
- سحج امعاء

ماہیت المرض

دق ریوی میں عصیات درنیہ خشک عفونت زدہ گرد و غبار، لعابِ دہن اور مریض کی کھانسی کے ساتھ خارج شدہ بلغم سے سانس کے ساتھ اندر جانے سے تنفسی راستے اور پھیپھڑوں تک پہنچ جاتے ہیں اور تعدیہ کا سبب بنتے ہیں، جس کے نتیجہ میں حمّیٰ عارض ہوتا ہے۔ یونانی اطباء نے حمّیٰ دق سے ایسا بخار مراد لیا ہے جس میں حرارت غریبہ اصالتاً اعضاء اصلیہ میں واقع ہوتی ہے اور جو رطوبات بدنیہ کو بتدریج فنا کرتی ہے۔ ابن سینا نے حمّیٰ دق کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے۔[۶]

۱۔ درجہ اول میں یہ حرارت غریبہ ان رطوبات بدنیہ کو فنا کرتی ہے جو عروق شعریہ کی انتہا پر موجود ہوتی ہیں اور ان رطوبات کو بھی فنا کرنے لگتی ہے جو اعضاء کے رخنوں اور خلاؤں میں موجود ہوتی ہیں۔ اس درجے کو 'دق مطلق' کہا جاتا ہے۔ اس درجہ کی تشخیص کے

بارے میں اطباء کہتے ہیں کہ یہ بڑا مشکل امر ہے جب کہ اس کا علاج نہایت آسان ہے۔

۲۔حمیٰ دق کے دوسرے درجہ میں حرارت غریبہ اعضاء کے رخنوں اور خلاؤں میں موجود رطوبات کو مکمل طور پر ختم کر چکنے کے بعد بین الاعضائی رطوبات کو فنا کرنے پر لگ جاتی ہے۔اس درجے کو ذبول کا نام دیا جاتا ہے۔بعض اسکالر نے ذبول کو فرلیموس کا نام بھی دیا ہے اور کہا ہے کہ اس درجہ میں علاج کرنا مشکل ہوتا ہے۔

۳۔تیسرے درجہ میں حرارت غریبہ رطوبت منویہ اور رطوبت اسطقسیہ کو فنا کرنے لگ جاتی ہے۔اس میں رطوبات کے فنا ہونے سے اعضاء کے عناصر ریزہ ریزہ ہوکر ٹوٹنے لگتے ہیں۔شاید اسی لیے ابن سینا نے دق کے اس درجہ کو مفتت اور مخشف کا نام دیا ہے۔

بعض اطباء کا خیال ہے کہ اس کے پہلے درجے میں قلب کا مزاج بدل جاتا ہے لیکن رطوبات بدنیہ تحلیل نہیں ہوتی ہیں۔جب رطوبات تحلیل ہو جاتی ہیں تو اسے دوسرے درجہ میں شمار کرتے ہیں اور تیسرے درجہ میں حرارت غریبہ شرائین،اوردہ،اغشیہ اور دیگر اعضاء کو متاثر کرنے لگتی ہے۔

علامات ونشانیاں

اطبائے متقدمین کے مطابق دق ریوی کی مخصوص علامتیں تین درجات میں بیان کی جاسکتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں[۷]:

ا۔علامات دق:

- اس میں بخار ہر وقت مسلسل ایک قاعدہ پر چڑھتا رہتا ہے،لیکن گاہے باری سے بھی آتا ہے۔
- نبض متواتر اور ضعیف ہوتی ہے۔
- کھانے کے بعد بدن کے اندر حرارت زیادہ ہوتی ہے اور رخساروں پر سرخی دوڑ جاتی ہے۔

۲۔علامات ذبول

- بدن لاغر اور خشک ہوجاتا ہے۔
- جلد خشک اور بے رونق ہوجاتی ہے۔
- مریض کی کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں۔
- آنکھیں گہرائی میں چلی جاتی ہیں۔
- ناک پتلی ہوجاتی ہے۔
- چہرہ لاغر اور کان چھوٹے اور پتلے ہوجاتے ہیں۔
- گردن پتلی ہوجاتی ہے۔
- حنجرہ یعنی نرخرہ ابھر آتا ہے۔
- سینہ کی ہڈیاں الگ الگ ظاہر ہوتی ہیں۔
- رگیں خون سے خالی ہوتی ہیں۔
- ہاضمہ کمزور ہوجاتا ہے۔
- ابتدا میں شام کے وقت سردی کے ساتھ یا بغیر سردی کے کسی قدر بدنی حرارت زیادہ ہوجاتی ہے اور یہاں تک نوبت آجاتی ہے کہ حرارت ہر وقت رہنے لگتی ہے۔
- اس مرض کے مریضوں کے رخساروں پر اکثر سرخ رنگ کا حلقہ پڑ جاتا ہے جس کو'حمرۃ دقیہ' کہتے ہیں۔

۳۔علامات تفتیت

- پیشاب میں دہنیت نمودار ہوتی ہے۔
- بدن کی خشکی اس درجہ تک پہونچ جاتی ہے کہ سارے بدن کا گوشت تحلیل ہوجاتا ہے۔
- بال جھڑنے لگ جاتے ہیں۔
- ناخن خمیدہ اور کوتاہ ہوجاتے ہیں۔
- بدن میں پوست واستخوان کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔
- اسہال ذوبانی شروع ہوجاتے ہیں۔
- کریاں گھل جاتی ہیں۔

تشخیصی نکات

یوں تو دق ریوی کی تشخیص کچھ مشکل نہیں ہے۔اس کے مریض کو دیکھ کر اور زبانی احوال دریافت کر بآسانی تشخیص کی جاسکتی ہے،تاہم اطباء نے درج ذیل تشخیصی نکات بیان کیے ہیں:

۱۔ اگر کسی نازک مزاج شخص کو خشک یا تر کھانسی اور بدہضمی کی مسلسل شکایت ہو، وہ روز بروز دبلا ہو، اس کا وزن کم ہوتا جاتا ہو، کام کاج کرنے سے وہ تکان محسوس کرنے لگے، اس کا بدن بوجھل اور طبیعت بھاری رہنے لگے اور شام کے وقت اعضاء میں گرمی اور تپش کا احساس ہونے لگے تو اس مرض کا شبہ ہونا چاہیے۔[۸]

۲۔ نزلہ، سعال یا ذات الریہ کے مریض کو کھانسی کے ساتھ خون اور ریم آنے لگے، بدن میں لاغری شروع ہو جائے، ہر وقت ہلکا بخار رہنے لگے، جو شب کے وقت اور کھانے کے بعد تیزی اختیار کر لے اور مریض کے رخساروں میں سرخی نمایاں ہو تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اس مرض میں مبتلا ہو گیا ہے۔[۳]

۳۔ اگر نفث الدم کے ساتھ ریشے خارج ہوں تو اس مرض میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔[۳]

۴۔ بدن کا ذبول اور لاغری کی انتہا تک پہنچ جانا، ناخون کا کج ہو جانا اور سر کے بالوں کا گرنا یہ ایسی علامتیں ہیں جن کے ظاہر ہونے کے بعد شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔[۳]

۵۔ قروح ریہ کے مریضوں کی حالت موسم خزاں میں بہت خراب ہو جاتی ہے، چنانچہ اگر اس مرض کا شبہ ہو مگر بخوبی اس کی شناخت نہ ہو سکی ہو تو موسم خزاں اس کا فیصلہ کر دیتا ہے، یعنی اگر مریض مبتلائے مرض ہو تو خزاں میں اس کی حالت متغیر ہو جاتی ہے اور علامتیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔[۳]

۶۔ رازی کا قول ہے کہ جو شخص غلیظ تھوک تھوکے اور اس کے ساتھ تپ لازم اور ہزال ہو تو سمجھو سل کا مریض ہے۔[۹]

۷۔ دق ریوی کی صورت میں خون کا امتحان کرانے پر حمرۃ الدم کی شرح طبعی سے کم، کریات لمفاویہ اور شرحِ ترسیبِ دم (ESR) طبعی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ Mantoux test کا مثبت ہونا اور بلغمی رطوبت کے اندر Acid Fast Bacilli کا نظر آنا، سینہ کا اکسرے کرانے پر Lung fields میں Infiltration اور مرض کی شدت میں Cavities اور مرض کے مزمن صورت اختیار کر لینے کی صورت میں Calcified Spot کا نظر آنا دق ریوی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔[۲]

دق ریوی کے عسیر العلاج ہونے کی وجوہات

اطباء نے اس مرض کے علاج میں دشواری کی وجوہات کو درج الفاظ میں بیان کیا ہے[۴،۹]:

۱۔ اول تو یہ کہ جس عضو میں بھی زخم ہو اس کی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے اور پھیپھڑے کی صفائی اگر کوئی شے کر سکتی ہے تو وہ کھانسی ہے مگر ساتھ ہی کھانسی کا جھٹکا زخم کو پھیلا دیتا ہے، اسی وجہ سے زخم مندمل نہیں ہوتا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ زخمی عضو کے لیے سکون وقرار چاہیے تاکہ زخم مندمل ہو مگر پھیپھڑا کسی وقت بھی سکون نہیں پا سکتا کیونکہ اسے ہر وقت تنفس کی ضرورت ہے جس کو حرکت لازم ہے۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ زخم اسی وقت بھرتا ہے جب خشکی اور یبوست ہو مگر پھیپھڑا ہر وقت اس فضا سے جو اس کے گرد ہے رطوبت حاصل کیا کرتا ہے۔ لہٰذا زخم کا اندمال کیونکر ہو سکتا ہے۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ وہ دوائیں جو زخموں کو بھر دیتی اور مندمل کر دیتی ہیں وہ پھیپھڑے تک راستہ کی دوری کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتیں اور اگر ان کا اثر پہنچتا بھی ہے تو قدرے قلیل۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی تدبیر نہیں جو دواؤں کا اثر بلا واسطہ یا بالواسطہ پھیپھڑوں تک پہنچا دے۔ انہیں وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے اس کی دواء مشکل بلکہ محال نظر آتی ہے۔

اصولِ علاج

قدیم تصنیفات کی روشنی میں دق ریوی کے معالجہ میں مندرجہ ذیل اصول اپنائے جا سکتے ہیں:

۱۔ تبرید وترطیب
۲۔ تجفیف والتحام
۳۔ تنفیث وتغریہ
۴۔ تقویت اعضاء رئیسہ

علاج

دق ریوی کے علاج میں ہم جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں زیادہ تر ان کا مقصد بدنی تقویت اور تغذیہ میں اضافہ ہوا کرتا ہے۔ قوت جب ان ذرائع سے قوی ہو جاتی ہے تو مرض کو دبا لیتی ہے اور مریض کو شفاء حاصل ہو جاتی ہے۔

ادویہ برائے تبرید و ترطیب

مفرد ادویہ: مغز تخم کدو، مغز تخم تربوز، لعاب اسپغول، رب السوس اور خرفہ۔

مرکب ادویہ: قرص کافور، شربت حماض، قرص طباشیر، آش جو، سکنجبین، ماء الشعیر۔

ادویہ برائے تجفیف

طباشیر، گل ارمنی، زعفران، افیون، بستان افروز (چولائی)، کافور، بنسلوچن، بادروج، زاج، صمغ عربی۔

ادویہ برائے التحام (مدمل قروح و منبت لحم دوائیں):

صمغ عربی، کتیرا، نشاستہ، دم الاخوین، کہربا، سریشم ماہی، گل ارمنی اور سرطان۔

ادویہ برائے تنفیث و تغریہ

مفرد ادویہ: رب السوس، بہدانہ، خطمی اور خبازی۔

مرکب ادویہ: شربت اعجاز، شربت زوفا، شربت اڑوسہ، خمیرہ گاؤزباں شیرہ عناب والا، لعوق سپستاں۔

ادویہ برائے تقویت اعضاء رئیسہ:

مفرد ادویہ: گاؤ زباں، اسگند، ایلوہ، آبریشم، مروارید، زعفران، مشک، مرکی، آملہ

مرکب ادویہ: خمیرہ آبریشم سادہ، خمیرہ آبریشم حکیم ارشد والا، خمیرہ مروارید، دواء المسک سادہ، دواء المسک معتدل جواہر والا، جواہر مہرہ، خمیرہ گاؤزباں سادہ، خمیرہ گاؤزباں عنبری جواہر والا۔

دق ریوی کے تینوں درجات کی تشخیص اور اس کا معالجہ بہت واضح نہیں ہے۔ اکثر مصنفین درجات کے اعتبار سے اس کے معالجہ کو درج کرنے سے پہلوتہی کر گئے ہیں، سوائے حکیم وسیم احمد اعظمی کے، جنہوں نے پہلے، دوسرے اور تیسرے درجہ کا علاج "معالجات" میں یوں درج کیا ہے:

پہلے درجہ کا علاج

رب السوس، گوند کتیرا، طباشیر، دانہ ہیل، ست گلو، کہرباء شمعی ہر ایک ۵۰۰ ملی گرام، سرطان محرق ۱ گرام۔ تمام دواؤں کو باریک پیس کر شربت بنفشہ ۲۰ ملی لیٹر میں ملا کر دن میں چند مرتبہ چٹائیں۔ اس کے بعد گلوء سبز، اصل السوس ہر ایک ۳ گرام، برگ اڑوسہ زرد ۵ گرام۔ تمام دواؤں کو رات کے وقت گرم پانی میں بھگو دیں، صبح کو مل چھان کر نوش کرائیں۔

دوسرے درجہ کا علاج

قرص سرطان کافوری ۴ گرام باریک پیس کر خمیرہ خشخاش ۱۲ گرام میں ملا کر کھلائیں۔ اس کے بعد شیرہ تخم خرفہ سیاہ، شیرہ مغز تخم کدوئے شیریں ہر ایک ۵ گرام، لعاب بہدانہ ۳ گرام، شیرہ عناب ۵ عدد، عرق سرطان خاص ۹۶ ملی لیٹر، عرق گاؤزباں ۵۰ ملی لیٹر میں نکال کر شربت سرطان خاص ۲۵ ملی لیٹر حل کر کے نوش کرائیں۔

تیسرے درجہ کا علاج

گل ارمنی، گل مختوم، نشاستہ، گل سرخ ہر ایک ۶ گرام، طباشیر سفید، شادنج، عدس مغسول، کتیرا ہر ایک ۵ گرام، سرطان محرق ۱ء۵ گرام، رب السوس ۳ گرام۔ تمام دواؤں کو کوٹ چھان کر سفوف تیار کریں اور ۷ گرام بکری کے دودھ کے ہمراہ استعمال کرائیں۔[۱۰]

علاج بالمفردات

۱۔ سریشم ماہی: یہ پھیپھڑے کے زخموں کو بھرتی ہے۔[۱۱]

۲۔ سرطان نہری کا گوشت اور اس کا شوربہ اس مرض کے لیے مفید ہے۔ سینہ اور پھیپھڑے کی خشکی کے باعث عارض ہونے

والی مرضی حالت میں سرطان نہری کو صعتر میں پکا کر استعمال کرنے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔[۱۲]

۳۔ کتیرا: پھیپھڑے کے زخم کو مفید ہے۔[۱۳]

۴۔ گوند ببول: اس کو کھانے سے پھیپھڑے کا زخم بھرتا ہے۔ کتاب الزیاق میں لکھا ہے کہ ببول کے گوند میں باوجود تغریہ کے خشکی غالب ہے، اس لیے ایسے مقام میں فائدہ کرتا ہے جہاں تغریہ کے ساتھ خشکی کی بھی ضرورت ہو۔[۱۱]

۵۔ بہدانہ: پھیپھڑے کے زخم کو مفید ہے۔ یہ خشکی کو دور کرتا ہے۔[۱۱]

۶۔ کافور: دافع تعفن ہونے کی بنا پر تپ دق، سل اور پھیپھڑے کے زخم کو دور کرتا ہے۔[۱۱]

۷۔ رب السوس: پھیپھڑے کی خشکی کے لیے مفید ہے۔[۱۱]

۸۔ مغز تخم کدو: سینہ کی خشونت اور منھ سے خون آنے کو مفید ہے۔[۱۱]

۹۔ بنسلوچن: پھیپھڑے کی رطوبت کو خشک کر کے امراض کو دفع کرتا ہے۔[۱۱]

۱۰۔ گدھی اور بکری کا دودھ اس کے مریضوں کے لیے بہت مفید ہے۔[۳]

۱۱۔ ماء الشعیر اور سرطان نہری ۱۰ ماشہ (پکا کر) کا استعمال اس کے مریض کے لیے بہت مفید ہے۔[۸]

۱۲۔ برگِ اڑوسہ کا جوشاندہ بھی اس مرض میں مفید ہے۔[۳]

۱۳۔ سریشم ماہی (غری السمک) نیم گرم دودھ میں ملا کر دینا بھی مفید ہے۔[۸]

۱۴۔ دق ریوی کے مریض کو صمغ عربی اور کیکر کا گوند نہایت مفید ہے۔[۸]

۱۵۔ خاکسی ۷ ماشہ بکری کے دودھ پر چھڑک کر دینے سے بھی اس کے مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔[۸]

۱۶۔ بادروج: سینہ اور پھیپھڑے کو بے حد خشک کرتا ہے۔ لہٰذا اس مرض کے دوسرے درجے میں جہاں زخم کو خشک کرنا مقصود ہو اس کا استعمال موزوں ہے۔[۱۳]

۱۷۔ زاج: سینہ اور پھیپھڑے کی مرطوب حالت میں اس سے زیادہ کوئی مفید چیز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ زخموں کو خشک کر دیتا ہے۔[۱۳]

۱۸۔ شہد: پیپ تھوکنے میں سہولت پیدا کرتا ہے۔[۱۳]

۱۹۔ حب الغار: پھیپھڑے کے زخم اور عسر تنفس کے لیے عمدہ ہے۔[۱۳]

۲۰۔ غاریقون: پھیپھڑے کے زخموں میں طلاء کے ہمراہ پلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔[۱۳]

۲۱۔ کف دریا: سینہ اور پھیپھڑے کی بیماری کو پختہ کر دیتا ہے اور کھانسی میں مفید ہے۔[۱۳]

۲۲۔ صمغ عربی: یہ سرد اور خشک ہوتا ہے، یہ پھیپھڑے کے زخموں کی مضرتوں کا ازالہ کرتا ہے۔[۱۳]

۲۳۔ گل ارمنی: یہ پھیپھڑے کے زخموں کو خشک کرتی ہے اور بھرتی ہے۔[۱۳]

نسخہ جات

۱۔ تخم بنج ۴ گرام، تخم کرفس ۴ گرام، افیون ۴۵ گرام، انیسون ۴۵ گرام، سب کو ملا کر قرص بنا لیں۔ ایک قرص صبح اور شام ہمراہ آب سرد استعمال کریں۔[۱۳]

۲۔ طباشیر، گل ارمنی، ہر ایک ۴ درم، گل سرخ ۶ درم، تخم خرفہ، تخم خیار، تخم کدو، کہرباء ہر ایک ۳ درم، ان سب سے قرص تیار کریں اور ۲ درم استعمال کریں۔[۶]

۳۔ خشخاش سفید ۳۵ ماشہ، گوند، نشاستہ، کتیرا، ہر ایک ۷۵ تولہ، طباشیر، رب السوس ہر ایک ۱۰ء۵ ماشہ سب کو کوٹ کر سفوف تیار کریں اور ۷ ماشہ سے لے کر ۱۰ء۵ ماشہ تک استعمال کرائیں۔ قرحہ ریہ اور کھانسی دونوں کو مفید ہے۔[۴]

۴۔ تخم خیار، تخم قثاء، تخم کدو، تخم رجلہ، خشخاش، تخم بنج، افیون۔ اسے تخم کرفس اور انیسون کے ہمراہ پلائیں تاکہ اثرات اندر پہنچ

سکیں۔حرارت نہ ہوتو اس کے ساتھ نانخواہ، سنبل، مر، دارچینی شامل کریں۔حرارت اور پیاس غالب کی صورت میں مفید ہے۔[۱۳]

۵۔سل و دق میں مرکبات کلیہ (شکر تیغال، سرطان محرق، کشتہ صدف ومروارید) کا استعمال کرانا بھی مفید ہے۔[۱۵]

۶۔سنگ جراحت، زہر مہرہ، کتھ سفید، کتیرا، صمغ عربی، نشاستہ، تخم خشخاش سفید، تخم خطمی، گیرو، ہر ایک ا درم، افیون ا ماشہ کوٹ چھان کر گولیاں بنائیں، اور صبح وشام استعمال کرائیں۔[۱۶]

۷۔حب مسیحی: مرچ سیاہ، الائچی خورد، طباشیر، بلادر مدبر، ست گلو ہم وزن لے کر سب کو باریک کھرل کریں، اور پانی میں گوندھ کر ایک ایک رتی کی گولیاں بنالیں۔ایک گولی روزانہ صبح کو ۲۵۰ ملی لیٹر شیر بز کے ساتھ کھائیں۔روزانہ دودھ کی مقدار ۲ تولہ بڑھائیں تاکہ دودھ ایک سیر تک پہونچ جائے۔تپ دق اور پرانے بخاروں میں مفید ہے۔[۱۷]

۸۔نسخہ غری السمک: غری السمک ۲ ماشہ، مصری ۲ تولہ شیرہ گاؤ میں جوش دے کر چھان کر پلائیں، کھانسی اور سل کے لیے مفید ہے۔[۱۸]

حکیم علوی خاں نے اپنی کتاب مطب علوی میں درج ذیل معمولات مطب نسخوں کا ذکر کیا ہے:

ا۔کہربا، مغز بہدانہ، دم الاخوین، صمغ عربی، کتیرا ہر ایک ا ماشہ اول دیں۔اس کے بعد شیرہ اصل السوس، شیرہ خشخاش، شیرہ خبازی اور قند سفید دیں۔پھر ریشہ خطمی، بہدانہ، شیرہ کاہو، شیرہ خشخاش، صمغ عربی، کتیرا، بارتنگ، تخم ریحاں اور نبات سفید دیں۔ اگلے دن شیرہ نانخواہ بریاں، شیرہ مکو، شیرہ مغز بہدانہ بریاں، شیرہ خرفہ، شربت بہی اور صمغ عربی پاشیدہ دیں۔دوسرے دن زوفا خشک دیں، اس کے بعد قرص سرطان، دواء المسک بارد کے ساتھ ملا کر استعمال کرائیں، شیرہ اصل السوس، شیرہ کاہو، عرق بادیان، عرق مکو، نبات سفید، اسپغول پاشیدہ دیں، دوسرے دن گل ارمنی اور تیسرے دن شیرہ مکو کا اضافہ کریں۔[۱۹]

۲۔سرطان محرق، کتیرا، صمغ عربی، مغز تخم کدو، مغز بادام، مغز تخم خطمی، مغز تخم بستان افروز کبیر، بیخ انجبار، کافور ہر ایک ۵ ماشہ کو کوٹ چھان کر شربت دیاقوزہ کے ساتھ صبح وشام استعمال کرائیں۔[۱۹]

دق کے علاج کے ضمن میں پیش کی گئی بالا تفصیلات اس بات کی مشیر ہیں کہ قدیم زمانے سے ہی اطباء نے اپنے مشاہدات و تجربات کی بنیاد پر اس مرض کے تئیں معالجہ کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے جو یقینی طور پر افادیت واہمیت کا حامل ہے اور اپنے استعمال کے لیے ترغیب فراہم کرتا ہے۔یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عالمی ادارہ صحت نے بعد از تحقیقات دق ریوی کے لیے تشخیص وعلاج کا جو شیڈول مرتب کیا ہے اس کی حتمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ، بالخصوص عصائے درنیہ کو ختم کرنے کے لیے کہیں نہ کہیں ہم اس شیڈول کی پیروی پر مجبور ہیں۔طب جدید میں موجود دق کے علاج کی حتمیت کے باوجود سال بہ سال اس کے مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد، مرض کے متعدد عوارضات ، مریض کو لاحق ہونے والی کمزوریاں، تکرار مرض اور خود شیڈول میں موجود دواؤں سے لاحق ہونے والی پریشانیاں طبی دنیا کے لیے ابھی بھی چیلنج بنی ہوئی ہیں۔ ایسی صورت حال میں اطبائے قدیم کے ان مجربات اور ان کے ذریعہ بتائی گئی غذائی و غیر دوائی تدابیر کو قابل عمل بنا کر معاون علاج کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد کیے جانے کے امکانات ہیں۔اس سلسلے میں چند ایک تحقیقات بھی انجام پائی ہیں جن کی رپورٹس خوش آئند اور حوصلہ افزا ہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے کو مزید دراز کیا جائے۔

حوالہ جات

۱- نامعلوم، انڈیا ٹی بی رپورٹ ۲۰۲۰، سنٹرل ٹی بی ڈویزن،، منسٹری آف ہیلتھ اینڈ فیملی ویلفیر، نیو دہلی، ۲۰۲۰، ص ۱۱۔

۲- نیکی ایٹ آل، ڈیوڈسن پرنسپل اینڈ پریکٹس آف میڈیسین،، چرچل لیونگسٹن پبلشر، ۲۰۱۰، ص ۶۸۸۔۶۹۲۔

۳- خان محمد اعظم، اکسیر اعظم، (اردو ترجمہ کبیر الدین)، ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، ۲۰۱۱، ص ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۸۔

۴- مجوسی ابو الحسن علی ابن عباس ،کامل الصناعہ(اردو ترجمہ غلام حسنین کنتوری)،ادارہ کتاب الشفاءنئی دہلی،۲۰۱۰،ص۳۸۲۔۳۸۳۔

۵- طبری ابوالحسن احمد بن محمد،المعالجات البقراطیہ،حصہ دوم(اردو ترجمہ)، سنٹرل کونسل فارریسرچ ان یونانی میڈیسن،نئی دہلی،۱۹۹۷،ص۴۶۰۔

۶- ابن سینا ابوعلی حسین بن عبداللہ ابوعلی، القانون فی الطب(اردو ترجمہ غلام حسنین کنتوری)، جلد چہارم،ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، غیر مؤرخ،ص۱۱۹۹۔

۷- کبیرالدین محمد،معالجات شرح اسباب،حصہ دوم،ادارہ کتاب الشفاءنئی دہلی،۲۰۰۹،۴۰۲۔

۸- جیلانی غلام،مخزن الحکمت،حصہ اول،فیصل پبلیکیشنز دیوبند،۲۰۰۹،ص ۵۰۱،۵۱۸۔

۹- القمری ابوالمنصورالحسن،غنیٰ منیٰ(اردو ترجمہ)،سنٹرل کونسل فارریسرچ ان یونانی میڈیسن نئی دہلی،۲۰۰۸،ص۱۴۴،۱۴۷۔

۱۰- اعظمی حکیم وسیم احمد"معالجات"جلد سوم،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی، ۲۰۰۶،ص۴۵۲۔

۱۱- نجم الغنی،خزائن الادویہ،حصہ اول،ادارہ کتاب الشفاء نئی دہلی، غیر مؤرخ،ص۳۴۱،۳۹۶،۴۱۹،۷۲۵،۸۱۰،۱۰۰۱،۱۰۲۲،۱۰۳۴۔

۱۲- ابن بیطارعبداللہ بن احمد،الجامع لمفردات الادویہ و الاغذیہ (اردو ترجمہ)،جلد سوم،اسینٹرل کونسل فارریسرچ ان یونانی میڈیسن،نئی دہلی، ۱۹۹۹،ص۳۶۔

۱۳- رازی ابوبکر محمد بن زکریا،کتاب الحاوی(اردو ترجمہ)، حصہ چہارم، سنٹرل کونسل فارریسرچ ان یونانی میڈیسن،نئی دہلی، ۱۹۹۸،ص۴۳، ۸۷،۹۴،۹۶،۸۹،۹۹۔

۱۴- جرجانی احمدالحسن ،ذخیرہ خوارزم شاہی(اردو ترجمہ ہادی حسن خاں)، جلدششم،ادارہ کتاب الشفاءنئی دہلی،۲۰۱۰،ص۲۹۳۔

۱۵- خان ابوبکر، معالجات عصبی ونفسیات،مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ، ۲۰۱۲،ص۶۹۔

۱۶- غلام ،علاج الغرباء(اردو ترجمہ،محمد اصغر علی)،ادارہ کتاب الشفاء،نئی دہلی،۲۰۰۱،ص۴۷۔

۱۷- خان حکیم حافظ محمد اجمل ،بیاض اجمل،اعجاز پبلشنگ ہاؤس،نئی دہلی، ۱۹۹۵،ص۷۷،۸۰۔

۱۸- کبیرالدین محمد،بیاض کبیر،حصہ اول،ادارہ کتاب الشفاءنئی دہلی،۲۰۱۰، ص۹۳۔

۱۹- خاں حکیم علوی،مطب حکیم علوی(اردو ترجمہ عبدالباری فلاحی)،پکسیل گریفک نئی دہلی،۲۰۰۹،ص۲۳۸،۲۴۳۔

●●●

بواسیر مقعد: قدیم وجدید تحقیقات کی روشنی میں

☆محمد شکیل انصاری

☆طارق ندیم خان

☆عبدالمبین

☆☆فرحین خان

بقراط نے بواسیر مقعد کی ماہیت نہایت واضح انداز میں پیش کی ہے۔ اُس کے مطابق یہ ایک ایسا مرض ہے جو مقعد کی وریدوں سے جریان خون کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ بواسیر میں اوردہ کے اندر دوالی جیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے ان میں ورم، تخثر اور امتلاء جیسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جو اکثر جریان خون کا سبب بنتی ہے۔ اس مرض میں معائے مستقیم کے زیریں حصے میں موجود vascular cushion (ایک غلیظ تحت المخاطی ساخت ہے جس میں شریان، اوردہ اور بہت سے نسیج شامل ہوتے ہیں) [۱،۲] سن شیخوخت و کہولت میں یا دوسرے عوامل کے زیر اثر نیچے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شکم کے دباؤ میں اضافہ کے نتیجے میں وریدوں کے کنارے پھول کر مسے کی شکل میں مقعد کے اندر یا باہر ظاہر ہوتے ہیں جن سے کبھی کبھی جریان خون بھی ہوتا ہے [۳]۔ انہیں مسّوں کو بواسیر کا نام دیا گیا ہے۔ مبرز پر موجود خط دنداں (dentate line) جو دو مختلف قسم کے خلیات کے مابین پایا جاتا ہے کی بنیاد پر بواسیر کی (ا) داخلی (ب) خارجی اور (ج) مخلوط، تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

بواسیر کی ابتدا اگر خط دنداں سے بالائی جانب ہوتی ہے تو اسے داخلی بواسیر؛ خط دنداں کے زیریں حصے سے ہوتی ہے تو اسے خارجی بواسیر اور بالائی اور زیریں دونوں جانب سے ہوتی ہے تو بواسیر مخلوط کہتے ہیں۔ زیریں حصہ میں اعصاب حسیہ کی موجودگی کی وجہ سے اس حصے میں پائی جانے والی بواسیر میں درد بھی ہوتا ہے [۱،۴،۶،۷]۔

بواسیر مقعد ایک کثیر الوقوع مرض ہے اور زیریں امعاء سے جریان خون کا سب سے عام سبب ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

☆☆ ایم ڈی اسکالر، شعبۂ جراحت، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلور

تقریباً ۵۰ فی صد لوگوں کو زندگی میں کبھی نہ کبھی اس مرض کا سامنا کرنا پڑتا ہے[۹،۱۰]۔ یونانی اطباء کے مطابق یہ مرض غیر طبعی خون بالخصوص سوداوی یا صفراوی خون کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے[۱۱] اور مردوں اور عورتوں کو مساوی طور پر متاثر کرتا ہے[۱۲]۔ بواسیر کو انگریزی میں Haemorrhoids کہا جاتا ہے۔ Haemorrhoids یونانی زبان کے دو الفاظ (haima) بمعنی خون اور (rhoos) بمعنی سیلان یا جریان سے مرکب ہے[۱،۴،۸]۔ چونکہ اس مرض میں اتساع کے نتیجے میں وریدوں کی شکل گیند جیسی ہوجاتی ہے اس لیے اسے piles بھی کہا جاتا ہے۔ piles لاطینی لفظ pila سے ماخوذ ہے جس کے معنی گیند کے ہیں[۴]۔

یونانی طب میں بواسیر مقعد کی اقسام:

بواسیر مقعد کی تقسیم مسّوں کے جائے وقوع، شکل اور جریان و عدم جریان خون کے اعتبار سے کی گئی ہے۔

۱۔ جائے وقوع کے لحاظ سے تقسیم:

(ا) داخلی بواسیر: ایسی بواسیر جو کہ خط دنداں سے بالائی جانب ہوتی ہے۔ بواسیر کی اس قسم میں خون زیادہ نکلتا ہے اور درد ہلکا ہوتا ہے۔ داخلی بواسیر کو بواسیر غائرہ کا بھی نام دیا گیا ہے۔

(ب) خارجی بواسیر: اس قسم میں مسّے خط دنداں سے نیچے کی جانب واقع ہوتے ہیں اور نظری معائنہ میں بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ خارجی بواسیر میں درد زیادہ اور جریان خون کم ہوتا ہے۔

(ج) مخلوط بواسیر: اس قسم میں خط دندان سے بالائی اور زیریں دونوں جانب ہی اورده متورم ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم میں جریان خون اور درد دونوں ہی پائے جاتے ہیں۔

۲۔ شکل کے لحاظ سے بواسیر مقعد کی اقسام:

(ا) ثؤلولی: یہ اپنے رنگ اور شکل میں چھوٹے مسّے کے مشابہ مسور یا نخود کے دانوں کے برابر ہوتے ہیں۔ مخصوص شکل کی وجہ سے بواسیر کی اس قسم کو عدسیہ اور حمصیہ بھی کہتے ہیں۔

(ب) عنبی: یہ مسّے چوڑے گول ہوتے ہیں اور ان کے سرے سبز ہوتے ہیں۔

(ج) توتی: اس کی شکل و رنگ توت کے مانند ہوتا ہے۔ اس قسم میں بواسیری مسّے لمبے اور چھونے میں نرم ہوتے ہیں۔

(د) نفاخی: اس طرح کی بواسیر میں مسّوں کا رنگ سفید ہوتا ہے اور اکثر ان میں درد نہیں پایا جاتا ہے۔

(ھ) نخلی: بواسیر کی یہ قسم کھجور کی شاخوں کی مانند یا اس کی جڑوں کی مانند چاروں طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔

(و) تینی: اس قسم میں مسّے گول انجیر جیسے ہوتے ہیں۔

(ز) تمری: اس قسم میں مسّے کھجور کے بیج کے مانند لمبے اور سخت ہوتے ہیں۔

۳۔ جریان و عدم جریان خون کے اعتبار سے:

(ا) بواسیر دامیہ: بواسیر کی مذکورہ بالا قسموں میں سے اگر کسی کا منہ کھل جائے اور ان سے زرد رطوبت اور خون خارج ہونے لگے تو اس کو بواسیر دامیہ کہتے ہیں۔ اس قسم میں خون کبھی وقفہ سے آتا ہے اور کبھی بہت سے عروق کے دہانے کھل جانے کی وجہ سے کثرت سے آتا ہے۔

(ب) بواسیر عمیا: جب بواسیری مسّوں سے کسی بھی طرح کی رطوبت یا خون کا اخراج نہ ہو تو ایسی قسم کو بواسیر عمیا کہتے ہیں۔

ماہیتِ مرض:

اطباء نے بواسیر مقعد کی ماہیت اور اسباب کو اپنی نگارشات میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔ ابن سینا نے اس مرض کا خلطی سبب سوداوی خون کو قرار دیا ہے[۱۳] جبکہ ابن زہر، احمد بن محمد طبری اور ابن ہبل بغدادی کا خیال ہے کہ جگر میں حرارت و یبوست کی غیر طبعی زیادتی کی وجہ سے خون فاسد ہو جاتا ہے۔ اس فاسد خون کو جب طحال جذب کرنے سے قاصر ہوتی ہے تو طبیعت بعض اوقات اسے مقعد کی جانب دفع کر دیتی ہے اور عروق مقعد میں اس کے اجتماع کی وجہ سے بواسیر واقع ہوتی ہے[۱۴،۱۵]۔ حکیم محمد حسین

قرشی نے اس مرض کے معاون اسباب کے ذیل میں قبض، پیشہ جس میں دیر تک بیٹھنا پڑتا ہو، اسہال، تیز اور ترش اشیاء کا بکثرت استعمال، سن شیخوخت و کہولت، امراض جگر، وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے[۱٦]۔ جرجانی نے خون میں احتراق پیدا کرنے والی حریف و حاد اور حار مزاج کی حامل دواؤں کے استعمال اور غلیظ سوداء پیدا کرنے والی سرد خشک غذاؤں کے بکثرت استعمال کو اس کا سبب قرار دیا ہے۔ دیگر اسباب میں اس نے دیر تک بیٹھنے، روغن بید انجیر کے کثرت استعمال اور خشک میوہ جات اور مسالہ جات کی زیادتی کو شامل کیا ہے[۵]۔

علامات:

ابتدا میں مریض کو اس کا علم نہیں ہوتا، لیکن جوں جوں مرض میں اضافہ ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامات پائی جاتی ہیں[۴،۱۷]۔

بواسیر داخلی: بواسیر کی اس قسم کی خاص علامت جریان الدم ہے جو کہ عموماً درد کے بغیر پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رطوبت مخاطی کا اخراج ہوتا ہے اور دوران اجابت مسّے باہر نکل آتے ہیں۔

بواسیر خارجی: بواسیر کی اس قسم کی خاص علامت مقعد کے مقام پر خارش یا درد ہے۔ درد بالعموم جلد میں تخثر پیدا ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے[۹]۔ اس قسم میں بواسیر کے تحلیل ہونے کے بعد بھی اس کے اوپر کی جلدی ساخت رہ جاتی ہے۔

بواسیر خارجی حاد مع تخثر (acute thrombosed external pile): نظری معائنہ میں اس کا رنگ جامنی ہوتا ہے اور ساخت متورم ہوتی ہے۔ چھونے پر اس میں ہلکی سی دکھن بھی ہوتی ہے۔ اس میں بار بار اتساع و تخثر ہونے کی وجہ سے جلدی ساخت بڑھ جاتی ہے۔

جریان الدم: اس مرض کی اوّلین اور اہم علامت براز کے فوراً بعد شوخ سرخ اور تازہ خون کا آنا ہے۔ خون براز کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہوتا ہے اور اس کی مقدار کبھی کم اور کبھی زیادہ بھی ہوسکتی ہے[۱،۴]۔

مسّوں کا باہر نکلنا: ابتداء میں پاخانہ کرتے وقت مسّے باہر نکل آتے ہیں اور پھر خود ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ بعد میں یہ خود واپس نہیں جاتے بلکہ مریض کو انگلی سے انہیں اندر کرنا پڑتا ہے۔ یہ مرض کا تیسرا درجہ کہلاتا ہے۔ مرض کے چوتھے درجے میں یہ مسّے انگلی کی مدد سے بھی اندر واپس نہیں جاتے۔ اس درجے میں مریض معائے مستقیم میں بھاری پن اور تکلیف تو محسوس کرتا ہے لیکن تخثر جلد نہ ہو تو درد نہیں ہوتا[۱،۴]۔

مقعد کے راستے رطوبت کا اخراج: مقعد کے راستے باہر نکلنے والی ساخت کے اندر امتلائی کیفیت ہو تو اس سے مخاطی رطوبت کا اخراج ہونے لگتا ہے۔ بعد میں اس مقام پر خراش پیدا ہو جاتی ہے اور زخم پیدا ہو جاتے ہیں[۱،۴،٦]۔

مقعد کے مقام پر خارش: عام طور پر مخاطی رطوبت کے خارج ہونے کے بعد ہی خارش محسوس ہوتی ہے۔ جب خارش ایک لمبے عرصے تک برقرار رہتی ہے تو اس کی وجہ سے تنج پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے[۴،٦]۔

براز کا مسلسل اخراج: جن مریضوں میں مقعد کے راستے باہر نکلنے والی ساخت کا حجم کافی بڑا ہوتا ہے ان میں مخاطی رطوبت یا براز بار بار خارج ہوتا ہے[۱۰]۔

تشخیص مرض:

بواسیر کی تشخیص عام طور پر روداد سے ہی ہو جاتی ہے۔ کیفیت اور شدت کو جانچنے کے لیے اکثر نظری و لمسی معائنہ اور پراکٹو اسکوپ کی مدد لی جاتی ہے۔ اس معائنہ کے لیے مریض کو بائیں کروٹ سے اس طرح لٹا دیتے ہیں کہ اس کے گھٹنے بطن سے ملے ہوں[۴،٦]۔

یونانی طب کی کتابوں میں روداد اور نظری معائنہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اطباء کے مطابق بواسیر کے مسّوں کا رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے اور مقعد میں درد گرانی اور خارش ہوتی ہے۔ خون کے غلبے کی صورت میں گرانی زیادہ ہوتی ہے اور خارش و سوزش کم ہوتی ہے۔ خون اگر رقیق صفراوی ہو تو درد اور خارش و سوزش میں شدت ہوتی ہے۔ بواسیر میں اگر خون کا نکلنا موقوف

ہوجائے تو مقعد کے مقام پر تیز درد ہوتا ہے اور کھجلی کا احساس ہوتا ہے[۱،۵]۔ صاحب اکسیر اعظم کے مطابق بواسیر اگر مزمن شکل اختیار کر لے تو جسم میں خون کی کمی ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں ہونٹ سفید اور زبان سیاہ ہو جاتی ہے اور مریض خفقان کی شکایت کرتا ہے۔

عصری معلومات کی روشنی میں بواسیر کی تشخیص فارقہ:

بواسیر کی تفریق جن امراض سے کرتے ہیں ان میں معائے مستقیم کا سرطان، hypertrophied anal papilla، Fistula in Ano, perianal tumour condyloma, inflammed skin tag, pruritis ani, anal Fissure in Ano, Rectal polyps, perianal abscess, Anal varices, وغیرہ شامل ہیں۔ ایسے مریض جن کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو اور وہ بواسیر دامیہ کے شکار ہوں ان کا معائنہ flexible sigmoidoscopy اور colonoscopy کے ذریعہ کرنا ضروری ہوتا ہے[۱،۱۰]۔

بواسیر کا علاج:

موجودہ دور میں بواسیر کے علاج کے تین طریقے ہیں:

(ا) دوا کے ذریعہ علاج اور دیگر تدابیر

(ب) جراحت کے بغیر علاج

(ج) جراحت

دوا کے ذریعہ علاج: اس میں بالعموم قبض کو رفع کرنے کی دوائیں، غذائیں اور تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔

جراحت کے بغیر علاج: دور حاضر میں علاج کے بعض ایسے موثر طریقے رائج ہیں جو جراحت کا طریقہ اختیار کرنے سے پہلے استعمال کیے جاسکتے ہیں:

- rubber band ligation
- radiofrequecy
- Sclerotherapy
- infrared photocoagulation
- bipolar dithermy
- cryotherapy

جراحت: جراحت سے مراد بواسیری مسوں کو کاٹ کر الگ کر دینا ہے۔ موجودہ زمانے میں مندرجہ ذیل جراحت کے طریقے رائج ہیں۔

- Milligan- Morgan haemorrhoidecto
- Closed Ferguson haemorrhoidectom
- Circular stappled hemorrhoidectomy

علاج کے موخر الذکر دو طریقوں کی افادیت کے باوجود ان کے نتیجے میں کبھی کبھی بعض عوارضات بھی سامنے آتے ہیں۔ sclerotherapy کے نتیجے میں ورم غدۂ مذی، احتباس بول، عنانت اور anaphylactic shock، rubber band ligation کے نتیجے میں درد، slippage of bandage کے نتیجے میں تخثر بواسیر، cryotherapy کے نتیجے میں بدبو اور اخراج رطوبات، bipolar dithermy کے نتیجے میں شقاق اور internal sphincter spasm، infrared photocoagulation کے نتیجے میں درد، جریان الدم اور تعدیہ[۲،۹،۱۸] hemrrhoidectomy کے نتیجے میں stricture اور anal incontinence جیسے عوارضات پیش آسکتے ہیں[۱،۴،۱۸]۔

یونانی طب میں بواسیر کا علاج:

اس مرض کا تفصیلی تذکرہ یونانی طب کی تمام اہم کتابوں میں موجود ہے۔ ابن سینا نے القانون فی الطب میں اس مرض کا ذکر نہایت شرح وبسط کے ساتھ کیا ہے اور ہندی اطباء میں حکیم محمد اعظم خان نے اکسیر اعظم میں دیگر اطباء کے معمولات کو منظم انداز میں پیش کیا ہے۔ اطباء نے علاج کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسّوں کو آلات کی مدد سے کاٹ کر مدمّل ادویہ کے ذریعہ زخم کو مندمل کیا جائے، دوسرے دوا اور تدابیر کے ذریعہ مسّوں کو زائل

کرنے کی کوشش کی جائے۔ ثانی الذکر صورت میں اطباء فصد، حجامہ، تعلیق علق اور اسہال کے ذریعہ مواد کا تنقیہ کرتے ہیں اور مفتح، مسکّن الم اور حابس دم دوائیں استعمال کراتے ہیں[۱۳،۱۶]۔

القانون فی الطب میں ابن سینا نے بواسیر کے علاج کے ذیل میں مندرجہ ذیل تفصیلات درج کی ہیں:

(ا) اگر درد، ورم اور انتفاخ نہ ہو تو کسی خصوصی علاج کی ضرورت نہیں ہوتی یعنی خفیف قسم میں فصد، حجامہ یا مقامی علاج کرنا غیر مناسب ہوتا ہے، کیونکہ مقامی علاج سے ناسور اور شقاق مقعد لاحق ہونے کا خطرہ رہتا ہے[۱۹،۲۰]۔

(ب) بدن کی اصلاح کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ فصد، حجامہ اور اسہال کے ذریعہ فاسد مواد کا تنقیہ کیا جائے۔ جن لوگوں میں خلط سوداء کی غیر طبعی تولید ہوتی ہو یا محترق سوداء پیدا ہوتا ہو ان کے جگر اور طحال کی اصلاح کی جائے۔

(ج) سخت اور خشک براز کی اذیت سے تحفظ کی خاطر ملیّن غذائیں مثلاً امرود، انجیر، مویز اور دوائیں استعمال کی جائیں۔

(د) بواسیر عمیاء میں امتلاء، ورم اور انتفاخ پیدا ہو گیا ہو تو مفتح عروق ادویہ استعمال کی جائیں تاکہ دم فاسد کا اخراج ہو سکے۔

(ہ) مذکورہ بالا علاج سے افاقہ نہ ہو تو آلات کی مدد سے مسّے کاٹ دیے جائیں۔

بواسیر کے علاج کے لیے مفتح، مدمّل، مسکّن اور حابس دم دوائیں مفرد اور مرکّب شکل میں استعمال کی جاتی ہیں۔ مرکّبات کے تحت جن اشکال کا استعمال کیا جاتا ہے ان میں براہ دہن استعمال ہونے والی دواؤں کے علاوہ حمول، طلاء، ضماد، ذرور، آبزن وغیرہ شامل ہیں[۲۱]۔

علاج:

☆ اگر خون کا اخراج نہ ہو رہا ہو اور بدن میں امتلاء کی علامات موجود ہوں تو ایسی حالت میں پہلے باسلیق پھر صافن کی فصد کرنا بہترین علاج ہے۔

☆ عصص (مہرے کی آخری ہڈی) پر یا مسّوں کے کنارے پر یا خود مسّوں پر جونک لگانا اس مرض میں مفید ثابت ہوتا ہے۔

☆ ورکین کے درمیان حجامہ مرض بواسیر میں مفید ہے۔

☆ تنقیہ کے لیے شربت فواکہہ، مطبوخ افتیمون، سفوف لؤلؤ، حب لاجورد، حب حجر ارمنی استعمال کرائیں اور اس کے بعد معجون خبث الحدید یا حب مقل کھلائیں یا مزلق ادویہ کے ساتھ ہلیلہ سیاہ کو شامل کریں اور استعمال کرائیں۔

☆ پہلے فصد صافن یا فصد مابض کریں اور اس کے بعد قوی مفتحات کا استعمال کرائیں۔ مریض کو ہدایت کریں کہ پیاز گرم کر کے رکھے تاکہ تفتیح کا مقصد حاصل ہو سکے یا پیاز کو روغن تارپین میں بریاں کر کے رکھنے کی تلقین کریں۔

☆ حمام، دلک اور معتدل ریاضت کا مشورہ دیں۔ یہ تدابیر حرارت غریزیہ کو برانگیختہ کرتی ہیں اور فضلات کے تنقیہ میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

☆ انتہائی مجفف دوائیں استعمال کرائیں جو شدت یبوست کے زیر اثر مسّوں کو سکھا کر گرا دیں۔ اس غرض کے لیے حاد ادویہ کے استعمال سے اجتناب کریں۔

بخور: زرنیخ یا پوست انار اور مقل یا تخم بکائن کی دھونی دیں۔ مسّوں پر کبریت، بیخ کبر، آس اور مازو وغیرہ کا بخور دینا بھی بواسیر میں مفید ثابت ہوتا ہے[۲۲]۔

طلاء: تازہ پیاز کاٹ کر پانی حاصل کریں اور مسّوں پر لگانے کی ہدایت دیں۔

ضماد: رسوت اور برگ نیم عرق گلاب میں پیس کر ضماد کرائیں۔

مسکن ضماد: بابونہ، ناخونہ، خطمی، افیون، زعفران سفوف کر کے زردی بیضہ مرغ میں حل کر کے ضماد کرائیں۔

انکباب و آبزن: برگ بھنگ، کوکنار ہر ایک ۳ تولہ کوٹ کر شیر گاؤ میں جوش دے کر آبزن اور انکباب کرائیں، مسکّن الم تاثیر رکھتا ہے۔

☆ حب سندروس، اطریفل مقل ملین، اطریفل مقل قابض، سفوف تیواج، معجون خبث الحدید، سفوف پوست تیواج ہمراہ اطریفل اس مرض میں مفید ہیں[۲۱]۔

خبث الحدید، ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ اور اصل السوس کو باریک کر کے آب لیموں میں سات روز کھرل کر کے مستقل استعمال کرائیں یا حب بواسیر اور حب رسوت کھلائیں[۲۲]۔

☆مسّوں کو آلات یا ادویہ حادہ کی مدد سے سے زائل کریں[۲۳،۲۴]۔

غذائی تدابیر:

خون صالح پیدا کرنے والی غذائیں جیسے بیضہ نیم برشت، فربہ مرغی کے گوشت کا شوربہ وغیرہ اور ملیّن امعاء غذائیں استعمال کرائیں۔غلیظ، شور اور محرق خون اغذیہ جیسے کہ گائے، بھینس، ہرن کا گوشت، بیگن، مسور، نمکین سوکھی مچھلی، فواکہ، گرم مسالے مثلاً مرچ سیاہ، لہسن، خردل، پیاز، خشک گوشت، خشک پنیر، شراب خالص وغیرہ سے اجتناب کرائیں۔

حوالہ جات

۱- میک کے ڈی، ہیمر وئڈس اینڈ وریکوز وین: اے ریویو آف ٹریٹمنٹ اوپشنس، الٹرنیٹیو میڈیسین ریویو، اپریل ۲۰۰۱؛ ۶(۲):۱۲۶-۱۴۰

۲- گیمی بی، ہیمر وئڈس اے کومن ایلمنٹ امنگ اڈلٹس، کوزیز اینڈ ٹریٹمینٹ: اے ریویو۔انٹرنیشنل جرنل آف فارمیسی اینڈ فارماسیوٹکل سائنسز، ۲۰۱۱؛ ۳(۵): ۵-۱۲

۳- گپتا ایم ورفقاء، اے کیمپریٹیو اسٹڈی آف دی افیکٹیونس آف ربر بینڈ لائگیشن اینڈ سیوچر لائگیشن انڈر رویژن ایز اے ٹریٹمنٹ موڈیلیٹی اِن سکنڈ ڈگری ہیموروئڈس، جرنل آف ڈینٹل اینڈ میڈیکل سائنسیز، ۲۰۱۵؛۱۴(۱۲):۷۸-۸۱

۴- ویلیمس این ایس ورفقاء، بیلی اینڈ لوئس شورٹ پریکٹس آف سرجری (چھبیسواں ایڈیشن) :۱۲۳۶-۱۲۴۰

۵- جرجانی اسماعیل، ذخیرہ خوارزم شاہی (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛۲۰۱۰؛ ۴۶۱-۴۷۲

۶- نورٹون جے اے و رفقاء، سرجری بیسک سائنس اینڈ کلینیکل ایوی ڈینس، نیویورک: اسپرنگر؛۲۰۰۰:۳۱۷-۳۴۷

۷- فارکو ہارسن ایم، موران بی، فارکوہارسن ٹیکسٹ بک آف آپریٹیو جنرل سرجری (نواں ایڈیشن)، گریٹ بریٹین: ایڈوارڈ آرنولڈ؛۲۰۰۵: ۴۴۳-۴۳۴

۸- ابن زہر، کتاب التیسیر فی المداوات والتدبیر (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۱۹۸۶:۱۵۲-۱۵۳

۹- گینر آر اے، دی ایویلوئیشن اینڈ ٹریٹمنٹ آف ہیموروئڈس: اے گائیڈ فار دی گیسٹرانٹیرولوجیسٹ، کلینیکل گیسٹرو انٹیرولوجی اینڈ ہیپٹولوجی، ۲۰۱۳؛۱۱:۵۹۳-۶۰۳

۱۰- خان آر ایم، پریویلینس آف ہیموروئڈس امنگ دی پیشینٹس ویزیٹنگ این آئی یو ایم ہاسپٹل (ایم ڈی تھیسس: شعبۂ تحفظی و سماجی طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، بنگلورو)،۲۰۱۳

۱۱- شاہ ایس این، اے پی آئی ٹیکسٹ بک آف میڈیسین (آٹھواں ایڈیشن)، ایسوسی ایشن آف فیزیشنس آف انڈیا، ۲۰۰۸؛۶۲۱

۱۲- اشون پی و رفقاء، ایوفوربیا پروسٹیٹا اے کلینیکلی پُروون ڈرگ ان ہیموروئڈس - ملٹیپل فارما کولوجیکل ایکشنس ٹارگٹنگ پیتھولوجیکل پروسسیز، انٹرنیشنل جرنل آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز، ۲۰۱۵؛ ۴(۲):۲۶۹-۲۷۳

۱۳- ابن سینا، القانون فی الطب (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ غیر مورخ:۹۸۵-۹۹۰

۱۴- طبری احمد بن محمد، المعالجات البقراطیۃ (اردو ترجمہ) جلد دوم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۱۹۹۷:۳۹۲-۳۹۷

۱۵- بغدادی ابن ہبل، کتاب المختارات فی الطب (اردو ترجمہ) جلد چہارم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۲۰۰۷:۶۵-۷۱

۱۶- قرشی محمد حسن، جامع الحکمت جلد دوم، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء؛ غیر مورخ:۸۷-۹۳

۱۷- آرڈ بلیو لینگفورڈ اور تھومپسن جے ایم، موسبیز ہینڈ بک آف ڈزیزز، ۱۹۹۶:۲۵۰-۲۵۱

۱۸- جج اے و رفقاء، مینجمنٹ آف ہیمر وئڈس، انڈین جرنل آف کلینیکل پریکٹس، نومبر ۲۰۱۴؛۲۵(۶):۵۷۷-۵۸۰

۱۹- کبیر الدین ، الاکسیر جلد دوم، نئی دہلی: ادارہ کتاب الشفاء، ۲۰۱۱: ۶۶۳-۶۷۳

۲۰- ارزانی محمد اکبر، طب اکبر (اردو ترجمہ)، دیوبند: فیصل پبلیکیشنز؛ غیر مورخ:۵۰۷-۵۱۱

۲۱- خان محمد اجمل، حاذق، کراچی: مدینہ پبلیکیشنز؛۱۹۸۳:۳۶۳-۳۶۷

۲۲- قمری ابو المنصور، غنیٰ منیٰ (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۲۰۰۸:۳۱۹-۳۲۳

۲۳- مسیحی ابن القف، کتاب العمدہ فی الجراحت (اردو ترجمہ) جلد دوم، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛ غیر مورخ:۲۵۱-۲۵۲

۲۴- زہراوی ابوالقاسم، جراحیات زہراوی (اردو ترجمہ)، نئی دہلی: سی سی آر یو ایم؛۲۰۱۲:۱۴۰-۱۴۲

تعارف وتبصرہ

کتاب : میڈیسنل پلانٹس فار لونگے وٹی: ایویڈنس بیسڈ اپروچ فار جیرائٹرک کیئر اِن یونانی میڈیسن

تالیف : سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن

صفحات : 311

سن اشاعت : 2021

ناشر : سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن، نئی دہلی

طابع : راکمو پریس پرائیویٹ لمیٹڈ، C-59، اوکھلا انڈسٹریل ایریا، فیز I-، نئی دہلی 110020

مبصر : امان اللہ

طب یونانی کا لٹریچر اپنی کمیت وکیفیت کے اعتبار سے انتہائی وقیع ہے۔ صحت ومرض اور ان سے وابستہ مختلف امور سے متعلق تقریباً ہر موضوع پر خاصا مواد موجود ہے۔ صحت کی حفاظت اور اس کے فروغ کی اولیت کا طبی تصور بھی عصری سائنسی ترجیحات کے عین مطابق ہے۔ اس حوالے سے اختیار کی جانے والی تدابیر کے انتخاب میں مختلف مزاجوں، عمروں، جنسوں، علاقوں، موسموں اور بدنی حالتوں کی رعایت کرنا بھی طب یونانی کا مابہ الامتیاز ہے۔ ایسی ہی تدابیر میں ایک کا تعلق سن رسیدہ افراد سے ہے۔ شیخوخت، سن رسیدگی یا زوال عمر انسان کی زندگی، اگروہ شباب اور کہولت کے مراحل سے تجاوز کرے، کا لازمی حصہ ہے۔ اس کی آمد کو روکا تو نہیں جاسکتا لیکن موزوں تدابیر کے ذریعہ اس کے اثرات کو کم کر کے اس مرحلے کو طویل اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ایسی تدابیر کے لیے طب یونانی میں تدابیر مشائخ کی اصطلاح رائج ہے جو اپنے آپ میں معنی خیز اور عصری اطلاقیت کی حامل ہے۔ شیخوخت کا میکانیہ، اس کے بدنی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی عوارض نیز ان عوارض کے ممکنہ تدارک کا مطالعہ مغربی طب کے نسبتاً جدید موضوعات میں سے ہے۔ اس کا سبب بھی ظاہر ہے۔ حالیہ برسوں میں ترقی پذیر اور خوش حال ممالک میں بہتر ہوتے معیار زندگی، طبی سہولیات کی بروقت دستیابی اور کم ہوتے شرح پیدائش کی بدولت انسان کی متوقع عمر میں اضافے کا رجحان پیدا ہوا ہے۔ ہندوستان میں بھی یہ رجحان اپنے اثرات مرتب کر رہا ہے اور بعض ماہرین کے مطابق 2050ء تک عمر رسیدہ ہندوستانیوں کی تعداد مجموعی آبادی کا تقریباً 20 فیصد ہو جائے گی۔ ایک جانب جہاں یہ صورت حال خوش کن اور اطمینان بخش ہے کہ نوجوانوں کو طویل مدت تک اپنے بزرگوں کی رفاقت میسر رہے گی وہیں دوسری جانب یہ بہت سے مسائل کا پیش خیمہ بھی ہے۔ پیشہ ورانہ اور خانگی ذمہ داریوں نیز دیگر تعمیری کاموں کی انجام دہی میں عمر رسیدہ افراد کا کردار، ان کے ضعف قویٰ کے باعث محدود اور مخصوص ہوتا ہے جب کہ ان کی طبی ضروریات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر اہل خاندان پر ان کا انحصار بھی بڑھتا ہے۔ تدابیر مشائخ یا طب شیخوخت کی تمام تر غرض وغایت یہی ہے کہ عمر رسیدگی کا مرحلہ

حتی المقدور صحت کے ساتھ انجام پائے اور زوال عمر کے عوارض کو محدود رکھا جائے۔

طبی نقطۂ نظر سے شیخوخت کا آغاز اور اس کا پورا میکانیہ دراصل رطوبت غریزیہ اور حرارت غریزیہ میں کمی واقع ہونے سے مربوط ہے۔ جوں جوں کمی واقع ہونے کی رفتار بڑھتی جاتی ہے شیخوخت کے عوارض میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے جو اعضا و جوارح کے اضمحلال، قویٰ کے ضعف، حواس کی کندی اور مختلف امراض کے لیے استعداد اور ان میں ابتلا پر مشتمل ہوتے ہیں۔ گویا رطوبت غریزیہ اور حرارت غریزیہ کی حفاظت ہی صحت مند شیخوخت کی بنیاد ہے جس کے لیے موزوں تدابیر، اغذیہ اور ادویہ سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ زیر تعارف کتاب کا موضوع وہ نباتی ادویہ ہیں جو طویل اور صحت مند عمر کے لیے نہ صرف یونانی طبیبوں کی آزمودہ ہیں بلکہ اس حوالے سے عصری تحقیقات کی کسوٹی پر بھی پورا اترتی ہیں۔ طب شیخوخت کی روزافزوں ضرورت اور روایتی طبوں کے سرمایے سے استفادے کی دنیا کی حرص غالباً اس کتاب کی ترتیب کے محرکات میں شامل ہے۔

’میڈیسنل پلانٹس فار لونگے وٹی: ایویڈنس بیسڈ اپروچ فار جیرائٹرک کیئر اِن یونانی میڈیسن‘ میں 35 ایسی نباتی ادویہ کا تذکرہ ہے جن کو طب یونانی میں درازی عمر، صحت مند شیخوخت اور مزمن امراض کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یونانی اطبا نے دواؤں کے افعال وخواص کو بتانے کے لیے جن اصطلاحات کا استعمال کیا ہے ان کی انفرادیت اور معنی خیزی بسا اوقات تحیر کا باعث ہوتی ہے کہ زیادہ تر اصطلاحات یا تو عصری اطلاقیت کی حامل ہیں یا فکر وتفحص کی نئی جہتوں کی نشان دہی کرتی ہیں۔ معمر، مقوی حرارت غریزیہ، محرک حرارت غریزیہ، مقوی اعضاء رئیسہ اور مفرح جیسی ادویہ کے ذیل میں طب یونانی میں جن دواؤں کو بیان کیا گیا ہے انہیں کو سائنسی شواہد نے اینٹی آکسی ڈنٹ، امیونو ماڈیولیٹر، اینٹی ایجنگ اور فری ریڈیکل اسکے وینجنگ اثرات کی حامل قرار دیا ہے۔ ادویہ کے یہ تمام افعال درازیٔ عمر اور صحت مند شیخوخت کے ساتھ براہ راست مربوط ہیں۔

کتاب میں شمولیت کے لیے جن ادویہ کو منتخب کیا گیا ہے وہ سب بآسانی دستیاب اور اپنے متعلقہ فوائد کے لیے معروف ہیں۔ ہر دوا کے بیان کو اس کے طبی ونباتی نام اور جزء مستعملہ کی وضاحت کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔

دوا سے متعلق تفصیلات تعارف، مترادف نام، مزاج، کیمیاوی مشتملات، افعال وخواص، معالجاتی استعمالات، اہم مرکبات اور شواہد پر مبنی ادویاتی یا سریریاتی مطالعے کی سرخیوں کے ذیل میں پیش کی گئی ہیں۔ تعارف کو مختصر رکھتے ہوئے جزء مستعملہ کی ماہیت، نبات کی جائے پیدائش اور ظاہری خواص اور کہیں کہیں حصول دوا کے وقت اور طریقے کے ذکر ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مترادف ناموں کے بیان میں بھی ڈھیر سارے ناموں کی بجائے انگریزی، ہندی، اردو، عربی اور فارسی ناموں کو ہی رقم کیا گیا ہے۔ دوا کے مزاج کو اس کے درجات کے ساتھ واضح کیا گیا ہے یعنی دوا، حرارت، برودت، رطوبت یا یبوست کے چاروں درجات میں سے کس درجے کی حامل ہے۔ کیمیاوی مشتملات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ ان میں اور شواہد پر مبنی مطالعوں کے نتائج میں براہ راست ربط ہوتا ہے اور دواؤں کے اثرات کو ان میں موجود کیمیاوی مادوں ہی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ دواؤں کے افعال وخواص اور معالجاتی استعمالات بیان کرنے کے لیے بھی جامع اور مختصر طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اول الذکر کو متعلقہ اصطلاحات جبکہ آخرالذکر کو امراض کے ناموں کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ دوا کا بیان شواہد پر مبنی ادویاتی یا سریریاتی مطالعوں کے ذکر پر ختم ہوتا ہے۔ یہی حصہ سب سے مفصل ہے جس میں درازی عمر اور صحت مند شیخوخت سے متعلق دوا کے افعال کی توثیق کے لیے کیے گئے مختلف سائنسی مطالعوں کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ حصہ قدیم وجدید کے درمیان ربط باہم کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ جدید تحقیقات طب یونانی کے لٹریچر میں مذکور دواؤں کے اثرات کی تصدیق کرتے ہوئے مزید تحقیق کی دعوت دے رہی ہیں۔

اخیر میں فراہم کردہ معلومات کے معتبر حوالوں کی فہرست پیش کی گئی ہے۔ طبی کتابوں میں القانون فی الطب، الجامع لمفردات الادویہ والاغذیۃ، عین الحیاۃ، محیط اعظم اور خزائن الادویہ سے بطور خاص رجوع کیا گیا ہے۔ دراصل یہ کتابیں نہ صرف اپنے مؤلفین کے علم وتجربے کو پیش کرتی ہیں بلکہ یونانی ادویہ پر یونان، روم، عرب، ایران اور ہندوستان کے اطبا کے کاموں کا بھی احاطہ کرتی ہیں۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ 'میڈیسنل پلانٹس فار لونگے وٹی: ایویڈنس بیسڈ اپروچ فار جیرائٹرک کیئر اِن یونانی میڈیسن' کی تدوین میں ادویہ سے متعلق طب یونانی کے مکمل ذخیرے سے استفادہ کیا گیا ہے۔

انگریزی زبان میں طب یونانی پر بہت کم مواد دستیاب ہے۔ سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن نے وقت کے تقاضے کو محسوس کرتے ہوئے طب کے مختلف موضوعات پر انگریزی میں کتابیں شایع کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ کئی اہم کتابیں منصۂ شہود پر آ بھی چکی ہے۔ 'میڈیسنل پلانٹس فار لونگے وٹی: ایویڈنس بیسڈ اپروچ فار جیرائٹرک کیئر اِن یونانی میڈیسن' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا موضوع بھی نہایت اہم اور عصری ضرورت کا حامل ہے۔

●●●

Registration No. DELURD/2000/7464

Jahan-e-Tib

(Volume 23, Issue 1-4 | January-December 2021)

A Quarterly Urdu Journal of

CENTRAL COUNCIL FOR RESEARCH IN UNANI MEDICINE

CENTRAL COUNCIL FOR RESEARCH IN UNANI MEDICINE

Ministry of Ayush, Government of India

61 - 65, Institutional Area, Janakpuri, New Delhi - 110 058, India

Telephone: +91-11-28521981, 28525982

Email: unanimedicine@gmail.com

Website: http://ccrum.res.in

Printed at: Hi-Tech Graphics, F-28/3, Okhla Industrial Area, Phase-II, New Delhi-110020